ترجمہ اخبار الحمقی والمغفلین

فلسفہ

عقل و حماقت

مع

تذکرۃ الغافلین

تصنیف

حافظ ابوالفرج جمال الدین
عبدالرحمن بن جوزی

مترجم
محمد عابد عمران انجم مدنی
فاضل بھیرہ شریف

کرمانوالہ بک شاپ

الصلوٰۃ والسلام علیک یا رسول اللہ

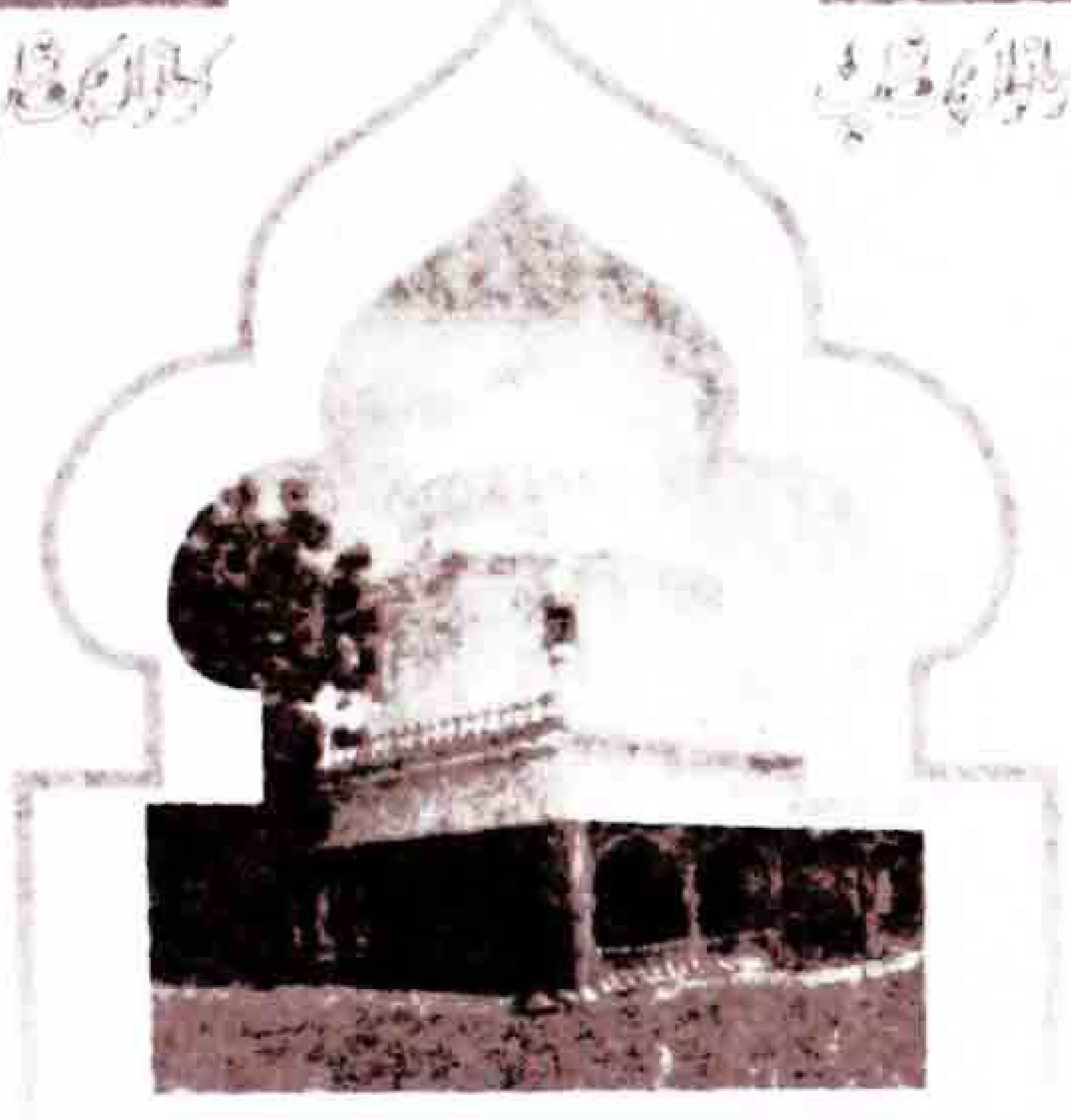

کرمانوالہ بک شاپ

دوکان نمبر ۲ - دربار مارکیٹ لاہور

Voice 042-7249515

بدترین مال وہ ہے کہ جس سے اللہ تعالیٰ کی راہ میں خرچ نہ ہو اور نہ اسکی زکوٰۃ نکالی جائے

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

بَلَغَ الْعُلیٰ بِکَمَالِہٖ   کَشَفَ الدُّجیٰ بِجَمَالِہٖ

پہنچے بلندیوں پر وہ محمد ﷺ اپنے کمال سے   اُن کے جمال سے اندھیرا روشن ہو گیا

بفیضانِ کرم

حضرت سید السادات پیر محمد اسماعیل شاہ بخاری رحمۃ اللہ علیہ

المعروف حضرت کرماں والے

آستانہ عالیہ
حضرت کرمانوالہ شریف
اوکاڑہ

شمیم باغ ولایت

حضرت سید محمد علی شاہ بخاری رحمۃ اللہ علیہ

منظر بدر طریقت

حضرت سید محمد عثمان علی شاہ بخاری رحمۃ اللہ علیہ

حضرت پیر سید غضنفر علی شاہ بخاری رحمۃ اللہ علیہ

حضرت پیر سید صمصام شاہ بخاری مدظلہ العالی

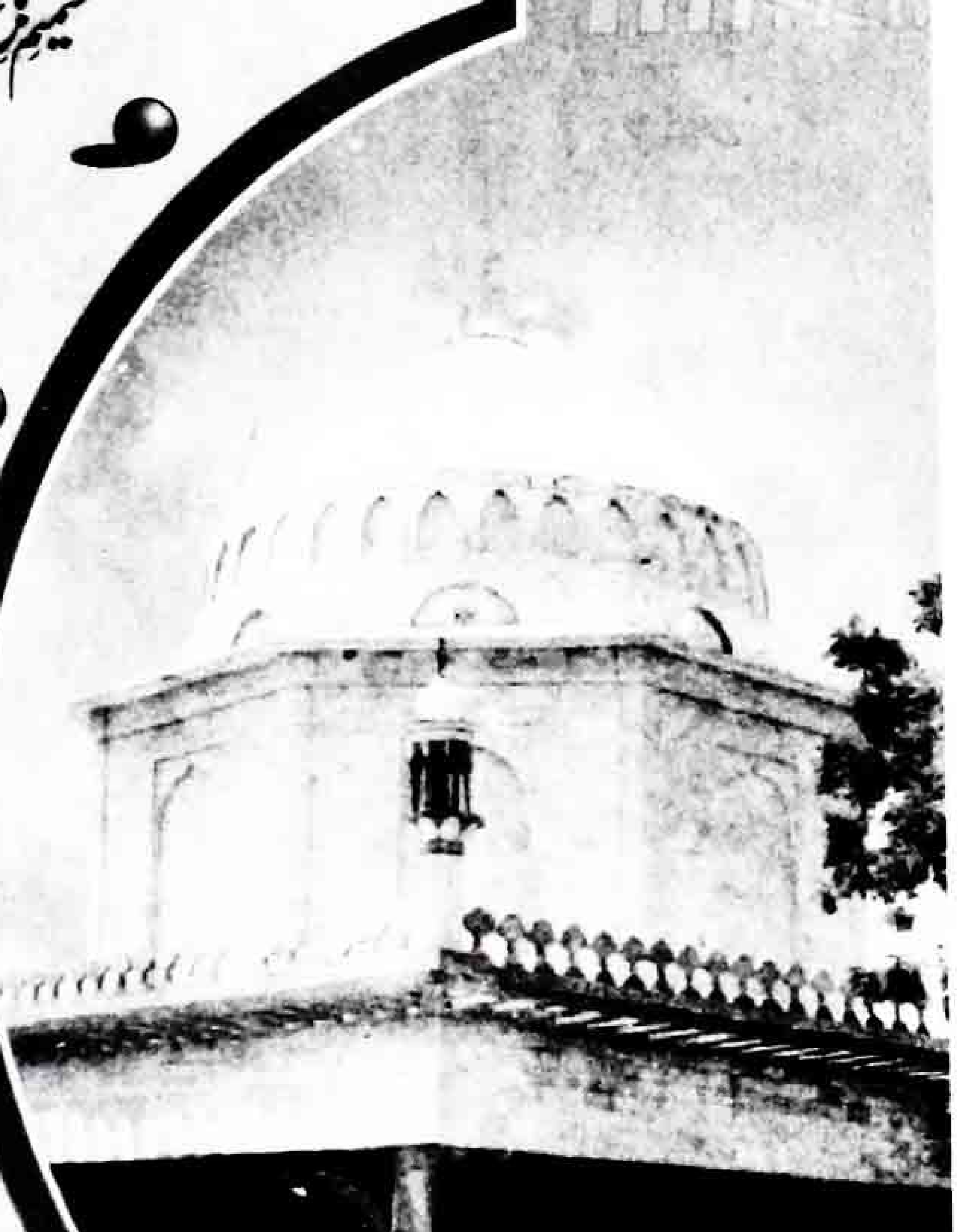

بفیضانِ نظر

حضرت پیر

سید میر طیب علی شاہ بخاری مدظلہ العالی

سجادہ نشین حضرت کرمانوالہ شریف

زیر سرپرستی

حاجی انعام اللہ طیبی نقشبندی برکاتی

زیر اہتمام

سمیع اللہ برکت

جملہ حقوق محفوظ ہیں

اشاعت ۲۵ مئی سن ۲۰۰۴ء

قیمت 160 روپے

17	حماقت و تغفیل کا معنیٰ	62
18	**دوسرا باب**	64
19	حماقت کے فطری چیز ہونے کا بیان	64
20	**تیسرا باب**	67
21	حماقت کے متعلق لوگوں کے اختلاف کا بیان	67
22	**چوتھا باب**	69
23	احمقوں کے اسماء کا بیان	69
24	احمق مردوں کا نام	69
25	احمق عورتوں کے نام	70
26	**پانچواں باب**	72
27	احمق کی صفات کا بیان	72
28	شکل وصورت کی حیثیت سے احمق	72
29	داڑھی کا لمبی ہونا حماقت	73
30	خلیفہ مہدی کا احمقوں اور عقل مند کو پہچاننا	75
31	عادات وافعال کی حیثیت سے احمق	77
32	علاماتِ احمق	77
33	عاداتِ احمق	79
34	احمقانہ اخلاق	79
35	احمق کی پہچان	80
36	حماقت کی علامات	80
37	**چھٹا باب**	82
38	احمقوں کی صحبت سے بچنے کا بیان	82

marfat.com

61	ان عقلمندوں کا بیان کہ جن سے فعل حماقت سرزد ہوا اور وہ اسے درست قرار دینے پر بضد رہے اور اسی ضد کی وجہ سے وہ بھی احمقوں کی فہرست میں شمار کیے گئے	118
62	احمقِ اعظم ابلیس	118
63	احمقِ اعظم کے کلام کا خلاصہ	119
64	دعوے میں دو جہالتیں	119
65	احمقِ اعظم ثانی ابوالحسین ابن الراوندی	120
66	فصل	123
67	حماقت قابیل	123
68	فصل	129
69	جماعت عقلاء کے افعال حماقت	129
70	**دوسری قسم**	137
71	**دسواں باب**	138
72	مغفل قراء اور مصحفین کا بیان	138
73	**گیارھواں باب**	146
74	مغفّل راویانِ حدیث اور حدیث غلط لکھنے اور پڑھنے والوں کا بیان	146
75	**بارھواں باب**	161
76	بیوقوف حکّام اور گورنروں کا بیان	161
77	**تیرھواں باب**	171
78	مغفّل قاضیوں کے بیان میں	171
79	**چودھواں باب**	175
80	مغفّل کاتبین اور دربانوں کا بیان	176
81	**پندرھواں باب**	180

marfat.com

104	اگر سچا ہے تو!	225
105	آپ کا ہی ہے	225
106	حضرت موسیٰ علیہ السلام سے مواخذہ	225
107	عجیب و غریب	226
108	خاموشی	226
109	تخلیق	227
110	دانے میں سوراخ	227
111	غسل کیا کیسے	227
112	قرآن کا نسخہ	227
113	وتر نہیں پڑھے	228
114	آوے کا آوا	228
115	کباشی اور معبد	229
116	انسان نہیں گدھا	229
117	گھوڑوں میں مہارت	229
118	برابر عمر	230
119	ساتھیوں کی ضرورت	230
120	عیادت اور تعزیت	230
121	روزہ دار کا کھانا پینا	230
122	چپ رہنا بہتر	231
123	خاموش رہنے والا	231
124	گدھے کی چوری	231
125	کفن کی خریداری	232

marfat.com

148	لڑکے پر آمادگی	239
149	ہر کلام میں تسبیح	239
150	قل ھو اللہ احد	239
151	رجوع کرنا جائز	239
152	لذیذ اور مزیدار مچھلی	240
153	میں سیر نہیں ہوا	240
154	تین بار کھا کر روزہ	240
155	مسجدِ دمشق	241
156	اپنی فکر	241
157	علمِ نجوم کا ماہر	241
158	سورۂ فاتحہ کب نازل ہوئی	241
159	جولاہے کا مرثیہ	242
160	پسندیدہ کتّا	242
161	دو کپڑے	242
162	بدلہ لے لے	243
163	خود کو گدگدی	243
164	بیوی کی خوبیاں	243
165	مختصر نام	243
166	کہیں جانا نہیں	243
167	جیل میں رات	244
168	سفر کرنا سیکھنا	244
169	حصولِ یقین	244

marfat.com

192	ہائے! یہ پڑوسی	251
193	اپنے والد سے بڑا	252
194	پڑوسی کی گواہی	252
195	چار درہم افیون کا نسخہ	252
196	گھٹنوں کا درد	253
197	آنکھوں کا مریض	254
198	عجیب شغل	254
199	تیرا گھر ہے یا بصرہ	256
200	نرم سواری!	256
201	زفرات لڑکیاں	257
202	بہت بڑی تکلیف	257
203	مرنے والا کون؟	257
204	چار من اور آٹھ من	257
205	مشترکہ کنواں	257
206	چوزے نکالنا ہیں	258
207	سری میں نخنے	258
208	بچپن سے سالن کی عادت	258
209	بیس مرتبہ تلاش	258
210	برف کا شوق	259
211	بے وضو امام نہ بنا	259
212	رسول ﷺ سے انوکھی محبت	259
213	نیت اچھی ہے	259

marfat.com

236	کتے کو کاٹ لیا	264
237	میں سوار نہیں تھا	265
238	کنویں میں چہرہ	265
239	بہت برا آدمی	265
240	سنِ ولادت	265
241	چوالیس تاریخ	265
242	پانچ ہزار درہم	265
243	بچہ بغل میں	266
244	زمین پر مینار	266
245	گدھا کیوں بنا	266
246	اظہارِ فخر	266
247	گناہوں کی معافی	267
248	آئندہ کل آیا ہوں	267
249	بیوقوف بیٹا	267
250	آدھا گھر	267
251	تعزیتی خط	268
252	صبح بخیر!	268
253	ابلیس و آدم علیہ السلام کا ستارہ	268
254	وہی کافی ہے	269
255	وہ ضرور روتی ہے	269
256	چار کپڑوں کا کفن	269
257	آنے اور جانے کا حساب	270

marfat.com

280	نعل بندی کرنے والا	275
281	اللہ کی طرف سے الہام	275
282	بہترین کلام کی روایت	276
283	تین احمقوں کا وفد	276
284	لمبی داڑھی والا	276
285	نام کی پہچان	277
286	آیت و حدیث کا مفہوم	277
287	أنا علّة	277
288	موت سے پہلے طلاق	278
289	نکاح کا خطبہ	278
290	پچاس جمع پچاس برابر چالیس	278
291	بہترین بیمار پُرسی	278
292	علمِ نحو اور فقہ	279
293	چابی میرے پاس ہے	279
294	حضرت علی ہاشمی یا علوی	280
295	شیخ النحو کی توبہ	280
296	کامیاب لوٹو	281
297	چادر بالکل نئی	281
298	پیروں میں موزے	281
299	مؤمنین کے ماموں	281
300	آدھا قرآن مخلوق	282
301	ثواب کی امید	282

marfat.com

324	ایک نے گھیر لیا	288
325	انصار میں سے	288
326	اونٹ اور کجاوہ	289
327	اذان کی آواز	289
328	انگوٹھی	289
329	سارنگی، طبلہ اور بانسری	289
330	غصب اور صدقہ	290
331	خاوند کا پیشہ	290
332	کھاؤ!!	290
333	نمک لگانا	290
334	دوبار یا تین بار	290
335	ماں سے پوچھو	290
336	آسمان صاف ہے یا	291
337	مشورہ امانت	291
338	شادی شدہ نہ کنواری	291
339	مرجاؤں گا	291
340	مسخ شدہ جانور	292
341	موٹی قمیض	292
342	ناکامی بھوننا	293
343	فخر جنیدی کے گھوڑے	293
344	موت کا لعاب	294
345	نام رکھا محمد	294

marfat.com

368	پروانے سے جھگڑا	301
369	زمزم کا کنواں	301
370	دیوار کی چیکنگ	301
371	شیخ کشفیلی کی حماقت	302
372	لا ستّ الّا اللہ	302
373	دنبے کی چکتی	302
374	وہ بھی مر گئے	303

marfat.com

1- پہلی وجہ تو یہ ہے کہ ایک عقلمند انسان بیوقوفوں کی حکایات سن کر عقل کی عظیم نعمت کو قدر کی نگاہ سے دیکھے گا اور اللہ تعالیٰ کا شکر بجالائے گا۔

2- دوسری وجہ یہ ہے کہ احمقوں کے عجائبات پڑھنے سے عقل بیدار ہو جائے گی اور ان کی حماقتوں سے عقلمند کو بچالے گی۔

3- تیسری وجہ یہ کہ تھکاوٹ دور کرنے کیلئے بے بنیاد افسانوں اور کہانیوں کی جگہ، سچے اور عبرت آموز واقعات پڑھنے سے دل و دماغ کو خوشی اور مسرت حاصل ہوگی اور انہیں واقعات سے عبرت حاصل ہوگی۔

گویا یہ کتاب کہانیوں کا پلندہ نہیں بلکہ عظیم و کثیر فوائد کی حامل تالیف ہے۔ جس کو پڑھنے سے بہت سے فوائد حاصل ہوتے ہیں۔

میں نے جہاں تک ہو سکا اسے سلیس اردو میں ڈھالنے کا اہتمام کیا ہے اور ساتھ ساتھ راویوں کے مختصر حالات بھی ہر باب اور فصل کے آخر میں حاشیہ کے تحت ذکر کر دیئے ہیں تاکہ سونے پر سہاگہ ہو۔

دعا ہے کہ اللہ تعالیٰ اس ترجمہ کو قاری حضرات کیلئے زیادہ سے زیادہ مفید بنائے۔ آمین بجاہ سیّد المرسلین۔

فقط

والسلام

(احقر العباد) محمد عابد عمران انجم مدنی

فاضل بھیرہ شریف

marfat.com

ابشیہی نے ''المستطرف'' میں ذکر کیا ہے کہ عقل کی دو اقسام ہیں۔

اقسام عقل:

1- وہ عقل جو کہ کمی اور زیادتی کو قبول نہیں کرتی۔

2- وہ عقل جو کہ کمی اور زیادتی کو قبول کرتی ہے۔

پہلی قسم کی عقل ''فطری عقل'' ہے جو کہ عقلاء کے مابین مشترک ہوتی ہے جبکہ دوسری قسم کی عقل ''تجرباتی عقل'' ہے اور یہ عقل کسبی ہوتی ہے اور اس میں زیادتی تجربات و واقعات کی کثرت کی بنا پر ہوتی ہے۔اسی وجہ سے کہا جاتا ہے کہ بوڑھا آدمی کامل عقل والا ہوتا ہے جبکہ صاحبِ تجربہ آدمی زیادہ فہم و فراست اور راجح معرفت والا ہوتا ہے۔

بعض کہتے ہیں کہ

من بیضت الحوادث سواد لمته — و اخلقت التجارب لباس جدته

واراه اللّٰه تعالیٰ لکثرة ممارسته — تصاریف اقداره واقضیته

کان جدیرا برزانة العقل ورجاحة الدرایة

''حوادثات زمانہ نے جس کے بالوں کی سیاہی کو سفیدی میں بدل دیا ہے اور تجربات نے جس کی بزرگی کا لباس پرانا کر دیا ہے۔اور کثرت مہارت کی وجہ سے اللہ تعالیٰ نے اسے اس کی قضاء و قدر کا پھرنا دکھا دیا ہے۔تو وہ اس بات کا حقدار ہے کہ اسے صاحب عقل اور صاحب فہم و فراست گردانا جائے''۔

بعض اوقات اللہ ربّ العزّت اپنے بندوں میں سے جسے چاہے اپنے مخفی لطف و کرم کے ساتھ خاص فرما دیتا ہے جو اس بندے کو حدّ اکتساب سے خارج کر دیتی ہے اور وہ صاحبِ تجربات و آداب پر ترجیح حاصل کر لیتا ہے۔اور اس بات کی دلیل اللہ ربّ العزّت کا قرآن مجید میں بیان کردہ وہ قصہ ہے جو حضرت یحییٰ بن زکریا علیہما السلام کے بارے میں ہے۔

اللہ ربّ العزّت نے فرمایا:

''و اتیناہ الحکم صبیا''۔ (المریم:۱۲)

''اور ہم نے اسے بچپنے میں ہی حکمت عطا کی''۔

marfat.com

بکریاں کھیت والے کے حوالے کردی جائیں (اکثر مفسرین کے نزدیک وہ کھیت انگوروں کا تھا جن کے خوشے لٹک رہے تھے) کھیت والا بکریاں لے جائے ان کا دودھ پیے اوران کی نسل سے نفع حاصل کرے۔ رہا کھیت! تو وہ بکریوں والے کے حوالے کردیا جائے تاکہ وہ اس میں کام کرے۔اور جب کھیت اسی حالت پر لوٹ آئے جس حالت پر اس وقت تھا جب اس میں بکریاں داخل ہوئیں تھیں۔اس وقت کھیت والا بکریاں واپس دے دے اور انگوروں کا کھیت اس کے خوشوں سمیت اس کے حوالے کردیا جائے یہ فیصلہ سن کر حضرت داؤد علیہ السلام نے فرمایا کہ

آپ کا فیصلہ ہی بہترین ہے۔لہٰذا حضرت داؤد علیہ السلام نے حضرت سلیمان علیہ السلام کا فیصلہ نافذ فرمادیا۔

اسی قصہ کے متعلق اللہ رب العزت نے یہ آیت مبارکہ نازل فرمائی۔

"وداؤد و سلیمان اذ یحکمان فی الحرث اذ نفشت فیه غنم القوم و کنّا لحکمهم شاهدین ففهّمناها سلیمان و کلا اتینا حکما و علما"۔

(الانبیاء، ۷۸،۷۹)

"اور داؤد اور سلیمان کو یاد کرو جب کھیتی کا ایک جھگڑا چکاتے تھے جب رات کو اس میں کچھ لوگوں کی بکریاں چھوٹیں اور ہم ان کے حکم کے وقت حاضر تھے تو ہم نے وہ معاملہ سلیمان کو سمجھا دیا اور دونوں کو حکومت اور علم عطا کیا"۔

تو یہ معرفت وفراست حضرت سلیمان علیہ السلام کو کثرت تجربہ اور لمبی عمر کی بنا پر حاصل نہیں ہوئی تھی بلکہ یہ تو فقط عنایت ربّانی اور لطف الٰہیہ سے حاصل ہوئی تھی۔تو جب اللہ رب العزت اپنی مخلوق میں سے جسے چاہتا ہے اس کے دل میں اپنی عطا کے انوار وتجلیات کسی بھی چیز کے بارے میں ڈالتا ہے تو وہ بندہ صحیح چیز کی ہدایت ورہنمائی حاصل کرلیتا ہے اور بہت سے اسباب میں صاحب تجربات واکتساب سے ترجیح حاصل کرلیتا ہے۔

عقل کی فضیلت کے متعلق بہت سی احادیث ہیں۔لیکن ضعیف ہیں بلکہ ان میں سے اکثر موضوع ہیں۔ابن جوزی (مصنف کتاب) نے "ذمّ الهوٰی" میں عقل کی فضیلت کے

marfat.com

اصبہانی کی کتاب ''محاضرات الادباء'' میں ہے کہ بعض لوگ کہتے ہیں کہ

اشیاء کی مقدار کے متعلق قولاً اور فعلاً غور و فکر کرنا عقل کہلاتا ہے۔

بعض کہتے ہیں کہ

عواقب و انجام کے بارے میں غور و فکر کرنا عقل ہے۔

بعض یہ کہتے ہیں کہ

عقلمند آدمی وہ ہے جس کی تمام خواہشات پر کوئی نگران ہو۔

بعض لوگ یہ کہتے ہیں کہ

عقلمند آدمی وہ ہے جو اپنے آپ کو حرام کردہ اشیاء سے روکے رکھے۔ اور حماقت سے مراد یہ ہے کہ صحیح اور صائب رائے کی کمی ہو اور آدمی نامناسب موقع پر گفتگو کرے۔

جبکہ بعض نے یہ کہا ہے کہ

جو چیزیں عقلمند آدمی کیلئے قابل ستائش ہوں ان کا نہ پایا جانا ''حماقت'' ہے۔ کسی دانا سے یہ پوچھا گیا کہ

کسی آدمی کی عقل کو پہچاننے کا کیا طریقہ ہے؟ تو اس نے جواب دیا کہ جو آدمی گفتگو کم کرے اور جو گفتگو کرے اس میں بہت زیادہ صائب الرّائے ہو وہ عقلمند ہوگا۔

لوگوں نے پوچھا کہ اگر وہ پاس موجود نہ ہو تو پھر عقل کی معرفت کا کیا طریقہ ہے؟

تو اس دانا نے جواب دیا کہ تین چیزوں میں سے ایک چیز کے پائے جانے سے اسے پہچان سکتے ہو۔

عاقل کی پہچان کے تین طریقے:

1- اس کے قاصد سے اس کی عقل پہچان سکتے ہو۔

2- اس کے خط سے پہچان سکتے ہو۔

3- اس کے تحفے سے پہچان سکتے ہو۔

قاصد سے اس بنا پر کہ قاصد اس آدمی کے قائم مقام ہوتا ہے اور اس کا خط اس کی زبان کے کلام کا وصف بیان کرتا ہے جبکہ تحفہ اس کی ہمت کا عنوان اور دیباچہ ہوتا ہے۔ تو ان

marfat.com

عقل کی ماہیت ومقام:

حکماء نے اس کی ماہیت اور مقام کے متعلق اختلاف کیا ہے۔

ایک گروہ کی رائے یہ ہے کہ

عقل آنکھ کے نور کی مانند ایک نور ہے جسے اللہ رب العزت نے انسانی دل میں طبعی اور فطری طور پر پیدا فرمایا ہے۔ اور یہ نور کبھی زیادہ ہوتا ہے اور کبھی کم۔ کبھی چلا جاتا ہے اور کبھی لوٹ آتا ہے۔ اور جس طرح آنکھ سے امور کا مشاہدہ کیا جاتا ہے اسی طرح دل کے نور سے پوشیدہ اور مخفی اشیاء کا ادراک کیا جاتا ہے۔ اور دل کا اندھاپن آنکھ کے اندھے پن کی مانند ہے۔

اللہ رب العزّت کا فرمانِ عالیشان ہے:

فانّھا لا تعمی الابصار و لکن تعمی القلوب الّتی فی الصّدور۔ (الحج:۴۶)

بعض کی رائے یہ ہے کہ

عقل کا مقام دماغ ہے۔ اور یہ قول امام اعظم ابوحنیفہ رحمۃ اللہ علیہ کا ہے۔ اور ایک جماعت یہ کہتی ہے کہ اس کا مقام دل ہے۔ جیسا کہ حضرت امام شافعی رحمۃ اللہ علیہ سے مروی ہے انہوں نے اللہ رب العزت کے اس فرمان عالیشان سے دلیل پکڑی ہے کہ

فتکون لھم قلوب یعقلون بھا۔ (الحج:۴۶)

''کہ ان کے دل ہوں جن کے ساتھ وہ سمجھیں''۔

اور اللہ تعالیٰ کے اس فرمانِ عالیشان سے کہ

انّ فی ذٰلک لذکریٰ لمن کان لہٗ قلب۔ (ق:۳۷)

''بیشک اس کیلئے اس میں نصیحت ہے جو دل رکھتا ہے''۔

انہوں نے یہاں قلب یعنی دل سے مراد عقل لی ہے۔

علماءِ کرام فرماتے ہیں کہ

تجربہ عقل کا آئینہ ہے۔ اسی وجہ سے عمر رسیدہ لوگوں (مشائخ) کی آراء اور ان کے اقوال کی تعریف کی گئی ہے۔ حتیٰ کہ علماءِ کرام نے فرمایا ہے کہ مشائخ کرام وقار کے درخت

marfat.com

ترین عقل وہ ہے جو نیکی اختیار کرتی ہے"۔

علماءِ کرام فرماتے ہیں کہ

عقلمند آدمی کو بلند مقام و مرتبہ غرور میں مبتلا نہیں کرتا۔ جیسا کہ پہاڑ اپنی جگہ سے جنبش نہیں کرتا اگرچہ آندھی کتنی ہی شدید ہو۔ جبکہ جاہل آدمی حقیر سے مرتبے پر غرور میں مبتلا ہو جاتا ہے جیسا کہ گھاس کو ہلکی سی ہوا متحرک کر دیتی ہے۔

حضرت علی رضی اللہ عنہ سے کہا گیا کہ

ہمارے لئے عقلمند آدمی کا وصف بیان کیجئے تو آپ رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ جو آدمی کسی چیز کو اس کے مناسب مقام پر رکھتا ہے وہ عقلمند ہے۔

لوگوں نے کہا کہ ہمارے لئے جاہل کا وصف بیان کیجئے تو آپ نے فرمایا کہ میں بیان کر چکا ہوں یعنی جو آدمی کسی چیز کو نامناسب مقام پر رکھے وہ جاہل ہے۔

منصور نے اپنے بیٹے سے کہا کہ

مجھ سے دو چیزیں حاصل کرلو:

1- بغیر غور و فکر کے کوئی بات مت کہو۔

2- بغیر تدبیر کے کوئی کام مت کرو۔

اردشیر کہتا ہے کہ

چار چیزیں چار چیزوں کی محتاج ہوتی ہیں:

1- حسب و نسب ادب کا محتاج ہوتا ہے۔

2- خوشی بے خوفی کی محتاج ہوتی ہے۔

3- رشتہ داری محبت کی محتاج ہوتی ہے۔

4- عقل تجربہ کی محتاج ہوتی ہے۔

کسریٰ نوشیروان نے کہا ہے کہ

چار چیزیں چار چیزوں کی طرف لے جاتی ہیں:

1- عقل ریاست (بادشاہت) کی طرف۔

marfat.com

بعض علماءِ کرام سے پوچھا گیا کہ جوانی میں کونسی چیز زیادہ تعریف کے لائق ہے۔ حیاء یا خوف؟

تو انہوں نے جواب دیا کہ حیاء زیادہ تعریف کے لائق ہے کیونکہ حیا عقل پر دلالت کرتا ہے۔ جبکہ خوف بزدلی پر دلالت کرتا ہے۔

بعض کہتے ہیں کہ عقلمند آدمی پر اس کے فعل کی وجہ سے غصے ہوا جاتا ہے اور جاہل پر اس کے قول کی وجہ سے۔

حضرت ابوالدرداء رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ رسول نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے مجھ سے فرمایا:

''اے عویمر! عقل میں اضافہ کر۔ اللہ تعالیٰ سے زیادہ قرب حاصل ہوگا''۔

میں نے عرض کی:

''میرے ماں باپ آپ پر قربان ہوں۔ کیسے عقل میں اضافہ کروں؟''

تو ارشاد فرمایا:

''اللہ تعالیٰ کی حرام کردہ اشیاء سے اجتناب کر اور اللہ تعالیٰ کے فرائض ادا کر تو عقل مند ہو جائے گا پھر تجھے اعمال صالحہ کی توفیق عطا ہوگی تو دنیا میں تو زیادہ عقلمند ہوگا اور اللہ تعالیٰ کے ہاں تجھے زیادہ قرب اور عزت حاصل ہوگی''۔

کسی اہل معرفت نے بیان کیا ہے کہ

نفس کی زندگی روح کی وجہ سے ہے اور روح کی زندگی ذکر اللہ کی وجہ سے ہوتی ہے جبکہ دل کی زندگی عقل کے باعث ہے اور عقل کی زندگی علم کی بنا پر ہے۔

حضرت علی رضی اللہ عنہ کے متعلق مروی ہے کہ آپ مندرجہ ذیل اشعار مترنم لہجے میں پڑھا کرتے تھے۔

1۔ ان المکارم اخلاق مطهرة   فالعقل اوّلها و الدّین ثانیها

''مکارم سے مراد پاکیزہ اخلاق ہیں تو عقل ان میں سے پہلی اور دین دوسرا ہے''۔

2۔ والعلم ثالثها والحلم رابعها   والجود خامسها والعرف سادیها

''علم ان میں سے تیسرا، بردباری چوتھا، سخاوت پانچویں اور صراط مستقیم چھٹا ہے''۔

marfat.com

سے پردہ اٹھا دیتا ہے۔اور آدمی کی کم عقلی پر شاہد ہوتا ہے۔

بیان کیا گیا ہے کہ

قاضی ایاس بن معاویہ عظیم عقلاء میں سے تھے اور ان کی عقل ایسے راستے کی طرف ان کی طرف رہنمائی کرتی تھی کہ قریب قریب کوئی اس راستے پر سوائے عقل کی رہنمائی کے نہیں چل سکتا تھا۔ان سے جو واقعات صادر ہوئے اور جن واقعات کا انہوں نے اپنی راجح عقل اور عظیم غور و فکر کیساتھ مشاہدہ کیا ان میں سے ایک واقعہ یہ ہے کہ

ان کے زمانے میں ایک آدمی بہت امانتدار مشہور تھا۔اتفاق ایسا ہوا کہ ایک آدمی نے حج کا ارادہ کیا تو اس نے اس امانتدار آدمی کے پاس ایک تھیلی سونا امانتاً رکھا۔پھر وہ حج پر چلا گیا۔جب واپس لوٹا تو اس آدمی کے پاس گیا اور اس سے تھیلی طلب کی۔تو وہ آدمی انکار کرنے لگا اور کہا کہ میرے پاس کوئی تھیلی نہیں۔

تو وہ آدمی قاضی ایاس کے پاس گیا اور سارا واقعہ بیان کیا۔تو قاضی صاحب نے کہا کہ میرے علاوہ کسی کو یہ واقعہ تو نہیں بتایا؟ اس نے کہا کہ نہیں تو قاضی صاحب نے کہا کہ اس آدمی کو تو یہ علم نہیں کہ تو میرے پاس آیا ہے۔اس نے جواب دیا کہ نہیں۔قاضی صاحب نے کہا کہ اب تو واپس چلا جا۔اور یہ واقعہ چھپائے رکھنا۔پرسوں میرے پاس آنا۔تو وہ آدمی واپس چلا گیا۔

قاضی صاحب نے اس امانتدار آدمی کو بلوایا اور کہا کہ میرے پاس بہت زیادہ مال و دولت ہے اور میں وہ تمہارے پاس امانتاً رکھنا چاہتا ہوں لہٰذا تو واپس جا اور اس مال کیلئے کوئی محفوظ جگہ تلاش کر۔تب وہ آدمی چلا گیا۔

تھوڑی دیر بعد وہ آدمی کہ جس کی امانت تھی وہ قاضی صاحب کے پاس آیا تو قاضی صاحب نے اسے کہا کہ اس آدمی کے پاس جاؤ اور اس سے اپنی امانت طلب کرو۔اگر تو وہ انکار کرے تو اسے کہنا کہ میرے ساتھ قاضی ایاس کے پاس چلو ہمارا اور تمہارا فیصلہ وہیں ہوگا۔

جب وہ اس آدمی کے پاس گیا تو اس نے فوراً اس کی امانت واپس لوٹا دی اس نے واپس جا کر قاضی صاحب کو بتا دیا کہ اس نے امانت واپس لوٹا دی ہے۔پھر جب وہ امانتدار

marfat.com

آ جائے گا تو وہ آپس میں دشمنی چھوڑ دیں گے اور دشمن کے خلاف یک جان ہو جائیں گے۔
یہ سن کر تمام لوگوں نے اس کی بات کو عمدہ گردانا اور اس کی رائے کو صحیح سمجھا اور اپنا خیال ترک کر دیا۔ تو عقلمندوں کی یہی صفات ہوتی ہیں۔

اب ہم اس کتاب کے متعلق جاننے کی کوشش کرتے ہیں کہ بیوقوفوں کے حالات و واقعات جمع کرنے کی کیا ضرورت تھی۔ مصنّف ابن جوزی نے کس لئے ان کے واقعات ذکر کئے ہیں۔

اس کے متعلق ابن جوزی کہتے ہیں کہ

میں نے بیوقوفوں اور غافلوں کے حالات و واقعات تین وجوہات کی بنا پر جمع کئے ہیں۔

پہلی وجہ: یہ ہے کہ جب عقلمند آدمی ان کے حالات و واقعات پڑھے یا سنے گا تو اسے اس چیز (یعنی عقل) کی قدر اور اہمیت کا علم ہو گا جس سے احمق لوگ محروم ہیں اور یہ بات اسے شکر الٰہی پر ابھارے گی۔

دوسری وجہ: یہ ہے کہ بیوقوفوں کا ذکر بیدار مغز آدمی کو اسبابِ حماقت سے بچنے پر ابھارتا ہے جب کہ وہ اسباب کسبی ہوں اور جد و جہد اور کوشش ان میں کارگر بھی ہوتی ہو۔ ہاں! مگر جب یہ چیز فطری ہو تو اس صورت میں اس میں کوئی تغیر و تبدّل نہیں آتا۔

بقول شاعر!:

لکلّ داء دواء یستطب بہ — الّا الحماقة اعیت من یدا ویھا

"ہر بیماری کی کوئی نہ کوئی دواء ہے جس سے علاج کیا جاتا ہے سوائے حماقت اور بیوقوفی کے۔ کیونکہ جو اس کا علاج کرتا ہے وہ عاجز آ جاتا ہے"۔ (یعنی فطری بیوقوفی کا کوئی علاج نہیں)

قاضی ابو یوسف سے مروی ہے۔ فرماتے ہیں:

"تین چیزوں میں سے دو کی تصدیق کی جا سکتی ہے جبکہ ایک چیز کی تصدیق مت کرنا"۔

اگر تجھ سے کہا جائے کہ جو آدمی تیرے ساتھ تھا جب وہ دیوار کے پیچھے اوجھل ہوا تو مر

marfat.com

آگے امام غزالی فرماتے ہیں کہ اگر کوئی یہ سوال کرے کہ رسول نبی کریم ﷺ اور صحابہ کرام سے مزاح کے واقعات مروی ہیں تو یہ ممنوع کیسے ہوا؟

تو اس کا جواب یہ ہے کہ اگر تو اس بات پر قادر ہے جس پر رسول نبی کریم ﷺ اور صحابہ کرام قادر تھے یعنی کہ مزاح میں حق بات کے سوا تو کچھ نہ کہے کسی کے دل کو تکلیف نہ دے، زیادہ مزاح نہ کرے اور کبھی کبھار ہی مزاح کرے تو اس صورت میں تیرے لئے کوئی حرج نہیں۔ اور یہ بہت بڑی غلطی ہے کہ انسان مزاح کو پیشہ بنالے اور ہمیشہ بہت زیادہ مزاح کرتا رہے پھر رسول نبی اکرم ﷺ کے فعل مبارک کو بطور دلیل پیش کرے۔ یہ ایسے ہی ہے کہ جیسے ایک آدمی حبشیوں کے ساتھ سارا دن گزارتا ہے اور ان کا رقص دیکھتا ہے اور دلیل یہ پیش کرتا ہے کہ رسول نبی کریم ﷺ نے حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا کو عید کے دن حبشیوں کا رقص دیکھنے کی اجازت مرحمت فرمائی تھی۔ یہ غلطی ہے کیونکہ صغیرہ گناہوں پر اصرار کرنے سے وہ کبیرہ گناہ بن جاتے ہیں او جائز مباح چیز اصرار کے باعث صغیرہ گناہ بن جاتی ہے۔ تو ہمیں اس بات سے غفلت اختیار نہیں کرنی چاہیئے۔

اس کے بعد امام غزالی فرماتے ہیں کہ جس ہنسی کی مذمت کی گئی ہے وہ یہ ہے کہ آدمی ہنسی میں غرق ہو جائے (ہنس ہنس کے دہرا ہو جائے) اور جس ہنسی کی تعریف کی گئی ہے وہ ہلکا سا تبسّم ہے جس میں دانت ظاہر ہوں لیکن آواز سنائی نہ دے۔

رسول نبی کریم ﷺ کے چہرۂ انور پر ہمہ وقت تبسّم رہتا تھا۔ امام احمد، ترمذی اور ابن سعد نے حضرت عبداللہ بن حارث سے روایت کیا۔ فرماتے ہیں۔

میں نے رسول نبی کریم ﷺ سے زیادہ تبسم کی حالت میں کسی کو نہیں دیکھا۔

حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا رسول نبی کریم ﷺ کی گھر میں حالت بیان کرتے ہوئے فرماتی ہیں:

"آپ ﷺ تمام لوگوں سے زیادہ نرم خو اور معزز تھے۔ آپ ﷺ ظاہراً تمہارے مردوں کی طرح تھے مگر آپ زیادہ تر ہنسنے اور تبسّم کی حالت میں رہتے تھے"۔

حضرت ابوذر غفاری رضی اللہ عنہ سے مروی ہے، فرماتے ہیں:

marfat.com

نبی اکرم ﷺ کی خدمت اقدس میں پیش کر دیتے تھے اور یہ عرض کرتے تھے کہ یہ آپ کیلئے تحفہ ہے۔ جب اس چیز کا مالک حضرت نعیمان سے اس کی قیمت طلب کرنے آتا تو آپ اسے نبی کریم ﷺ کے پاس لے جاتے اور عرض کرتے کہ اسے اس کے سامان کی قیمت ادا کر دیجئے۔ نبی کریم ﷺ فرماتے کہ کیا تو نے وہ چیز مجھے تحفہ نہیں دی؟ تو وہ عرض کرتے کہ قسم بخدا! میرے پاس اس کی قیمت نہیں تھی لیکن میں یہ چاہتا تھا کہ اسے آپ کھائیں۔ تو آقائے نامدار ﷺ مسکرا پڑے اور اس چیز کے مالک کو اس کی قیمت دینے کا حکم دیا۔

(المحاسن والمساوی للبیہقی/۶۰۰، الاعلام: ۴۱/۸)

حضرت ام سلمہ رضی اللہ عنہا سے مروی ہے۔ فرماتی ہیں:

حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ بُصریٰ تجارت کیلئے گئے۔ آپ کے ساتھ حضرت نعیمان اور حضرت سویبط بن حرملہ رضی اللہ عنہما بھی تھے۔ یہ دونوں بدری صحابہ تھے۔ حضرت نعیمان رضی اللہ عنہ زادراہ کے اوپر بیٹھے ہوئے تھے تو حضرت سویبط رضی اللہ عنہ نے کہا مجھے کھانا کھلایئے تو آپ نے کہا کہ حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کو آلینے دیں۔

تو حضرت سویبط رضی اللہ عنہ کچھ لوگوں کے پاس گئے جو کہ اونٹ ہانک کر لے جا رہے تھے اور انہیں کہا کہ میرا ایک عربی غلام خرید لو وہ بھاگ جاتا ہے۔ انہوں نے کہا کہ ہاں! خرید لیتے ہیں۔ تب آپ نے کہا کہ وہ زبان کا بہت تیز طرّار ہے۔ شاید وہ یہ کہے کہ میں تو آزاد ہوں۔ اگر یہ سن کر اس وقت تم نے اسے چھوڑ جانا ہے تو پھر رہنے دو۔ انہوں نے کہا کہ ہم خریدیں گے ضرور خریدیں گے۔ تو دس نوجوان اونٹنیوں کے عوض انہوں نے حضرت نعیمان رضی اللہ عنہ کو بیچ دیا اور اونٹنیوں کو ہانکتے ہوئے ان لوگوں کو حضرت نعیمان رضی اللہ عنہ کے پاس لے آئے اور کہا کہ یہی ہے! پکڑ لو۔ تو ان لوگوں نے آپ کی گردن میں رسّی ڈال لی۔ تو آپ نے کہا کہ سویبط رضی اللہ عنہ جھوٹ بول رہے ہیں میں تو آزاد آدمی ہوں۔ تو ان لوگوں نے کہا یہ بات انہوں نے ہمیں پہلے بتا دی تھی۔

اتنے میں حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ تشریف لے آئے تو حضرت نعیمان رضی اللہ عنہ اور وہ لوگ آپ رضی اللہ عنہ کے پاس گئے اور سارا واقعہ بیان کیا تو آپ رضی اللہ عنہ نے انہیں اونٹنیاں واپس

marfat.com

ہی مزاح کیا کرتے تھے جتنا کہ دل کو آرام پہنچاتا تھا اور ہمہ وقت وہ اسی میں مشغول نہیں رہا کرتے تھے۔اور اسی پر مذمّت آئی ہے یعنی ہمہ وقت اس میں مشغول رہنا۔

گزشتہ اوراق میں ہم نے حافظ ابن حجر رحمۃ اللہ علیہ کا کلام جو کہ اس مسئلہ میں ضابطہ کی حیثیت رکھتا ہے نقل کر دیا ہے۔اور اللہ تعالیٰ ہی صحیح راہ کی توفیق بخشنے والا ہے۔

ہماری تحقیق:

ہم نے جو کچھ اس کتاب میں تحقیق و اضافہ کیا ہے وہ درج ذیل ہے۔

1- نصوص قرآنی کو ضبط کیا ہے کیونکہ کتاب کی طباعت کے دوران تحریف اور کمی واقع ہو سکتی ہے۔

2- کتاب کو ہم نے دو قسموں میں تقسیم کیا ہے۔

i- پہلی قسم:

پہلی قسم میں ابن جوزی نے حماقت، اس کے مفہوم، احمق کی صفات اور اس کی صحبت سے بچنے کیلئے جو کچھ نقل کیا ہے وہ کچھ ذکر کیا ہے۔اور یہ قسم نو ابواب پر مشتمل ہے۔

ii- دوسری قسم:

باقی ابواب کو ہم نے دوسری قسم میں رکھا ہے۔اور اس میں جو حکایات و اخبار احمقوں اور بیوقوفوں کے بارے میں آئیں ہیں انہیں ذکر کیا ہے۔مصنف ابن جوزی نے انہیں ان کے پیشوں کے لحاظ سے ترتیب دیا ہے۔اور یہ قسم پندرہ ابواب پر مشتمل ہے۔

3- مصنف نے جو احادیث و آثار ذکر کئے ہیں ان کی ہم نے تخریج کی ہے۔

4- جن لوگوں کا کتاب میں ذکر آیا ہے ان کا تعارف پیش کیا ہے۔اور ان میں سے بعض کا دفاع بھی ذکر کیا ہے جن کے متعلق حماقت و بیوقوفی کی حکایات ذکر کی گئی ہیں۔

اور ہم نے یہ بات واضح کی ہے کہ یہ فقط دل لگی کے طور پر مشہور کی گئی تھیں۔کیونکہ جن کے متعلق یہ ذکر کی گئی ہیں وہ امام اور حافظ تھے۔اس کے متعلق دیکھنے کیلئے جو کچھ ابن ابی شیبہ کے متعلق ذکر کیا گیا ہے وہ دیکھئے اور جو کچھ معلّمین کے بارے میں عام قسم کی

marfat.com

مقدّمہ

(از مصنف ابن جوزی)

شیخ امام جمالی الدین ابوالفرج عبدالرحمٰن بن علی بن محمد بن علی جوزی فرماتے ہیں:

الحمد للّٰہ الّذی اعطی الانعام جزیلا و قبل من الشّکر قلیلا و فضّلنا علی کثیر ممّن خلق تفضیلا و صلّی اللّٰہ علی سیّدنا محمّد الّذی لم یجعل لہٗ من جنسہ عدیلا و علی آلہ و صحبہ بکرۃ و اصیلا۔

تمام تعریفیں اس اللہ رب العزّت کیلئے جس نے کثیر انعامات عطا کئے اور قلیل شکر قبول فرمایا اور مخلوق میں سے بہت سوں پر ہمیں فضیلت بخشی اور اللہ تعالیٰ ہمارے آقا و مولا حضور سرور کائنات صلی اللہ علیہ وسلم کہ جن کی مثل ان کی جنس میں سے کسی کو نہیں بنایا ان پر، آپ کی آل پاک پر اور آپ کے صحابہ کرام پر صبح و شام رحمتیں نازل فرمائے۔

بعدازاں!

جب میں نے ذہین لوگوں کے حالات و واقعات جمع کرنے شروع کئے یعنی اخبار الاذکیاء[1] جمع کرنی شروع کیں اور ان کے متعلق بعض منقولات کا ذکر کیا تاکہ وہ قابلِ تقلید نمونہ ہوں کیونکہ بہادروں کے حالات و واقعات بہادری سکھاتے ہیں۔ تو میں نے احمقوں اور غافلوں کے حالات و واقعات جمع کرنے کو بھی تین وجوہات کی بنا پر ترجیح دی۔

پہلی وجہ: پہلی وجہ یہ ہے کہ جب عقلمند آدمی ان کے حالات و واقعات سنے گا تو جو نعمت (عقل) اسے عطا کی گئی اور جس سے وہ محروم ہیں اس نعمت کی قدر پہچانے گا تو یہ بات اسے شکر الٰہی پر برانگیختہ کرے گی۔[2]

حافظ محمد بن ناصر نے ہمیں خبر دی۔ فرماتے ہیں: ہم سے علی بن حسین بن حسن بن احمد بن شاذان نے بیان کیا۔ فرمایا: ہم سے ابوبکر احمد بن سلمان نجاد نے بیان کیا۔ فرمایا: ہم

marfat.com

بچنے پر ابھارے گا جبکہ وہ اسباب غفلت کسبی ہوں اور ان میں جدّ وجہد اور کوشش کارگر ہوتی ہو اور اگر غفلت فطری طور پر ہو تو وہ تغیّر وتبدل قبول نہیں کرتی۔[۴]

تیسری وجہ: تیسری وجہ یہ ہے کہ انسان ناقص العقل لوگوں کی سیرت دیکھ کر اپنے دل کو خوش کر سکے۔ اس لئے کہ نفس کبھی کبھی کسی کام میں بہت زیادہ جدّ وجہد کی وجہ سے اکتا جاتا ہے اور کسی جائز شغل کی طرف متوجّہ ہونے سے خوش ہوتا ہے۔[۵]

رسول نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت حنظلہ رضی اللہ عنہ سے فرمایا کہ ایک گھڑی اللہ تعالیٰ کو یاد کرنا اور دوسری گھڑی میں غفلت بہتر ہے۔

حضرت حنظلہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے جنت و دوزخ کا ذکر فرمایا اور ہم ایسے تھے کہ گویا اپنی آنکھوں سے دیکھ رہے ہیں میں وہاں سے نکلا اور اپنے گھر والوں کے پاس آیا تو ان کے ساتھ ہنسنے مسکرانے لگا۔ تو میرے دل میں ایک قسم کا کھٹکا پیدا ہوا۔ میں حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ سے ملا اور کہا کہ میں تو شاید منافق ہو گیا ہوں۔ تو انہوں نے پوچھا کہ کیسے؟ میں نے کہا کہ میں نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس تھا۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے جنت و دوزخ کا ذکر فرمایا: اور ہم ایسے تھے گویا کہ جنت و دوزخ کو اپنی آنکھوں سے دیکھ رہے ہیں۔ پھر میں اپنے گھر والوں کے پاس آیا تو ہنسی مذاق میں مشغول ہو گیا۔ حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ نے کہا کہ ہم بھی ایسے ہی کرتے ہیں۔ تو میں رسول نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت اقدس میں حاضر ہوا اور یہ حالت بیان کی۔ تو نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا:

اے حنظلہ رضی اللہ عنہ! اگر تم اپنے گھر والوں کے پاس بھی ایسے ہی رہو جیسے میرے پاس ہوتے ہو تو فرشتے تمہارے ساتھ تمہارے بستروں پر اور راستے میں مصافحہ کریں۔ اے حنظلہ! ایک گھڑی اللہ کی یاد اور ایک گھڑی غفلت بہتر ہے۔ (یعنی اسی میں اللہ تعالیٰ کی حکمت ہے)[۶]

حضرت علی بن ابی طالب رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں:

''اپنے دلوں کو آرام پہنچاؤ اور ان کیلئے دانائی پر مبنی لطیفے تلاش کرو کیونکہ جیسے جسم اکتاہٹ کا شکار ہو جاتے ہیں ایسے ہی دل بھی اکتاہٹ کا شکار ہو جاتے ہیں''۔[۷]

marfat.com

جاتے ہیں اور دل مزیدار اور مزاحیہ باتوں کو پسند کرتے ہیں۔

ابن اسحاق رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ امام زہری رحمۃ اللہ علیہ دین کے متعلق گفتگو بیان کیا کرتے پھر فرماتے کہ اپنے لطیفے سناؤ اور اپنے اشعار پیش کرو اور ایسی باتیں کروں کہ جن سے تمہارا بوجھ ہلکا ہو اور تمہاری طبیعتیں مانوس ہو جائیں کیونکہ کان ڈھیلے پڑ جاتے ہیں اور دل ایک حالت سے دوسری حالت کی طرف پھرنا پسند کرتا ہے۔

حضرت مالک بن دینار رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ گزشتہ امتوں میں ایک آدمی تھا جب اس پر (دین کی) باتیں بوجھ بنتیں تو وہ کہتا کہ کان ڈھیلے پڑ جاتے ہیں اور دل مزاحیہ باتوں کو پسند کرتا ہے لہٰذا مزاحیہ حکایات سناؤ۔

ابن زید فرماتے ہیں کہ میرے والد صاحب نے مجھ سے بیان کیا کہ حضرت عطاء بن یسار مجھ سے اور ابو حازم سے گفتگو فرماتے حتّٰی کہ ہمیں رُلا دیتے پھر گفتگو فرماتے حتّٰی کہ ہمیں ہنسا دیتے پھر کہتے کہ کبھی یہ ہوگا یعنی رلاؤں گا اور کبھی ایسے ہوگا یعنی ہنساؤں گا۔

ابن جوزی فرماتے ہیں کہ علماء وفضلاء مزاحیہ باتوں کو پسند کرتے رہے ہیں اور ان کی طرف مائل ہوتے رہے ہیں کیونکہ یہ نفس کو آرام پہنچاتی اور دل کو غور وفکر کی مشقت وتھکاوٹ سے راحت بخشتی ہیں۔

حضرت شعبہ حدیث بیان فرمایا کرتے تھے۔ آپ جب کسی نحوی کو دیکھتے تو فرماتے کہ یہ "ابوزید" ہے۔

اضافہ از مترجم:

"نحوی جب کوئی مثال بیان کرتے ہیں اور کسی آدمی کا ذکر کرنا چاہتے ہیں تو اس کیلئے زید کا نام اختیار کرتے ہیں۔ اس لئے حضرت شعبہ رحمۃ اللہ علیہ بطور مزاق نحوی کو ابوزید کہتے تھے"۔

استعجمت دار نعم ما تکلّمنا و الدّار لو کلّمتنا ذات اخبار

"نعم کا گھر خاموش ہے ہم سے گفتگو نہیں کرتا۔ اور اگر یہ گھر ہم سے گفتگو کرتا تو بہت سی حکایات بیان کرتا"۔

ابن عائشہ[8] سے ہم نے بہت سی مزاحیہ باتیں نقل کی ہیں۔ ان میں سے بعض فحش بھی

marfat.com

کردیا ہے''۔

قاضی مدینہ نے یہ اشعار سن کر کہا کہ مجھے یہ اشعار لکھ دو۔ میں نے عرض کی کہ اللہ آپ کی اصلاح فرمائے کیا یہ چیز لکھنے کے قابل ہے؟ تو انہوں نے فرمایا کہ تجھے خرابی ہو لکھ دو۔ کیونکہ اشراف مزاحیہ باتیں پسند کرتے ہیں۔

حاشیہ جاتِ مقدّمہ

1- مصنف ابن جوزی کی کتاب ''الاذکیاء'' مراد ہے اور یہ کتاب اپنے موضوع میں یکتا اور سیاق کلام میں عجیب وغریب ہے۔ مصنّف نے اس کے مقدمہ میں اس کے تین مقاصد ذکر کئے ہیں۔

پہلا مقصد یہ ہے کہ ذہین لوگوں کے احوال پڑھ کر ذہین لوگ اپنی قدر و منزلت پہچانیں۔

دوسرا مقصد یہ ہے کہ صاحب عقل سامعین میں اگر ان مراتب کو حاصل کرنے کی طاقت ہے تو ان کی اس طرف رہنمائی کرنا۔ تیسرا مقصد یہ ہے کہ اس آدمی کو جو کہ خود اپنی رائے کو پسند کرتا ہے جب وہ اس آدمی کے حالات سنے کہ جس پر بہت مشکل حالات آگئے تھے اس سے اسے ادب سکھلایا جائے۔

2- امام راغب اصبہانی کہتے ہیں کہ عقل سے مراد قولاً اور فعلاً اشیاء کی مقادیر پر غور و فکر کرنا ہے۔ بعض کے نزدیک عواقب و انجام میں غور کرنا عقل ہے۔ بعض کے نزدیک عقلمند وہ ہے جس کی تمام خواہشات پر کوئی نگران ہو بعض کے نزدیک عقلمند وہ ہے جو اپنے آپ کو حرام کردہ اشیاء سے روک لے۔ جبکہ حماقت سے مراد صحیح چیز کی معرفت کی کمی اور نا مناسب جگہ پر گفتگو کرنا ہے اور بعض کے نزدیک عقل مند آدمی کو جو چیز قابل ستائش بناتی ہے اس کا فقدان حماقت ہے (محاضرات الادبا) مزید تفصیل کیلئے ''الطب الروحانی'' از ابن جوزی کا مطالعہ کیجئے۔

3- حسن سے مراد ابو سعید حسن بن یسار بصری ہیں۔ آپ تابعی تھے۔ آپ بہت بڑے عالم، فقیہہ، فصیح اللّسان، بہادر اور عبادت گزار تھے اور اپنے زمانے میں اہل بصرہ کے امام تھے۔ حافظ ابن حجر نے انہیں ثقہ، فقیہہ اور مشہور فاضل گردانا ہے۔ اکثر مرسل و مدلّس روایات ذکر کرتے تھے۔ بزار فرماتے ہیں کہ آپ ایک ایسی جماعت سے روایت کرتے جن سے آپ نے سنا نہیں تھا اور اس بات کو جائز قرار دیتے تھے۔ کہ ''حدثنا'' اور ''خطبنا'' یعنی وہ لوگ جنہوں نے بصرہ میں احادیث و خطبات بیان کئے۔

4- جاحظ کہتا ہے کہ احمقوں کی ہم نشینی اختیار مت کر کیونکہ عقلمندوں کے ساتھ ایک زمانہ بیٹھنے سے تیری اتنی اصلاح نہیں ہوگی جتنی ان احمقوں کی ہم نشینی سے تجھے خرابی پہنچے گی کیونکہ خرابی فطرتوں یعنی طبیعتوں میں شدت سے لاحق ہو جاتی ہے۔

marfat.com

فصل

جو کچھ ہم نے ذکر کیا اس سے یہ ظاہر ہوا کہ علماءِ کرام بھی جائز شغل سے آرام و راحت حاصل کرتے رہے ہیں وہ جائز شغل ان میں محنت و مشقت کیلئے چستی پیدا کرتے تھے۔ گویا یہ شغل ہمیشہ محنت و مشقت کا حصہ رہے ہیں۔

ابو فراس شاعر کہتا ہے:

اروّح القلب ببعض الهزل تجاهلاً منّی بغیر جهل
امزح فیه مزح اهل الفضل و المزح احیانا جلاء العقل

"بعض اوقات میں تجاہل عارفانہ برتتے ہوئے ہنسی مذاق سے اپنے دل کو آرام پہنچاتا ہوں۔ اور اس ہنسی مذاق کے دوران اہل فضل جیسا مذاق کرتا ہوں۔ اور کبھی کبھی مزاق عقل کو جلا بخشتا ہے"۔

marfat.com

دندان مبارک ظاہر ہو جاتے۔تو پتہ چلا کہ زیادہ مذاق کرنا مکروہ ہے کیونکہ رسول کریم ﷺ سے یہ مروی ہے۔ارشاد فرمایا:

زیادہ ہنسنا دل کو مردہ کر دیتا ہے۔[4]

اور کبھی کبھار اتنی مقدار میں جائز شغل سے خوشی اور راحت حاصل کرنا ایسے ہی ہے جیسے کہ ہانڈی میں نمک ہوتا ہے۔

حاشیہ جات

1- مسند احمد: ۲/ ۴۲، ۴۰۲۔ ابو نعیم فی الحلیۃ: ۳/ ۱۲۴۔ ابن عدی فی الکامل۔ ۳/ ۱۰۸۰۔ ذہبی فی المیزان: ۲۸۳۶۔ عقیلی فی الضعفاء: ۳/ ۲۰۲۔ ابن حجر فی لسان المیزان: ۴/ ۳۱۶ اور المطالب العالیہ: ۳۲۲۳۔ ابن مبارک فی الزہد ۳۳۲۔ عراقی نے تخریج الاحیاء میں اسے ذکر کیا ہے اور کہا ہے کہ ابن ابی الدنیا نے اسے حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے حسن سند کے ساتھ روایت کیا ہے۔اور شیخین اور ترمذی نے ان الفاظ کے ساتھ روایت کیا ہے کہ "آدمی کوئی بات کرتا ہے اور اس میں کوئی حرج بھی نہیں سمجھتا تو اس کی وجہ سے جہنم میں ستر گز نیچے گرایا جائے گا"۔

یہ الفاظ ترمذی نے نقل کئے ہیں اور کہا ہے کہ یہ حدیث حسن غریب ہے۔

(دیکھئے مجمع الزوائد: ۸/ ۹۵، ۱۰/ ۲۹۷۔ صحیحہ البانی: ۲/ ۲۹۔ صحیح بخاری ۶۴۷۷، ۶۴۷۸۔ مسلم "الزہد": ۴۹، ۵۰)

2- ابو داؤد: ۴۹۹۔ ترمذی: ۲۳۱۵۔ ابن عساکر فی تہذیب تاریخ دمشق: ۵/ ۲۱۸۔ مسند احمد ۵/ ۵، ۷۔ دارمی: ۲/ ۲۹۶۔ بغوی فی شرح السنۃ: ۱۳/ ۵ حاکم: ۱/ ۴۶۔ بیہقی: ۱۰/ ۱۹۶۔ طبرانی فی الکبیر: ۱۹/ ۴۰۲، ۴۰۳۔ خطیب بغدادی فی تاریخ بغداد: ۴/ ۴، ۷، ۱۳۴۔ ترمذی نے کہا ہے کہ حدیث حسن ہے۔البانی نے بھی "صحیح الجامع" میں اسے حسن قرار دیا ہے۔

3- امام مسلم نے کتاب الطلاق: ۲۹۔ مسند احمد: ۳/ ۳۲۸۔ بیہقی فی سنن الکبریٰ ۸/ ۳۸۔ فتح الباری کی حدیث نمبر ۴۷۸۶ کے تحت مزید تشریح دیکھئے۔

4- امام ترمذی نے حضرت حسن کی حدیث سے حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت کیا۔حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ رسول نبی کریم ﷺ نے ارشاد فرمایا:

کون ہے جو مجھ سے یہ کلمات لے کر ان پر عمل کرے یا اسے سکھائے جو ان پر عمل کرے۔حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں میں نے عرض کی۔میں یا رسول اللہ اس کیلئے حاضر ہوں۔رسول نبی کریم ﷺ نے میرا ہاتھ پکڑا اور پانچ چیزیں گنوائیں۔اور فرمایا: حرام کردہ اشیاء سے بچ لوگوں میں سب سے عبادت گزار ہو جاؤ گے۔جو کچھ

marfat.com

فصل

ابن جوزی کہتے ہیں کہ میں نے اس کتاب کو چوبیس ابواب میں تقسیم کیا ہے۔ان کا خلاصہ درج ذیل ہے:

1- پہلا باب: حماقت اور اس کے معنیٰ کے بیان میں ہے۔
2- دوسرا باب: حماقت کے فطری ہونے کے بیان میں ہے۔
3- تیسرا باب: حماقت کے متعلق لوگوں میں پائے جانے والے اختلاف کا ذکر اس باب میں ہے۔
4- چوتھا باب: احمقوں کے اسماء پر مشتمل ہے۔
5- پانچواں باب: احمق کی صفات کے بیان میں ہے۔
6- چھٹا باب: احمق کی صحبت سے بچنے کے بیان میں ہے۔
7- ساتواں باب: معروف احمقوں کو ضرب المثل بنانے کے بیان میں ہے۔
8- آٹھواں باب: جن کی حماقت اور غفلت ضرب المثل بن چکی ہے ان کی حکایات کے بیان میں ہے۔
9- نواں باب: عقلاء کے اس گروہ کا بیان جن سے فعلِ حماقت سرزد ہوا۔
10- دسواں باب: مغفّل قاریوں کے بیان میں ہے۔
11- گیارہواں باب: مغفل راویان حدیث اور حدیث کو غلط لکھنے اور پڑھنے والوں کے بیان میں ہے۔
12- بارہواں باب: مغفّل امراء وحکّام کے بیان میں ہے۔
13- تیرہواں باب: مغفّل قاضیوں کے بیان میں ہے۔
14- چودھواں باب: مغفّل کاتبین اور دربانوں کے بیان میں ہے۔

marfat.com

پہلی قسم

مفہوم حماقت اور احمقوں کی صحبت سے بچنے کا بیان

اس قسم میں نو ابواب ہیں:

1- پہلا باب: حماقت اور اس کے معنیٰ کا بیان۔
2- دوسرا باب: حماقت کے فطری ہونے کا بیان۔
3- تیسرا باب: حماقت کے متعلق لوگوں کے اختلاف کا بیان۔
4- چوتھا باب: احمقوں کے اسماء کا بیان۔
5- پانچواں باب: احمق کی صفات کا بیان۔
6- چھٹا باب: احمق کی صحبت سے بچنے کا بیان۔
7- ساتواں باب: معروف احمقوں کے ضرب المثل ہونے کا بیان۔
8- آٹھواں باب: جن کی حماقت ضرب المثل بن چکی ہے ان کی حکایات کا بیان۔
9- نواں باب: عقلاء کی اس جماعت کا بیان جن سے فعل حماقت سرزد ہوا۔

marfat.com

فصل

حماقت کے لغوی معنیٰ کے متعلق جو کچھ تھا وہ ہم نے بیان کر دیا لیکن مقصود اصطلاحی معنیٰ کے بیان سے ہی ظاہر ہوگا۔ لہٰذا ہم اس کا اصطلاحی معنیٰ بیان کرتے ہیں۔

حماقت و تغفیل کا معنیٰ:

مقصود کے صحیح ہونے کے باوجود مطلوب تک پہنچنے کے راستہ اور ذریعہ میں غلطی کرنا حماقت کہلاتا ہے۔ بخلاف جنون کے کیونکہ جنون ذریعہ اور مقصود دونوں میں غلطی اور خلل سے عبارت ہے۔ تو احمق آدمی کا مقصود تو صحیح ہوتا ہے لیکن جو راستہ وہ اختیار کرتا ہے وہ فاسد اور غلط ہوتا ہے اور جو راستہ وہ غرض کی طرف پہنچنے کیلئے تلاش کرتا ہے وہ صحیح نہیں ہوتا۔ جبکہ مجنون کا تو اصل اقدام ہی فاسد اور غلط ہوتا ہے تو وہ ایسی چیز کا انتخاب کرتا ہے جسے اختیار ہی نہیں کیا جاتا۔[1]

آئندہ صفحات میں جو ہم احمقوں کے واقعات ذکر کریں گے ان سے اس کا فرق ظاہر ہو جائے گا۔ بہر حال ان میں سے ایک یہ ہے کہ ایک حاکم کا پرندہ اڑ گیا تو اس نے حکم دیا کہ شہر کے تمام دروازے بند کر دیئے جائیں۔

تو اس حاکم کا مقصود پرندے کی حفاظت تھا۔

اضافہ از مترجم:

یعنی حاکم یہ چاہتا تھا کہ پرندہ شہر سے باہر نہ نکلنے پائے اور پکڑ لیا جائے۔ اس مقصد کیلئے اس نے یہ طریقہ اختیار کیا کہ شہر کے دروازے بند کرنے کا حکم دے دیا۔ اور یہی اس کی حماقت تھی کیونکہ پرندہ تو اڑنے والا جانور ہے نا کہ چلنے والا۔ اب اس کا مقصد تو صحیح تھا لیکن طریقہ غلط تھا۔

---

marfat.com

دوسرا باب:

حماقت کے فطری چیز ہونے کا بیان

ابواسحاق[1] فرماتے ہیں کہ جب تجھے یہ خبر پہنچے کہ امیر آدمی فقیر ہو گیا ہے، فقیر آدمی امیر ہو گیا۔ اور یہ کہ زندہ آدمی مر گیا ہے تو ان سب کی تصدیق کر لے اور جب تجھے یہ بات پہنچے کہ احمق آدمی عقلمند ہو گیا ہے تو اس کی تصدیق مت کرنا۔

قاضی ابو یوسف فرماتے ہیں کہ تین چیزوں میں سے دو کی تصدیق کرلو مگر ایک بات کی تصدیق مت کرو۔ یعنی اگر تجھے یہ کہا جائے کہ جو آدمی تیرے ساتھ تھا وہ دیوار کے پیچھے گیا تو مر گیا تو اس کی تصدیق کرلو۔ اگر تجھ سے یہ کہا جائے کہ فقیر آدمی کسی دوسرے شہر جا کر امیر ہو گیا اس نے مال و دولت حاصل کر لی ہے تو اس کی بھی تصدیق کرلو۔ اور اگر تجھے یہ کہا جائے کہ احمق آدمی دوسرے شہر جا کر عقلمند ہو گیا ہے تو اس کی تصدیق مت کرنا۔

امام اوزاعی[2] فرماتے ہیں کہ مجھے یہ بات پہنچی ہے کہ حضرت عیسیٰ ابن مریم علیہما السلام سے کہا گیا کہ اے روح اللہ! آپ مردے زندہ کرتے ہیں؟ فرمایا: ہاں! اللہ تعالیٰ کے اذن سے زندہ کرتا ہوں۔ تو پھر کہا گیا کہ آپ مادر زاد اندھوں کو تندرست کرتے ہیں؟ فرمایا: ہاں! اللہ تعالیٰ کے اذن سے تندرست کرتا ہوں۔ تو پھر کہا گیا کہ حماقت کی دوا کیا ہے؟ تو فرمایا: یہی وہ چیز ہے جس نے مجھے عاجز کر دیا ہے۔[3]

جعفر بن محمد فرماتے ہیں کہ احمق کو ادب سکھلانا اندرائن (حنظل) کی جڑوں میں پانی دینے کے مترادف ہے۔ جتنا زیادہ سیراب کرو گے اتنا زیادہ کڑوا ہو گا۔

مامون[4] الرشید فرماتے ہیں کہ کیا تمہیں علم ہے اس واقعہ کے بارے میں جو میرے اور امیر المؤمنین ہارون الرشید کے درمیان پیش آیا۔ ہوا کچھ یوں تھا کہ میں ان کا کچھ قصوروار تھا۔ تو میں ان کے پاس گیا اور انہیں سلام کیا۔ تو انہوں نے کہا کہ اے احمق! دور ہو جا۔ تو میں غصہ ہو کر لوٹ آیا۔ اور کچھ دن ان کے پاس نہ گیا۔ تو انہوں نے میری طرف ایک رقعہ

marfat.com

کیا گیا ہے کہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام نے فرمایا: میں نے کوڑھی اور مادرزاد اندھے کا علاج کیا اور انہیں تندرست کر دیا۔ تو میں نے احمق کا علاج کیا تو اس نے مجھے عاجز کر دیا۔ (یعنی اس کا علاج نہ کر سکا)

3- بشر بن معتمد فرماتے ہیں کہ

و اذا الغبیّ رایتہٗ مستغنیا اعیی الطبیب و حیلۃ المحتال

''جب تو بیوقوف امیر آدمی کو دیکھے تو تو دیکھے گا کہ اس نے طبیب اور حیلہ کرنے والے کو عاجز کر دیا ہے''۔

ایک اور شاعر فرماتے ہیں کہ

و انّ عناء ان تفھّم جاھلا و یحسب جھلا انہ منک افھم

''اور سب سے بڑی تھکاوٹ یہ ہے کہ تو جاہل کو سمجھنے بیٹھ جائے اور جہالت کے متعلق یہ گمان ہو کہ تو اسے بہت سمجھنے والا ہے''۔

جریر فرماتے ہیں کہ

و لا یعرفون الشرّ حتّی یصیبھم
و لا یعرفون الامر الّا تدبّرا

''اور وہ شر کو اسی وقت پہچانتے ہیں جب وہ انہیں لاحق ہو جاتی ہے اور معاملے کو تدبر و تفکر ہی سے پہچانتے ہیں''۔

4- مأمون: ان کا نام عبداللہ المامون بن ہارون الرشید ہے ۱۹۸ھ میں ان کی خلافت کی بیعت ان کے بھائی امین کے فوت ہونے کے بعد کی گئی۔ اور ہارون الرشید محمد المہدی کے بیٹے تھے اور بہت دیندار اور کثرت سے جہاد کرنے والے تھے ۱۹۳ھ میں وفات پائی۔

اللہ رب العزت نے بتقاضائے حکمت حضرت آدم علیہ السلام کو بھی احمق تخلیق کیا اگر یہ بات نہ ہوتی تو انہیں زندگی کبھی خوش نہ کرتی۔

حضرت مطرّف سے مروی ہے۔ فرماتے ہیں:

اگر میں قسم اٹھاؤں تو مجھے امید ہے کہ میں بری ہو جاؤں گا اور وہ قسم یہ ہے کہ کوئی شخص بھی ایسا نہیں ہے جو اپنے ربّ تعالیٰ کے ساتھ معاملہ میں حماقت میں مبتلا نہ ہو۔ ہاں! مگر یہ بات ہے کہ بعض حماقتیں بعض سے کم ہوتی ہیں۔

آپ ہی سے مروی ہے۔ فرماتے ہیں:

لوگوں کی عقلیں ان کے زمانوں کی مقدار کے مطابق ہوتی ہیں۔

نیز آپ فرمایا کرتے تھے:

لوگ سخت بھوک میں مبتلا ہیں میں نے کچھ لوگوں کو کچھ لوگوں کے پانی میں گھسے ہوئے دیکھا ہے۔

حضرت سفیان ثوری رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں:

انسان کو احمق تخلیق کیا گیا ہے تا کہ زندگی سے نفع حاصل کر سکے۔

کسی کا شعر ہے کہ

لعمرك ما شئ يفوتك نيله بغبن و لكن فى العقول التّغابن

''تیری عمر کی قسم! تو نے کوئی چیز دھوکہ کی وجہ سے فوت نہیں کی لیکن عقلوں میں ہی نقصان ہے''۔

37- معصل

38- فدم

39- ہتور

40- عیایا طباقاء

اگر زیادہ ناموں کی وجہ سے کسی چیز کی طرف توجہ کی جاسکتی ہے تو ان میں سے تقریباً احمق ہی زیادہ ناموں والا ہے۔

کہا گیا ہے کہ اگر کثرت اسماء کے علاوہ احمق کیلئے کوئی فضیلت نہ بھی ہو تو یہی اس کیلئے کافی ہے۔

ابن اعرابی فرماتے ہیں۔

''رقیع'' وہ ہوتا ہے جو کہ اپنی حماقت کو ظاہر کرنے پر مجبور ہوتا ہے۔

کسی دیہاتی عرب سے پوچھا گیا کہ

احمق اور مائق کے درمیان کیا فرق ہے؟ تو اس نے جواب دیا کہ احمق وہ ہوتا ہے جو کنویں کی منڈیر پر کھڑے ہو کر چلّو سے پانی پلانے کی درخواست کرتا ہے اور مائق اس آدمی کی مانند ہے جو کنویں کے نیچے سے چلّو سے پانی پلانے کی درخواست کرتا ہے...... جیسے ان دونوں آدمیوں کے مابین فرق ہے ایسے ہی احمق اور مائق کے درمیان فرق ہے عرب کہتے ہیں کہ

احمق وہ ہوتا ہے جو کہ قضائے حاجت کیلئے ایسی جگہ جاتا ہے جو مناسب ہو یعنی احمق دستور کے مطابق قضائے حاجت کرنا جانتا ہے اور اخرق وہ ہوتا ہے جو کہ چیزوں کو پھاڑ دیتا ہے اور کوئی کام بہتر طریقے سے سرانجام نہیں دے پاتا ہے۔

احمق عورتوں کے نام:

1- درہاء

2- خرقاء

3- دفنس

4- خذعل

5- ہوجاء

6- قرئع

7- داعکہ

8- رطیۂ

marfat.com

پانچواں باب:

احمق کی صفات کا بیان

احمق کی صفات دو قسموں میں منقسم ہوتی ہیں۔

1- شکل وصورت کی حیثیت سے۔

2- عادات وافعال کی حیثیت سے۔

پہلی قسم

شکل وصورت کی حیثیت سے احمق:

حکماء فرماتے ہیں کہ بدصورت چھوٹا سر، دماغ کی ہیئت کی بدصورتی اور اس کی کمزوری پر دلالت کرتا ہے۔

حکیم جالینوس کہتے ہیں کہ سر کا چھوٹا ہونا یقینی طور پر دماغ کے کمزور ہونے کی علامت ہے اور چھوٹی گردن دماغ کی کمزوری اور قلتِ عقل پر دلالت کرتی ہے۔ جس آدمی کی بناوٹ متناسب الاعضاء نہ ہو وہ پست ہمت اور کمزور عقل والا ہوتا ہے مثلاً پیٹ بڑا ہو۔ انگلیاں چھوٹی ہوں، چہرہ گول ہو۔ لمبوترا قد، چھوٹی کھوپڑی، پر گوشت پیشانی موٹا چہرہ، گردن موٹی ور پنڈلیاں موٹی ہوں گویا اس کا چہرہ دائرے کا نصف حصہ ہے ایسے ہی گول سر ہو داڑھی گول ہو چہرہ سخت کھردرا ہو آنکھوں سے بیوقوفانہ حرکات کا اظہار ہوتا ہو تو وہ بھی لوگوں میں سے سب سے زیادہ بھلائی سے دور ہوتا ہے۔ ابھری ہوئی آنکھوں والا بیہودہ اور بے شرم ہوتا ہے۔ جس کی آنکھیں اندر کو دھنسی ہوئی ہوں وہ مکّار اور چور ہوتا ہے اگر بڑی بڑی متحرک و مضطرب آنکھیں ہوں تو ایسا شخص سست، نکمّا، احمق اور عورتوں کا دلدادہ ہوتا ہے۔ نیلی آنکھوں والا جن میں زعفران کی مانند زردی ہو ایسا آدمی انتہائی بد اخلاق ہوتا ہے۔ بیل سے مشابہ آنکھوں والا احمق ہوتا ہے۔ آنکھیں ابھری ہوئی ہوں اور پپوٹا چمٹا ہوا ہو

marfat.com

دیگر حضرات کہتے ہیں کہ جو پستہ قد ہو، چھوٹی کھوپڑی والا ہو اور لمبی داڑھی والا ہو تو ایسے آدمی کی عقل کے بارے میں مسلمانوں پر لڑنا لازم ہے۔

اصحابِ فراست فرماتے ہیں کہ جب کسی آدمی کا قد بھی لمبا ہو اور داڑھی بھی لمبی ہو تو اس پر حماقت کا حکم لگا دو اور اگر ان کے ساتھ ساتھ سر بھی چھوٹا ہو تو پھر تو اس کے احمق ہونے میں کوئی شک ہی نہیں۔

بعض حکماء فرماتے ہیں کہ عقل کا مقام دماغ ہے اور روح کا راستہ ناک ہے اور بیوقوفی کا مقام لمبی داڑھی ہے۔

سعید بن منصور سے مروی ہے۔ فرماتے ہیں:

میں نے ابن ادریس سے پوچھا کہ کیا آپ نے سلام بن ابی حفصہ کو دیکھا ہے؟ تو انہوں نے جواب دیا کہ ہاں۔ دیکھا ہے لمبی داڑھی والا اور احمق تھا۔

ابن سیرین سے مروی ہے۔ فرماتے ہیں:

جب آپ کسی لمبی داڑھی والے آدمی کو دیکھیں تو اس کی عقل میں حماقت کو پہچان لیں۔

زیاد بن امیہ فرماتے ہیں کہ جس آدمی کی داڑھی ایک مٹھی سے زیادہ ہو جاتی ہے تو جتنی زیادہ ہوتی ہے اتنی ہی اس کی عقل کم ہو جاتی ہے۔

کسی شاعر نے کہا ہے:

اذا عرضنت للفتی لحیة — و طالت فصارت الی سرّته

فنقصان عقل الفتی عندنا — بمقدار ماز ادفی لحیته

"جب کسی نوجوان کی داڑھی نکلے اور اس کی ناف تک لمبی ہو جائے تو جتنی مقدار میں اس کی داڑھی لمبی ہوتی ہے ہمارے نزدیک اتنی ہی اس کی عقل کم ہو جاتی ہے"۔

احمق کی صفات میں سے کانوں کا چھوٹا ہونا بھی ہے۔ اور احمق آدمی اپنی چال ڈھال سے بھی پہچانا جا سکتا ہے اور احمق کی گفتگو اس کی حماقت پر سب سے قوی دلیل ہوتی ہے۔

marfat.com

بڑا انعام دیا احسان کیا تو بہت بڑا احسان کیا۔ اللہ تعالیٰ آپ کی باقی ماندہ زندگی گزشتہ زندگی سے زیادہ فرمائے اور باقی ایام کو پہلے سے بہتر بنا دے۔ اور اللہ کرے کہ آپ اس کے انعامات سے فائدہ اٹھائیں اور آپ کی رعایا آپ سے فائدہ اٹھائے۔ مہدی نے اس کو انعام دینے کا حکم صادر کیا اور اس کے ساتھ اپنا خاص آدمی روانہ کیا۔ اور کہا کہ اس کے پیشے کے بارے میں معلوم کرنا۔ میرا خیال ہے کہ یہ کاتب ہے۔

تھوڑی دیر بعد پہلا قاصد یعنی غلام واپس آ گیا اور کہا کہ وہ جولاہا ہی تھا۔ اور دوسرے آدمی نے بتایا کہ وہ دوسرا آدمی کاتب ہی تھا۔ تب مہدی نے کہا کہ مجھے جولاہے اور کاتب کی گفتگو سے کوئی خدشہ نہیں ہے۔

روایت کیا گیا ہے کہ

حضرت امیر معاویہ رضی اللہ عنہ نے اپنے ساتھیوں سے پوچھا کہ احمق کے ساتھ رہے بغیر تم اسے کیسے پہچانو گے؟ تو بعض نے کہا کہ اس کی چال ڈھال، نظر اور تردّد سے پہچانیں گے۔ بعض نے کہا کہ نہیں۔ بلکہ آدمی کی حماقت اس کی کنیت اور انگوٹھی کے نقش سے پہچانی جاتی ہے۔

وہ احمقوں کے متعلق گفتگو میں مصروف تھے کہ ایک آدمی نے چیخ کر دوسرے آدمی کو آواز دی اور کہا۔ اے ابو یاقوت! حضرت امیر معاویہ رضی اللہ عنہ نے اس آدمی کو بلایا تو وہ مسلح تھا۔ آپ نے تھوڑی دیر اس سے گفتگو کی۔ پھر اس سے پوچھا کہ تیری انگوٹھی کے نگینے پر کیا لکھا ہوا ہے؟ تو اس نے جواب دیا کہ

مالی لا اری الھدھد ام کان من الغائبین۔ (النمل:۲۰)

''مجھے کیا ہوا کہ میں ہدہد کو نہیں دیکھتا یا وہ واقعی حاضر نہیں''۔

تو آپ کے ساتھیوں نے کہا کہ واقعی جیسا آپ نے کہا تھا معاملہ ایسا ہی ہے۔ (یعنی آدمی کی انگوٹھی سے بھی حماقت کی پہچان ہو جاتی ہے)

امام شافعی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ جب آپ کسی آدمی کو دیکھیں کہ اس کی انگوٹھی کا حلقہ بڑا اور نگینہ چھوٹا ہے تو وہ عقلمند آدمی ہے۔ اور اگر یہ دیکھیں کہ انگوٹھی کی چاندی کم اور نگینہ بڑا ہے

marfat.com

کچھ علم حاصل کرنے کی تگ و دو کرتی ہے اگرچہ تھوڑا سا ہی کیوں نہ ہو۔ تو جب کسی کی عمر بڑھ جائے اور اس نے تھوڑا سا علم بھی حاصل نہ کیا یہ اس کے احمق ہونے کی دلیل ہے۔

اعمش رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ جب میں کسی ایسے بوڑھے کو دیکھتا ہوں کہ علم سے خالی ہے تو میرا جی چاہتا ہے کہ اس کی گدّی پر تھپڑ لگاؤں۔

حضرت عبداللہ بن معاویہ بن عبداللہ بن جعفر بن ابی طالب ''ولید'' کے دوست تھے اور اس کے پاس گپ شپ لگانے آتے تھے۔ ایک روز دونوں شطرنج کھیل رہے تھے کہ دربان آیا اور کہنے لگا۔ اللہ تعالیٰ امیر کو اصلاح وتندرستی عنایت فرمائے۔ اشراف ثقیف میں سے آپ کا ایک ننھیالی آدمی جہاد سے واپس آیا ہے اور آپ کو سلام کہنا چاہتا ہے۔ یہ سن کر ولید نے کہا۔ اسے وہیں رہنے دو۔ عبداللہ نے کہا کہ اس سے تجھ پر کیا فرق پڑے گا اسے آنے دو ہم اپنے کھیل کو جاری رکھیں گے۔ ہاں! رومال منگوا دو وہ اس بساط پر ڈال دیں گے۔ اور اس سے ملاقات اور سلام دعا کر کے واپس آ جائیں گے۔ چنانچہ ولید نے ایسا ہی کیا۔ اور دربان سے کہا کہ اسے اندر آنے دو۔ جب وہ آدمی اندر داخل ہوا تو وہ ایک ہیبت ناک شخص تھا اور اس کی پیشانی پر سجدہ کے نشان تھے اور اس نے عمامہ شریف پہنا ہوا تھا۔ سلام کرنے کے بعد اس نے کہا کہ اللہ امیر کو دوست رکھے۔ میں جہاد سے واپس آیا ہوں اور مجھے یہ اچھا محسوس نہیں ہوا کہ آپ کا حق ادا کئے بغیر گزر جاؤں۔ ولید نے کہا کہ اللہ تجھے زندگی عطا فرمائے اور برکتیں عطا فرمائے۔

تھوڑی دیر کی خاموشی کے بعد جب وہ کچھ مانوس ہو گیا تو ولید اس کی طرف متوجہ ہوا اور کہا۔ ماموں جان! آپ نے قرآن مجید میں سے کچھ یاد کیا ہے؟ اس نے کہا۔ نہیں۔ مصروفیات نے اپنے شغل میں مشغول رکھا۔ ولید نے کہا کہ سنّت نبوی، مغازی یا احادیث میں سے کچھ یاد کیا ہے؟ کہنے لگا۔ نہیں۔ کاموں سے ہی فرصت نہیں ملی۔ ولید نے کہا کہ عربوں کے واقعات اور اشعار کے متعلق کچھ جانتے ہیں؟ کہا نہیں۔ ولید نے کہا۔ حجازیوں کے واقعات اور ان کی مزاحیہ باتوں کے بارے میں کچھ علم ہے؟ کہا۔ نہیں۔ ولید نے پوچھا عجمیوں کے واقعات اور ان کے آداب واطوار سے واقفیت ہے؟ تو کہنے لگا کہ اس چیز کی

marfat.com

طرح بول نہیں پاتا، اگر اس سے کچھ کہا جائے تو سمجھ نہیں سکتا، اگر ہنسے تو گدھے کی مانند ہینگتا ہے۔ اگر روئے تو بیل کی طرح ڈکارتا ہے۔

بعض حکماء فرماتے ہیں کہ احمق کو چھ عادات کی وجہ سے پہچانا جا سکتا ہے۔

احمق کی پہچان:

1- بلا وجہ غصّے ہونا

2- ناحق عطا کرتے رہنا

3- بے فائدہ اور فضول گفتگو کرنا

4- ہر ایک پر بھروسہ کرنا

5- اپنا راز فاش کرنا

6- اپنے دوست اور دشمن میں تمیز نہیں کر سکتا جو دل میں آئے زبان پر لے آتا ہے اور یہ سمجھتا ہے کہ لوگوں میں سے سب سے زیادہ عقلمند وہی ہے۔

حماقت کی علامات:

حافظ ابو حاتم بن حیان فرماتے ہیں کہ حماقت کی علامات یہ ہیں۔ جواب دینے میں جلدی کرنا، ثابت قدم نہ رہنا، بہت زیادہ اور بے تحاشا ہنسنا، کثرت سے ادھر ادھر متوجہ رہنا، واقعات کی کرید میں رہنا، شریروں سے میل جول رکھنا، اگر آپ احمق سے منہ موڑیں تو غمگین ہو جاتا ہے۔ اگر اسے توجہ دیں تو اتراتا ہے۔ اگر اس سے نرمی سے پیش آئیں تو جہالت سے پیش آتا ہے۔ اگر آپ جہالت سے پیش آئیں تو بردبار بنتا ہے۔ اگر اس سے اچھا سلوک کریں تو برا سلوک کرتا ہے اگر اس سے برا سلوک کریں تو اچھا بننے کی سعی کرتا ہے۔ اگر اس پر ظلم کریں تو انصاف سے پیش آتا ہے اور اگر انصاف سے پیش آئیں تو ظلم پر اتر آتا ہے۔ تو جو آدمی احمق کی صحبت میں مبتلا ہوا سے اللہ تعالیٰ کی عطا کردہ اس نعمت کا کثرت سے شکر ادا کرنا چاہئے جس سے وہ احمق محروم ہے۔ (یعنی نعمت عقل)

محمد شامی فرماتے ہیں:

marfat.com

چھٹا باب:

احمقوں کی صحبت سے بچنے کا بیان

رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا:

احمق سے بھائی چارہ مت اختیار کرو کیونکہ وہ تمہارے خلاف مشورہ دے گا۔ خود کوشش کرے گا تو غلطی کر بیٹھے گا۔ بعض دفعہ تمہیں فائدہ پہنچانا چاہے گا تو نقصان پہنچا دے گا اس کا خاموش رہنا اس کے بولنے سے بہتر ہے اس کی دوری اس کے قرب سے بہتر ہے۔ اس کا مرنا اس کے زندہ رہنے سے بہتر ہے۔

ابن ابی زیاد فرماتے ہیں کہ میرے والد نے مجھ سے کہا کہ بیٹے! عقلمندوں کو لازم پکڑ اور ان سے ہمنشینی اختیار کر اور احمق سے بچ۔ کیونکہ میں جب بھی احمق کی صحبت میں بیٹھا۔ اٹھا تو میں نے اپنی عقل میں کمی پائی۔ عبداللہ بن حبیق سے مروی ہے۔ فرماتے ہیں:

اللہ رب العزت نے حضرت موسیٰ علیہ السلام کی طرف وحی فرمائی کہ احمق پر غصہ مت کیجئے اس سے آپ کا غم بڑھے گا۔ (یعنی آپ کے غصّے سے اسے تو کوئی فائدہ نہیں پہنچے گا اس لئے آپ غمگین ہوں گے)

حضرت حسن سے مروی ہے۔ فرماتے ہیں:

احمق سے جدائی اختیار کرنا اللہ تعالیٰ کے قرب کا ذریعہ ہے۔

حضرت سلمان بن موسیٰ سے مروی ہے۔ فرماتے ہیں:

تین اشخاص دوسرے تین آدمیوں سے انتقام نہیں لے سکتے۔ بردبار آدمی احمق سے، شریف آدمی کمینے سے اور نیک آدمی بدکار سے۔

ہم نے احنف بن قیس سے روایت کیا ہے۔ فرماتے ہیں:

خلیل بن احمد نے فرمایا کہ آدمی چار قسم کے ہیں۔

ایک وہ آدمی جو جانتا ہے اور یہ بھی جانتا ہے کہ وہ جانتا ہے تو وہ عالم ہے اس سے کچھ

marfat.com

ہر وہ دوست جو کہ عقلمند نہ ہو وہ تجھ پر تیرے دشمن سے زیادہ بھاری ہے۔[1]

بشر بن حارث سے مروی ہے۔ فرماتے ہیں:

احمق آدمی کو دیکھنا آنکھوں کو تکلیف میں مبتلا کرنے کے مترادف ہے۔

میں نے (ابن جوزی) انہیں کہتے ہوئے سنا کہ لوگوں پر ایک زمانہ ایسا آئے گا کہ اس میں حکومت احمقوں کے ہاتھ میں ہوگی۔

نیز فرماتے ہیں کہ احمق آدمی آنکھوں کیلئے باعث تکلیف ہوتا ہے چاہے غائب ہو یا حاضر۔

حضرت شعبہ سے مروی ہے۔ فرماتے ہیں:

ہماری عقلیں کم ہیں تو جب ہم ایسے آدمی کے پاس بیٹھتے ہیں کہ جو ہم سے بھی کم عقل ہوتا ہے تو ہماری وہ کم عقل بھی چلی جاتی ہے۔ میں جب بھی کسی ایسے آدمی کو دیکھتا ہوں کہ جو اپنے سے کم عقل آدمی کے ساتھ بیٹھا ہو تو میں اسے ڈانٹتا ہوں۔ بعض حکماء فرماتے ہیں کہ عقلمند آدمی کا بوجھ اس کی اپنی ذات پر ہوتا ہے اور احمق کا بوجھ لوگوں پر ہوتا ہے۔ جس آدمی کی عقل نہیں اس کی دنیا و آخرت نہیں۔

ایک اور دانا کا قول ہے کہ احمق آدمی کیساتھ معاملہ نباہنا ہر آدمی کے بس کی بات نہیں میں اس کے ساتھ بحسن و خوبی معاملہ نباہتا ہوں۔ اس سے پوچھا گیا کہ کیسے نباہتے ہو؟ تو اس نے جواب دیا کہ میں اسے اس کے حق سے تھوڑا دیتا ہوں حتّٰی کہ وہ اپنا پورا حق طلب کر لے۔ اور جب میں اسے اس کا حق پورا دیتا ہوں تو وہ اس سے زیادہ کا طلبگار رہتا ہے۔

بقول شاعر:

اتق الاحمق ان تصحبه ... انما الاحمق کالثوب الخلق

''احمق کی صحبت اختیار کرنے سے بچو اس لئے کہ احمق آدمی بوسیدہ کپڑے کی مانند ہوتا ہے''۔

کلما رقعت منہ جانبا ... خرقته الریح و هنا فانخرق

''جب بھی آپ اس کا ایک کونہ سیئیں گے تو بوسیدگی کی وجہ سے ہوا اسے پھاڑ

marfat.com

فلا تثقن بالنّوکی لشئ ولو کان بنی ماء السماء

فلیسوا قابلی ادب فدعهم وکن من ذاك منقطع الرّجاء

''جب کوئی دوست بنانے لگو تو بھائی چارے میں ہر ایرے غیرے پر یقین مت کرو اگر تجھے دوست اختیار کرنے کا موقع ملے تو عقلمند اور حیاء والا دوست چنو۔ کیونکہ جب فضائل زیادہ ہو جائیں تو عقل کو کوئی چیز کفایت نہیں کرتی''۔

بیوقوف آدمی گمان کرنے میں جلدی کرتا ہے اور اس کی ہلکی سی بیماری بھی عاجز کر دیتی ہے۔ جو آدمی عواقب وانجام کو ایسے ہی چھوڑ دیتا ہے اس کی کم از کم کوشش بھی اس کیلئے دشوار ہوتی ہے۔

بیوقوف آدمی پر کسی چیز کیلئے بھروسہ مت کر اگرچہ وہ بہت ہی سخی آدمی کا بیٹا ہو۔ بیوقوف آدمی قابل ادب نہیں انہیں چھوڑ دو اور ان سے اپنی امیدیں ختم کرلو۔

---

marfat.com

حماقت میں ضرب المثل چوپائے:

عرب چوپایوں کے متعلق اس طرح کہتے ہیں کہ فلاں بجّو سے زیادہ احمق ہے، امّ عامر سے زیادہ احمق ہے۔ حوض پر آنے والی بھیڑ سے زیادہ احمق ہے کیونکہ جب یہ پانی پر آتی ہے تو اس پر ٹوٹ پڑتی ہے اور کسی طرف توجہ نہیں کرتی۔ اور کہتے ہیں کہ فلاں مادہ بھیڑیئے سے زیادہ احمق ہے کیونکہ یہ اپنے بچوں کو چھوڑ کر بجّو کے بچّوں کو دودھ پلاتی ہے۔

حماقت میں ضرب المثل پرندے:

حماقت میں ضرب المثل پرندوں کے متعلق عرب کہتے ہیں:

فلاں آدمی کبوتری سے زیادہ بڑا احمق ہے کیونکہ یہ اپنا گھونسلہ ٹھیک سے نہیں بناتی۔ اور بعض اوقات اس کے انڈے گر کر ٹوٹ جاتے ہیں اور بعض اوقات یہ کھونٹی اور کیلوں وغیرہ پر انڈے دے دیتی ہے تو وہ نیچے گر پڑتے ہیں۔

فلاں آدمی شتر مرغ سے بڑا احمق ہے کیونکہ جب یہ کسی دوسرے جانور کے انڈے دیکھتا ہے تو ان پر بیٹھ کر انہیں سینے لگتا ہے اور اپنے چھوڑ دیتا ہے۔ اور فلاں گدھ سے زیادہ احمق ہے، عقعق سے بڑا احمق ہے اس لئے کہ یہ اپنے انڈے اور بچّے ضائع کر دیتا ہے اور کہتے ہیں کہ فلاں کروان سے بڑا احمق ہے کیونکہ جب یہ لوگوں کو دیکھتا ہے تو راستے میں گر جاتا ہے تو لوگ اسے پکڑ لیتے ہیں۔

حماقت میں معروف حیوان:

حماقت میں معروف حیوان سرخاب، بھیڑ، اونٹ، مور اور زرافہ ہیں۔ اور جن سے فعل صادر نہیں ہوا ہوتا ان کے متعلق لکھتے ہیں کہ عرب کہتے ہیں۔

فلاں آدمی رِجلۃ سے زیادہ احمق ہے اور رجلہ سے مراد ایک قسم کا ساگ ہے جو کہ سیلابی راستے میں اگتا ہے۔

---

marfat.com

آٹھواں باب:

حماقت میں ضرب المثل لوگوں کی حکایات کا بیان

ان میں سے کچھ تو مرد ہیں اور کچھ عورتیں ہیں۔

1-ہبنقہ:

اس کا نام یزید بن ثروان[1] ہے۔اور بعض کے نزدیک ابن مروان ہے۔ یہ قیس بن ثعلبہ کی اولاد میں سے ہے۔

اس کی حماقت کے واقعات درج ذیل ہیں۔

اس نے گھونگوں، ہڈیوں اور ٹھیکریوں کا ایک ہار اپنے گلے میں اس خدشہ سے ڈال لیا کہ کہیں میں اپنے آپ کو گم نہ کر بیٹھوں۔ایک رات وہ ہار اس کے بھائی نے اس کی گردن سے اتار کر اپنی گردن میں ڈال لیا۔صبح ہوئی تو اسے ہار نظر نہ آیا۔تو اس نے اپنا ہار اپنے بھائی کے گلے میں دیکھا تو کہا۔ بھائی! تو تو ''میں'' بن گیا تو پھر میں کون ہوں؟

ایک مرتبہ اس کا اونٹ گم ہو گیا تو یہ اعلان کرنے لگا کہ جو اونٹ تلاش کر لے تو وہ اسی کا ہو جائے گا۔ اس سے پوچھا گیا کہ پھر اس اعلان کا کیا فائدہ ہے: تو اس نے کہا کہ پھر اونٹ کے ملنے کا مزا کہاں سے ملے گا۔

ایک روایت میں یہ ہے کہ جس نے اونٹ تلاش کر لیا اسے دس اونٹ ملیں گے۔تو اس سے پوچھا گیا کہ ایسے کیوں کہہ رہے ہو؟ تو اس نے جواب دیا کہ اونٹ کے مل جانے سے دل کو لذّت ملے گی۔ (وہی لذّت پانا چاہتا ہوں)

ایک دفعہ قبیلہ طفاوۃ اور قبیلہ بنو راسب کا ایک آدمی کے متعلق جھگڑا ہو گیا ہر فریق یہ دعویٰ کر رہا تھا کہ یہ آدمی ان کا عرّاف (طبیب یا نجومی) ہے۔تو ہبنقہ نے کہا کہ اس کا فیصلہ اس طرح ہو سکتا ہے کہ اس آدمی کو پانی میں پھینکا جائے۔ اگر تو یہ الٹا ہو کر پانی کی سطح پر آ جائے تو یہ قبیلہ طفاوۃ میں سے ہے۔ (طفاوۃ کا معنیٰ یہی ہے) اور اگر یہ فیل ہو جائے یعنی

marfat.com

بعد ازاں بنوخزاعہ اس معاملہ میں قصّی پر غالب آ گئے۔

3- شیخ مھو:

یہ عبدالقیس کا ایک قبیلہ ہے۔اس کا نام عبداللہ بن بیدرہ ہے۔قبیلہ ایاد کو پھوسی (بلا آواز گوز مارنا) کی عار دلائی جاتی تھی۔ایک مرتبہ عکاظ کے میلے پر قبیلہ ایاد کا ایک آدمی کھڑا ہوا۔اس کے پاس ایک یمنی چادر تھی۔اس نے اعلان کیا۔اے لوگو! میں قبیلۂ ایاد کا آدمی ہوں۔کون ہے جو مجھ سے ان دو یمنی چادروں کے عوض پھوسی کی عار خریدے گا؟ تو شیخ مھو عبداللہ بن بیدرہ کھڑا ہو کر کہنے لگا کہ میں خریدتا ہوں۔ان میں سے ایک چادر ازار (تہبند) کے طور پر استعمال کروں گا اور دوسری اوڑھ لیا کروں گا۔ایاد قبیلہ کے آدمی نے قبیلے والوں کو اس بات پر گواہ بنالیا۔

عبداللہ اپنی قوم کے پاس گیا اور انہیں کہا کہ میں تمہارے لئے ہمیشہ کی عار (طعنہ اور شرمندگی) لایا ہوں۔تو اس وقت سے یہ طعنہ ہمیشہ عبدالقیس قبیلہ کے ساتھ رہا۔

4- عجل بن لجیم:

اس کا پورا نام عجل بن لجیم بن صعب بن علی بن بکر بن وائل ہے۔اس کی حماقت کا واقعہ یہ ہے کہ

کسی آدمی نے اس سے پوچھا کہ تو نے اپنے گھوڑے کا نام کیا رکھا ہے؟ (اس نے پہلے تو گھوڑے کا کوئی نام نہیں رکھا ہوا تھا لیکن) اسی وقت اٹھ کھڑا ہوا اور گھوڑے کی ایک آنکھ پھوڑ کر کہنے لگا کہ میں نے اس کا نام ''اعور'' یعنی کانا رکھا ہے۔

عنزی شاعر کہتا ہے:

رمتنی بنو عجل بداء ابیهم
و أیّ امری فی النّاس احمق من عجل
الیس ابوهم عار عین جواده
فصارت به الامثال تضرب بالجهل

چھوٹے میاں سبحان اللہ! از مترجم)

حمزہ بن بیض سے پوچھا گیا کہ

تم کتنی نبیذ (انگوروں کا شربت یا پھلوں کا شربت) پیتے ہو؟ تو اس نے جواب دیا کہ دو رطل سے کچھ زیادہ پیتا ہوں۔

6-ابو اسید:

محمد بن رجاء سے مروی ہے۔فرماتے ہیں کہ

ابو اسید نے ایک واقعہ بیان کیا اور کہ کہ یہ واقعہ منصور کی موت سے پہلے مہدی کی خلافت کا واقعہ ہے۔راوی کہتے ہیں کہ ابو اسید کے سامنے سے دو اونٹ گزرے تو اس کے ارد گرد جو آدمی بیٹھے تھے انہوں نے اس سے پوچھا کہ ان دونوں میں سے تیز کون سا ہے؟ تو ابو اسید نے جواب دیا کہ ان میں سے ایک دوسرے سے زیادہ تیز ہے۔انہوں نے کہا کہ یہ تو ٹھیک ہے مگر جو تیز ہے وہ کون سا ہے؟ تو اس نے جواب دیا کہ آگے والا پہلے والے سے زیادہ تیز ہے۔

ابو اسید نے ایک مصیبت زدہ آدمی کو ان الفاظ میں تسلی دی کہ جناب! اللہ تعالیٰ آپ کے اعمال کا بدلہ ہمیں نصیب فرمائے۔

محمد بن عبدالمطلب سے مروی ہے۔فرماتے ہیں:

ابو اسید نے ایک سوئے ہوئے آدمی کو دیکھ کر کہا۔اٹھ! کتنا سوئے گا گویا کہ تو بدکنے والا اونٹ ہے۔

ابو اسید سے کہا گیا کہ

ہمیں ابن عمر رضی اللہ عنہما کی کوئی روایت سنا دو؟ تو کہنے لگا کہ ابن عمر رضی اللہ عنہما اپنی مونچھیں کترواتے تھے یہاں تک کہ آپ کی بغلوں کی سفیدی ظاہر ہو جاتی۔(کترواتے مونچھیں تھے اور سفیدی بغلوں کی ظاہر ہوتی تھی۔صدقے جاواں! از مترجم)

marfat.com

عباد بن صہیب سے مروی ہے۔ فرماتے ہیں کہ میں کوفہ میں اسماعیل بن خالد سے حدیث سننے آیا تو میرا گزر ایک بیٹھے ہوئے آدمی کے پاس سے ہوا۔ میں نے کہا کہ محترم! اسماعیل بن خالد کا گھر کہاں ہے؟ تو اس نے کہا کہ ''الیٰ و رائك'' میں نے کہا کہ لوٹ جاؤں؟ تو اس نے کہا کہ میں تجھے ورائک کہہ رہا ہوں اور تو واپس جانے کی بات کر رہا ہے۔ میں نے کہا کہ ورائك کا معنیٰ ''پیچھے کی طرف'' نہیں ہے؟ کہا: نہیں۔

پھر کہا کہ حضرت عکرمہ رضی اللہ عنہ نے ''و رائھم'' کا معنیٰ حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ سے ''بین ایدیھم'' یعنی ''ان کے آگے'' نقل کئے ہیں۔

عباد کہتے ہیں کہ یہ سن کر میں نے کہا کہ محترم! خدا کیلئے یہ تو بتاؤ تم کون ہو؟ تو اس نے کہا کہ میں جحا ہوں۔

مصنف فرماتے ہیں کہ جمہور سے جو کچھ جحا کے متعلق منقول ہے وہ حماقت پر دلیل ہے اس لئے جو ہم نے سنا وہ بیان کریں گے۔

ابوالحسن فرماتے ہیں کہ ایک آدمی نے جحا سے کہا کہ میں نے تمہارے سے گھر سے چیخ و پکار کی آواز سنی تھی تو جحا نے کہا کہ ہاں! میری قمیض اوپر سے گر گئی تھی۔

اس آدمی نے کہا کہ واقعی قمیض ہی اوپر سے گری تھی؟ جحا نے کہا۔ اے احمق! اگر میں قمیض کے اندر ہوتا تو کیا میں اس کے ساتھ نہ گرتا۔

ابومنصور ثعالبی نے کتاب ''غرر النوادر'' میں بیان کیا ہے کہ ایک مرتبہ ابوالغضن جحا کو ہوا نے تکلیف پہنچا دی۔ تو یہ ہوا کو مخاطب کر کے کہنے لگا کہ تجھے تو سلیمان بن داؤد علیہ السلام نے ہی پہچانا تھا۔ تجھے اتارو کے رکھا کہ تو نے اپنی ہی گندگی کھائی۔

ایک دن جحا سردیوں کے دنوں میں حمام سے نہا کر نکلا۔ اسے ہوا لگی تو اس نے اپنے خصیئے چھوئے۔ تو ایک خصیہ سردی کی وجہ سے سکڑ گیا تھا۔ وہ دوبارہ حمام میں گیا اور لوگوں سے پوچھ گچھ شروع کر دی۔ لوگوں نے کہا۔ تجھے کیا مسئلہ ہے؟ تو کہنے لگا کہ میرا ایک انڈا (خصیہ) چوری ہو گیا ہے۔ پھر جب اسے حرارت پہنچی اور جسم میں گرمی آئی تو خصیہ اپنی اصلی حالت پر آ گیا۔

marfat.com

مجھ سے آٹا اٹھانے کی مزدوری مانگ لے گا۔

ایک مرتبہ جحا کو اس کے والد نے بھنی ہوئی سری خریدنے کیلئے بھیجا۔ جحا نے سری خریدی اور راستے میں ہی بیٹھ کر اس کی آنکھیں، کان، زبان اور دماغ چٹ کر گیا۔ اور باقی سری اپنے والد کو آ کر پیش کی۔ (باقی بچا کیا تھا جو اس نے پیش کیا۔ از مترجم) اس کے والد نے جب سری دیکھی تو اسے کہا۔ بدبخت! یہ کیا ہے؟ تو جحا نے کہا کہ یہ وہی سری ہے جو آپ نے منگوائی تھی۔ اس نے کہا کہ اس کی آنکھیں کہاں ہیں؟ جحا بولا کہ یہ اندھا تھا۔ اس نے کہا اس کے کان کہاں ہیں؟ جحا نے کہا کہ یہ بہرا تھا۔ اس نے پوچھا زبان کدھر گئی؟ جحا نے بتایا کہ یہ گونگا تھا۔ اس نے پوچھا کہ اس کا دماغ کہاں ہے؟ تو جحا نے جواب دیا کہ گنجا تھا۔ والد نے کہا۔ بدبخت! اسے لے جاؤ اور تبدیل کر کے لاؤ۔ تو جحا نے جواب دیا کہ اسے اس کے مالک نے ہر عیب سے بری ہو کر بیچا تھا۔

بیان کیا گیا ہے کہ جحا نے صحراء میں کچھ درہم دفن کئے اور اس جگہ کی نشانی کے طور پر اس نے وہ بادل مقرر کئے جو اس وقت سایہ کئے ہوئے تھے۔

جحا کا والد فوت ہو گیا تو لوگوں نے اس سے کہا کہ جا کر کفن خرید لاؤ۔ تو جحا کہنے لگا کہ مجھے ڈر ہے کہ میں کفن خریدنے جاؤں تو مجھ سے نماز جنازہ فوت ہو جائے گی۔

ایک دفعہ مہدی نے جحا کو اپنے پاس مزاح کرنے کیلئے بلایا اور چمڑے کا فرش بچھوا کر تلوار منگوا کر پاس رکھ لی۔ جب جحا کو فرش پر بٹھایا گیا تو جلاد سے کہنے لگا کہ خیال رکھنا کہیں میرے پچھنے لگوانے کی جگہ پر تلوار نہ مار دینا کیونکہ میں نے پچھنے لگوائے ہوئے ہیں۔

ایک دن لوگوں نے اسے بازار میں دوڑتے ہوئے دیکھا۔ تو انہوں نے پوچھا کہ کیا بات ہے کیوں دوڑے جا رہے ہو؟ جحا کہنے لگا کیا تمہارے پاس سے ایک آدمی کی لونڈی جس کی داڑھی میں خضاب لگا ہوا ہے گزری ہے؟

ایک مرتبہ جامع مسجد کے دروازے کے سامنے سے گزرا تو کہنے لگا کہ یہ کیا ہے تو اسے بتایا گیا کہ یہ مسجدِ جامع ہے۔ تو کہنے لگا کہ اللہ تعالیٰ جامع صاحب پر رحمت فرمائے۔ کتنی خوبصورت مسجد تعمیر کی ہے۔

marfat.com

مزبد نے ایک آدمی سے کہا کہ کیا آپ اس بات پر راضی ہیں کہ آپ چھت سے گریں اوراس کے بدلے میں آپ کو ایک ہزار درہم ملیں؟ اس نے کہا نہیں۔ تو مزبد بولا کہ اگر مجھے ایک ہزار درہم ملیں تو میں ثریا ستارے کے اوپر سے بھی گرنے کو تیار ہوں۔ تو اس آدمی نے کہا۔ او بدبخت! جب تو گرے گا تو مرجائے گا (درہموں کا کیا فائدہ؟) تو مزبد نے اسے جواب دیا کہ تو نہیں جانتا شاید میں بھوسے کے ڈھیر پر گر جاؤں یا زبیدہ کے تخت پر۔ (اندھے کو اندھیرے میں بڑی دور کی سوجھی۔ از مترجم)

کسی نے مزبد سے پوچھا کہ اگر تجھے یہ جبّہ مل جائے تو کیا تو اس بات پر راضی ہے؟ تو اس نے جواب دیا۔ ہاں! اور اس کے ساتھ ساتھ مجھے بیس کوڑے مارے جائیں۔ اس آدمی نے کہا کہ کوڑے کس وجہ سے مارے جائیں؟ تو کہنے لگا کہ ہر چیز کسی نہ کسی چیز کے عوض ہی ملتی ہے۔

9-ازہر الحمار:

ایک دن یہ امیر عمرو بن لیث کے سامنے بیٹھ کر تربوز کھا رہا تھا۔ عمرو نے اس سے کہا۔ اے ازہر! اس کا ذائقہ کیسا ہے؟ کیا میٹھا ہے؟ تو یہ بولا کہ میں نے کبھی پاخانہ نہیں کھایا۔

ایک مرتبہ امیر عمرو کے پاس بادشاہ کا قاصد آیا۔ اس کیلئے دستر خوان بچھا کر کھانا چنا گیا۔ امیر نے ازہر سے کہا کہ آج خاموش رہ کر ہمیں زینت بخشو۔ ازہر کافی دیر چپ بیٹھا رہا لیکن آخر برداشت نہ کر سکا تو کہنے لگا کہ میں نے بستی میں ایک مینار تعمیر کیا ہے جس کی بلندی ہزار قدم ہے۔ یہ سن کر امیر کے دربان نے اسے خاموش رہنے کا اشارہ کیا۔ اتنے میں قاصد نے اس سے پوچھ لیا کہ اس کی چوڑائی کتنی ہے؟ تو اس نے جواب دیا کہ چوڑائی ایک قدم ہے۔ تو قاصد نے کہا کہ جس مینار کی لمبائی ہزار قدم ہے اس کی چوڑائی ایک قدم کافی نہیں ہے۔ تو ازہر بولا کہ میرا ارادہ تو یہ تھا کہ چوڑائی زیادہ کروں لیکن یہ جو آدمی کھڑا ہوا ہے اس نے مجھے منع کر دیا ہے۔

ایک دوسرا قاصد آیا تو ازہر سے کہا گیا کہ مہربانی کر کے آج مت بولنا اور قاصد کے سامنے خوب وقار کا مظاہرہ کرنا۔ کچھ دیر ازہر خاموش رہا اتنے میں قاصد نے چھینک ماری تو

marfat.com

اس کی ایک بیٹی تھی۔ اس سے پوچھا گیا کہ اس کی عمر کتنی ہے؟ تو کہنے لگا کہ یہ تو مجھے معلوم نہیں البتہ اتنا جانتا ہوں کہ وہ پسوؤں والے دن پیدا ہوئی تھی۔

ایک مرتبہ جامع الصید لانی کے بیت الخلاء ابلنے لگے۔ تو غلام سے کہنے لگا۔ جلدی سے کسی ٹھیک کرنے والے کو لے آ۔ اس سے پہلے کہ وہ ہمارے ساتھ شام کا کھانا کھائے ہم اس سے پہلے دوپہر کا کھانا کھالیں۔

ایک دفعہ اس کا بیٹا حج پر جانے لگا تو اسے کہنے لگا۔ پیارے بیٹے! تو جانتا ہے کہ تیرے بغیر مجھے صبر نہیں آتا۔ اس لئے کوشش کرنا کہ قربانی ہمارے پاس ہی آ کر کرو۔ کیونکہ تو جانتا ہے کہ تیری والدہ اس وقت تک کچھ نہیں کھاتی جب تک تو عید کی نماز سے واپس نہ آجائے۔

11- ابو عبداللہ بن جصاص:

ابن جصاص ایک دن وزیر کے ساتھ کھانا کھا رہا تھا جب کھانے سے فارغ ہوا تو دعا یوں مانگی۔

الحمد للّٰه الّذی لا یحلف باعظم منهٗ۔

''تمام تعریفیں اس ذات کیلئے جس سے بڑھ کر اونچی ذات پر قسم نہیں کھائی جاتی''۔

ایک مرتبہ قرآن مجید میں دیکھ کر یہ کہنے لگا کہ خدا کی قسم سستی چیز ہے اور یہ میرے پروردگار کا فضل ہے کھاتا ہوں اور درہم سے فائدہ حاصل کرتا ہوں۔ قرآن مجید میں اس طرح ہے۔ ''ذرھم یأکلوا و یتمتّعوا'' یعنی ان کو چھوڑ دیں کہ وہ کھائیں اور نفع حاصل کریں۔ اس نے ''ذرہم'' کو غلطی سے ''درہم'' پڑھ لیا۔

ایک دفعہ یہ ابن الفرات وزیر خاقانی کے پاس گیا۔ اس وقت اس کے ہاتھ میں کافور کا تربوز تھا۔ تو اس نے ارادہ کیا کہ تربوز وزیر کو دوں اور دریائے دجلہ میں تھوک پھینکوں۔ جب اس ارادے پر عمل کرنے لگا تو اس نے تربوز دریائے دجلہ میں پھینک دیا اور وزیر کے منہ پر تھوک دیا۔ اس عمل سے وزیر بہت گھبرایا۔ یہ دیکھ کر ابن جصاص بہت پریشان ہوا اور کہنے لگا۔ عظیم خدا کی قسم! میں نے بہت بڑی غلطی کی۔ میرا ارادہ تو یہ تھا کہ آپ کے چہرے پر تھوکوں اور تربوز دجلہ میں پھینک دوں تو وزیر نے کہا او احمق! تو نے ایسا ہی کیا ہے۔ چنانچہ

marfat.com

''ہم اللہ تعالیٰ سے اس کی نعمتوں سے پناہ مانگتے ہیں اور اس کے احسان سے توبہ کرتے ہیں اور اس کی عافیت واپس لوٹاتے ہیں اور اس سے مصیبتیں مانگتے ہیں۔ میرے لئے اللہ تعالیٰ اور اس کے انبیاء کرام اور معزز فرشتے کافی ہیں''۔

ایسے ہی یہ دعا بھی مانگا کرتا تھا:

اللّٰھمّ ادخلنا فی برکة القصور علی قبورھم و البیع الثغور الکنائس، سبحان اللّٰہ قبل اللّٰہ سبحان اللّٰہ بعد اللّٰہ۔

''الٰہی ہمیں محلّات کی برکت میں ان کی قبروں، گرجوں اور کنیساؤں کی سرحدوں پر داخل فرما۔ سبحان اللہ! اللہ سے پہلے۔ سبحان اللہ! اللہ کے بعد''۔

ایک دن اس کا غلام اس کے پاس چوزہ لایا تو ابن جصاص کہنے لگا کہ دیکھو! یہ چوزہ اپنی ماں سے کتنی زیادہ مشابہت رکھتا ہے۔ پھر کہنے لگا کہ اس کی ماں نر ہے یا مادہ۔

ایک مرتبہ بیمار ہو گیا تو کسی نے اس سے پوچھا کہ کیا حال ہے؟ تو کہنے لگا کہ ساری دنیا کو بخار چڑھا ہوا ہے۔

محمد بن احمد ترمذی[7] بیان کرتے ہیں کہ میں زجاج[8] نحوی کے پاس اس کی والدہ کی تعزیت کیلئے موجود تھا۔ اس وقت اس کے پاس بہت سے رؤساء اور کاتب بھی موجود تھے کہ اچانک ابن جصاص ہنستا ہوا داخل ہوا اور کہہ رہا تھا۔ اے ابو اسحاق! قسم بخدا تمام تعریفیں اس اللہ رب العزّت کیلئے ہیں جس نے مجھے خوش کیا۔ یہ سن کر زجاج اور تمام حاضرین مجلس حیران رہ گئے۔ ابن جصاص سے پوچھا گیا کہ تجھے اس چیز نے کیسے خوش کر دیا جس نے زجاج اور ہم سب کو غمزدہ کیا ہے؟ تو ابن جصاص بولا کہ او بدبخت! مجھے تو یہ پتہ چلا تھا کہ زجاج انتقال کر گئے۔ لیکن بعد ازاں جب مجھے پکّی خبر ملی کہ (زجاج نہیں بلکہ) اس کی والدہ انتقال کر گئی ہیں تو میں خوش ہوا۔ یہ سن کر تمام لوگ ہنس پڑے۔

ایک دن اپنے وکیل کی طرف خط لکھا کہ سو من روئی بھجواؤ۔ جب ابن جصاص نے روئی دھنوائی تو اس میں سے چوتھائی وزن کم ہو گیا۔ تو ابن جصاص نے وکیل کی طرف لکھ بھیجا کہ اس میں سے صرف پچیس من روئی نکلی ہے اس لئے آئندہ جب بھی روئی کاشت کرو

marfat.com

اس کا والد پیدا ہوا تھا تو اس کی عمر اسّی سال تھی۔

ایک مرتبہ اس کے سامنے سیسہ پیش گیا تو پاس بیٹھے ہوئے لوگوں سے کہنے لگا کھاؤ! امّ القریٰ یہی ہے۔

ایک دفعہ کہنے لگا کہ گزشتہ رات میں بیت الخلاء جانے کیلئے اٹھا تو چراغ بجھ چکا تھا تو میں قضائے حاجت کی جگہ تلاش کرنے کیلئے فرش کو چاٹتا رہا یہاں تک کہ وہ جگہ مجھے مل گئی۔

ایک دن کسی مریض کے پاس آ کر بیٹھا تو مریض نے اس کے سامنے کاندھوں کے درد کی شکایت کی۔ تو ابنِ جصاص گھٹنوں پر ہاتھ رکھ کر کہنے لگا کہ میں اپنے ان دونوں کاندھوں کے درد سے کبھی غافل نہیں ہوا۔

ابن جصاص کے بارے میں ایسی باتیں بھی منقول ہیں جو اس بات پر دلالت کرتی ہیں کہ ان سے اس کا مقصد دل لگی ہوا کرتا تھا نا کہ ثواب حاصل کرنا۔

علی ابن ابی علی تنوخی اپنے والد صاحب سے نقل کرتے ہیں کہ ۳۵۶ھ میں بغداد میں میری ملاقات ابوعلی بن ابی عبد اللہ بن جصاص سے ہوئی۔ میں نے دیکھا کہ وہ ایک خوبصورت اور خوش مزاج آدمی تھا۔ تو میں نے اس سے ان حکایات کے متعلق پوچھا جو کہ اس کے والد سے منسوب کی جاتی ہیں مثلاً امام کے پیچھے "ولا الضالّین" کے بعد آمین کے بجائے "ہاں! میری عمر کی قسم" کہنا۔ اور ایسے ہی جب اس نے وزیر کے سر کا بوسہ لینے کا ارادہ کیا تو کسی نے اس سے کہا کہ کیا اس میں سونا ہے؟ تو کہنے لگا کہ اگر وزیر کے سر میں غلاظت بھی ہو تب بھی میں اس کا بوسہ لوں گا۔ اور اسی طرح قرآن مجید کے نسخے کو عتق سے متصف کیا اور کہا کہ یہ کسروی ہے۔

تو اس کے بیٹے نے جواب دیا کہ قسم بخدا! یہ اور اس جیسی دوسری تمام حکایات جھوٹ پر مبنی ہیں اور ان میں کوئی حقیقت نہیں۔ میرے والد تو ہوشیار لوگوں میں سے تھے۔ البتہ وہ کچھ وزراء کے سامنے اس قسم کی مزاحیہ باتیں کرتے تھے تو جو ان کے متعلق منقول ہے وہ فقط ان کی خوش مزاجی کی وجہ سے ہے اور دوسری بات یہ کہ میرے والد یہ پسند کرتے تھے کہ وزراء کے سامنے اپنے آپ کو بے وقوف ظاہر کریں تا کہ وہ ان سے مطمئن رہیں اس لئے کہ

marfat.com

تیرے پاس خلیفہ کا خط ہے؟ میں نے کہا۔ خیر ہے نا تو کوئی حادثہ پیش آیا ہے اور نہ ہی میرے پاس خلیفہ کا خط ہے۔ البتہ میں ایک ایسے کام کے متعلق آیا ہوں جو صرف میرے اور وزیر کے ساتھ خاص ہے اور وہ کام تنہائی میں ہی ہو سکتا ہے۔ تو وزیر کو اطمینان ہوا اور اس نے اپنے خادموں سے چلے جانے کو کہا۔ جب وہ چلے گئے تو مجھ سے مخاطب ہوا اور کہا کہ کیا معاملہ ہے؟ میں نے کہا کہ وزیر صاحب! آپ نے میرے بارے میں برا ارادہ کیا ہے۔ آپ مجھے ہلاک کرنے اور میری نعمتوں کو زائل اور ختم کرنے کے چکر میں ہیں اور ان نعمتوں کے ختم ہونے سے میری جان نکلتی ہے اور میری جان کا کوئی عوض نہیں ہے۔ میری عمر کی قسم! میں نے کبھی آپ کی خدمت میں گستاخی نہیں کی۔ یہی میری طرف سے پیغام ہے اور میں یہی کوشش کر سکتا تھا۔ میں نے حتی المقدور آپ کی اصلاح کی کوشش کی اور آپ مجھے تکلیف پہنچانے پر ڈٹے رہے۔ اور دنیا میں بلی سے بڑھ کر کمزور کوئی چیز نہیں ہے۔ لیکن آپ نے پرچون کی دکان پر دیکھا ہوگا کہ جب دکاندار اس کا گلا گھونٹنے کیلئے اسے ایک کونے میں گھیر لیتا ہے تو وہ کمزور بلی بھی اس کے چہرے اور بدن کو زخمی کر دیتی ہے اور کپڑے پھاڑ ڈالتی ہے اور اپنی زندگی بچانے کیلئے ہر ممکن کوشش کرتی ہے۔ حالانکہ آپ کے ساتھ اس معاملہ میں میں بلی سے زیادہ کمزور نہیں ہوں۔ اور یقینی طور پر میں نے اس گفتگو سے اتمام حجت کر لی ہے۔ اگر تو آپ میرے فیصلے کو مانتے ہیں تو بہتر ہے ورنہ آپ میرا سلوک دیکھ لیں گے اور میں بہت زوردار قسمیں کھا چکا ہوں۔ میں ابھی خلیفہ کے پاس حاضر ہوتا ہوں اور اپنا خزانہ جو کہ ایک لاکھ دینار اور چاندی کی صورت میں ہے صبح ہونے سے پہلے اس کے پاس منتقل کرتا ہوں۔ اور آپ کو معلوم ہے کہ میں ایسا کر سکتا ہوں اور کہوں گا یہ کہ یہ مال لے لیں اور ابن فرات کو فلاں آدمی کے حوالے کر کے اس آدمی کو وزیر بنا دیں اور میں اس کے سامنے ایسے آدمی کا تذکرہ کروں گا جو کہ میرے نزدیک خلیفہ کے قریب ترین ہو اور وہ بادشاہ کی تقلید قبول کرے گا ان لوگوں میں سے جو کہ وجاہت والا میٹھی زبان والا اور خوشنویس ہوگا۔ اور اس معاملہ میں میں آپ کے کسی کاتب پر ہی اعتماد کروں گا۔ کیونکہ جب وہ مال دیکھیں گے تو آپ کے اور غیر کے درمیان کوئی فرق نہیں کریں گے اور تجھے اس آدمی کے حوالے کر دیں

marfat.com

کاتب کے درمیان فرق پیدا کر لیتا ہے۔ تو پھر وہ کچھ ہوگا جو کاغذ میں لپٹا ہوا ہے۔ میں نے کہا۔ سبحان اللہ! وزیر نے کہا کہ صبح جب مجلس میں آپ تشریف لائیں گے تو دیکھ لیں گے کہ میں کیسے آپ سے حسن سلوک سے پیش آؤں گا۔ اس کے بعد میں اٹھ کھڑا ہوا تو وزیر نے کہا۔ اے خدّام! سب کے سب کھڑے ہو جاؤ۔ پھر وہ دو سو غلاموں کے ہمراہ میرے آگے آگے چلا اور میں گھر لوٹ آیا۔

جب صبح ہوئی تو کچھ دیر آرام کرنے کے بعد میں مجلس میں حاضر ہوا۔ جو لوگ اس وقت موجود تھے انہوں نے مجھے پہچان لیا۔ اور وزیر نے مجھ سے ایسا سلوک کیا کہ جس کا حاضرین نے مشاہدہ کیا۔ پھر گردونواح کے گورنروں کی طرف میرے اور میرے وکلاء و عمّال کے اعزاز و اکرام اور ساز و سامان کی حفاظت کے خطوط جاری کئے۔ تو میں نے اللہ تعالیٰ کا شکر ادا کیا۔

وزیر نے کہا۔ اے خدّام! ان کے آگے آگے چلو۔ چنانچہ دربان ننگی تلواریں لے کر میرے آگے چلے اور لوگ تعجب کر رہے تھے۔ لیکن کوئی بھی اس عزت افزائی کا سبب نہ جان سکا۔ اور میں نے یہ سارا واقعہ اس وزیر کی وفات کے بعد ہی بیان کیا۔

یہ تمام واقعہ بیان کرنے کے بعد ابو علی نے مجھ سے کہا کہ کیا یہ کسی ایسے شخص کا فعل ہو سکتا ہے جس کے متعلق ایسی حکایات منقول ہیں؟ تو میں نے کہا کہ بالکل نہیں۔

تنوخی بیان کرتے ہیں کہ مقتدر کے زمانے میں ابن جصاص نے احرار کے سامنے مطالبے شروع کئے اور یہ مطالبے اس کے ظاہری مال کے علاوہ جو مال تھا اس کے متعلق تھے اور وہ مال چھ لاکھ دینار تھا۔

تنوخی بیان کرتے ہیں کہ مجھ سے ابو عبداللہ بن احمد بن مکرمہ نے بیان کیا کہ مجھ سے میرے شیخ نے بیان کیا۔ فرماتے ہیں:

ہم قاضی ابو عمر کے پاس تھے۔ وہاں ابن جصاص اور اس کی غفلت کا ذکر چل نکلا۔ تو قاضی ابو عمر نے کہا کہ خدا کی پناہ! وہ اس طرح نہیں تھا۔ جیسا کہ اس کے بارے میں بیان کیا جاتا ہے۔ میں اس کے پاس کچھ دن ٹھہر چکا ہوں۔ اس کے گھر کے صحن میں پردے لگے

marfat.com

میری بات کی سچائی معلوم ہو جائے گی۔ ابن فرات نے کہا کہ وہ بات کیا ہے؟ ابن جصاص نے جواب دیا کہ تمام لوگ جانتے ہیں کہ ابوالحسن ایک مشہور آدمی ہے جس نے اپنی اولاد اور لونڈیوں کیلئے جواہرات کا اثاثہ جمع کیا تھا۔ ایک دن میں اپنے گھر میں بیٹھا ہوا تھا کہ میرا دربان آ کر کہنے لگا کہ دروازے پر ایک عورت ہے جو اندر آنے کی اجازت طلب کر رہی ہے۔ تو میں نے اسے اندر آنے کی اجازت دے دی۔ جب وہ اندر آئی تو کہنے لگی کہ میں ابو الحسن کی فلاں باندی ہوں۔ تب میں نے اسے پہچان لیا۔ اور اس کی خستہ حالی دیکھ کر رو پڑا۔ اور اپنے غلاموں کو بلوا کر ایسی چیز منگوالی جس سے اس کی حالت درست کر سکوں۔ لیکن وہ کہنے لگی کہ کسی کو مت بلائیں۔ میرے خیال میں آپ نے اس لئے بلایا ہے کہ میری حالت درست کر سکیں۔ اس کی ضرورت نہیں ہے میرے پاس کفایت کیلئے مال موجود ہے۔ میں اس وجہ سے آپ کے پاس نہیں حاضر ہوئی بلکہ میری ضرورت تو اس سے زیادہ اہم ہے۔ میں نے پوچھا کہ وہ ضرورت کیا ہے؟ تو اس نے جواب دیا کہ آپ جانتے ہیں کہ ابوالحسن نے ہمارے لئے صرف ہیرے جواہرات کا اثاثہ چھوڑا ہے جب ہم جدا ہو گئے اور ہماری سابقہ حالت نہ رہی تو میرے پاس ایک ہیرا تھا جو ابوالحسن نے اپنی فلاں بیٹی جو کہ میرے بطن سے ہے اس کیلئے دیا تھا۔ اب وہ بچی یہاں میرے ساتھ ہے۔ میں اس بات سے ڈری اور خوفزدہ ہوئی کہ اگر میں یہ ہیرا ظاہر کر دوں گی تو یہ مجھ سے چھین لیا جائے گا۔ تو میں وہاں سے نکلنے کیلئے تیار ہو گئی۔ چھپ کر نکل پڑی اللہ تعالیٰ نے ہماری حفاظت فرمائی اور ہم ہیرے سمیت اس شہر میں بخیریت و حفاظت پہنچ گئے۔ بعد ازاں میں نے کچھ جواہرات نکالے ان کی قیمت تقریباً پانچ ہزار دینار تھی۔ انہیں بازار فروخت کرنے کیلئے لے گئی۔ تو ان کی قیمت دو ہزار دینار لگی۔ میں نے خریدار سے کہا کہ دو ہزار دے دو۔ جب انہوں نے رقم حاضر کی تو خریدار کہنے لگا کہ ان کا مالک کہاں ہے؟ میں نے کہا کہ میں ہی مالک ہوں۔ تو کہنے لگا کہ کہاں تو اور کہاں یہ جواہرات۔ تو چور ہے اور پھر مجھے پکڑ کر پولیس کے حوالے کر دیا۔ پھر میں اس وجہ سے خوفزدہ ہو گئی کہ اگر زیادہ کچھ کہوں گی تو اس کی تشہیر کرا دی جائے گی وہ جواہرات مجھ سے چھین لئے گئے۔ میں نے مال کے عوض ان کا مطالبہ کیا اور میرے پاس

marfat.com

بات کی ہے۔لوگ ایسے شخص کی طرف بھی غفلت کی نسبت کرتے ہیں۔حالانکہ جو کچھ اس نے آپ لوگوں سے کہا ایسا شخص بیوقوف بھلا کیسے ہوسکتا ہے۔

حاشیہ جات

1- جاحظ کہتا ہے کہ ہبنقہ کا اصل نام یزید بن ثروان ہے اور وہ قیس بن ثعلبہ کی اولاد میں سے تھا۔

2- جب سلیمان بن عبدالملک نے قتیبہ بن مسلم کو خراسان سے معزول کردیا تو ایک خطیب اٹھ کھڑا ہوا اور اس نے کہا کہ اے اہل خراسان! کیا تم جانتے ہو کہ تمہارا حاکم کون ہے؟ تمہارا حاکم یزید بن ثروان ہے۔یعنی اس خطیب نے کنایۃً ہبنقہ کا ذکر کیا کیونکہ وہ بھی بکریوں سے ایسا ہی سلوک کرتا تھا۔اور ایسے ہی سلیمان بن عبدالملک امیروں کو عطا کرتا تھا اور غریبوں کو عطا نہیں کرتا تھا اور کہتا تھا کہ میں اسی کی اصلاح کروں گا جس کی اللہ تعالیٰ نے اصلاح فرمائی اور اسے برباد کروں گا جسے اللہ تعالیٰ نے برباد کیا ہے۔

3- حمزہ بن بیض: ابن بیض اموی عہد حکومت کے شعراء میں سے اسلامی شاعر ہے اموی وزراء و خلفاء کے دربار سے وابستہ رہا اور اشعار سے بہت سی دولت کمائی ۱۳۰ھ میں وفات پائی۔

4- جحا: جحا عربی کا اصل نام دجین بن ثابت ہے۔ولادت غیر معروف ہے جبکہ تاریخ وفات تقریباً ۱۳۰ھ ہے۔جبکہ جحا کوفی فزاری کا اصل نام ابوالغصن ہے۔جو کہ حماقت اور غفلت میں ضرب المثل ہے۔ابن حجر نے لسان المیزان میں اہل بصرہ کے محدث کا نام دجین بن ثابت یربوعی اور کنیت ابوالغصن بیان کی ہے اور جس نے ابو الغصن کو جحا کہا ہے اس کا انہوں نے انکار کیا ہے۔

5- مزبد: اصل نام ابو اسحاق مدنی ہے۔ایک دفعہ ایک حاکم اس پر غصے ہوا تو اس نے حجام کو اس کی داڑھی مونڈنے کا حکم دے دیا۔حجام نے اسے کہا کہ اپنے باچھوں میں پھونکو تاکہ میں داڑھی مونڈ سکوں۔تو اس نے کہا کہ حاکم نے تجھے میری داڑھی مونڈنے کا حکم دیا ہے یا مجھے تو نے بانسری بجانا سکھانا ہے۔

جاحظ نے ''البیان والتبیین'' میں بیان کیا ہے کہ مزبد نے نافۂ مشک چوری کرلیا تو اس سے کہا گیا کہ جو خیانت کرتا ہے وہ اپنا بوجھ قیامت کے دن اپنی گردن پر اٹھا کر آئے گا۔تو اس نے کہا کہ تب تو خدا کی قسم میں بہترین خوشبو اور ہلکے بوجھ کو اٹھاؤں گا۔

6- ایتاخ: عباسی عہد حکومت میں لشکر کا سپہ سالار تھا اور ترکی کا امیر تھا۔متوکل اس سے خوفزدہ ہوا اور اسے قید کروادیا۔چنانچہ ۲۳۵ھ میں بھوکا پیاسا قید میں مرگیا۔

7- محمد بن احمد ترمذی: اصل نام محمد بن احمد بن جعفر ہے ابوجعفر ترمذی شافعی فقیہہ ان کے اکابر میں سے ہیں۔

marfat.com

فصل

حماقت میں ضرب المثل عورتیں:

عورتوں میں سے جن کی طرف فعل حماقت منسوب ہے ان میں سے ایک وہ عورت ہے جو اون کات کر کھول دیتی تھی۔

مقاتل بن سلیمان بیان کرتے ہیں کہ یہ ایک قریشی عورت تھی جس کا نام ریطہ[1] بنت عمرو بن کعب ہے جب یہ اون کاتتی تھی تو کات کر پھر کھول دیتی تھی۔

ابن سائب کہتے ہیں کہ اس کا نام رائطہ ہے۔ ابوبکر بن انباری فرماتے ہیں کہ اس کا نام ریطہ بنت عمرو المریہ ہے اور لقب جعرا ہے اور یہ اہل مکہ میں سے تھی۔ یہ عورت اپنے اس مخصوص فعل کی بنا پر مخاطبین کے ہاں مشہور و معروف تھی اور اس فعل میں اس کی کوئی مثال نہ تھی۔ یہ حماقت میں انتہا کو پہنچ چکی تھی۔ روئی یا اون کاتتی اور جب خوب اچھی طرح کات لیتی تھی تو اپنے خادم کو حکم دیتی کہ اسے کھول دو۔ بعض یہ کہتے ہیں کہ یہ اور اس کی لونڈیاں اون کاتتی تھیں کاتنے کے بعد یہ انہیں کاتتے ہوئے اون کو دوبارہ کھولنے کا حکم دیتی تھی۔[2]

ان میں ایک دغہ بنت مغنج ہے۔ مغنج سے مراد ربیعہ بن عجل ہے۔ دغہ کا اصل نام ماویہ جبکہ لقب دغہ ہے۔ اس کی شادی بچپن ہی میں بنو عنبر قبیلہ میں ہوئی۔ یہ حاملہ ہوئی اور جب اسے دردزہ ہونے لگا تو اپنی سوکن سے کہنے لگی کہ اے ہنثاء! کیا جعر یعنی شرمگاہ نے اپنا منہ کھول لیا ہے؟ اس نے جواب دیا ہاں! یہ کہہ کر اس کے والد کو بلایا۔ اس کی سوکن گئی اور بچہ اٹھالیا۔ بنو عنبر اسی کی طرف منسوب ہو کر بنو جعر کہلائے۔

ایک مرتبہ اس نے اپنے بیٹے یا فوخ کو مضطرب اور پریشان دیکھا تو چھری کے ساتھ اس کے دو ٹکڑے کر کے اس کا دماغ نکال لیا اور کہنے لگی کہ میں نے اس کے دماغ سے یہ فاسد مادہ نکال لیا ہے تاکہ اسے درد سے آرام حاصل ہو۔

marfat.com

نواں باب:

ان عقلمندوں کا بیان کہ جن سے فعل حماقت سرزد ہوا اور وہ اسے درست قرار دینے پر بضدر ہے اور اسی ضد کی وجہ سے وہ بھی احمقوں کی فہرست میں شمار کئے گئے

1-احمق اعظم ابلیس:

ان میں سے پہلے نمبر پر ابلیس لعین ہے۔ کیونکہ وہ بہت بڑا عبادت گزار اور مؤذّن ملائکہ تھا۔ اس سے ایسا فعل حماقت سرزد ہوا جو کہ کسی اور سے نہیں ہوا۔ اس لئے کہ جب اس نے دیکھا کہ حضرت آدم علیہ السلام مٹی سے تخلیق کئے گئے ہیں تو اس نے اپنے دل میں یہ ارادہ کرلیا کہ اگر مجھے ان پر فضیلت دی گئی تو میں انہیں ہلاک کردوں گا اور اگر انہیں مجھ پر فضیلت دی گئی تو میں ضرور ان کی نافرمانی کروں گا۔

اگر ابلیس لعین اس معاملے میں غور وفکر اور تدّبر سے کام لیتا تو یہ چیز جان لیتا کہ حضرت آدم علیہ السلام کے حق میں یہ فیصلہ ہو چکا ہے اور میں کسی قسم کے حیلہ سے بھی ان کے مقابلہ کی طاقت نہیں رکھتا۔ لیکن ابلیس تقدیر کے علم سے جاہل تھا اور وہ اسے فراموش کر بیٹھا۔ اگر وہ اس حقیقت سے واقف ہوتا تو یہ معاملہ اسے حسد پر آمادہ نہ کرتا۔ اس نے اللہ ربّ العزّت پر اعتراض کر کے اس کی حکمت کو غلط قرار دیا۔ چنانچہ اس نے کہا:

أرأيتك هذا الّذى كرّمت علىّ۔ (اسراء:٦٢)

مطلب یہ کہ آپ نے اسے کیوں عزّت عطا کی پھر بزعم خود ہی کہا کہ میں آدم علیہ اسلام سے افضل ہوں۔

خلقتنى من نار و خلقته من طين۔ (اعراف:١٢)

marfat.com

اس کا علم باطل ہو گیا۔ پھر کچھ عرصہ کیلئے اپنی ناپائیدار اور خسیس ہمّت پر راضی ہوا جس کا جلد ختم ہونا یہ اچھی طرح جانتا تھا۔ اس وقت یہ درخواست کرنے لگا کہ ''انظرنی الی یوم یبعثون'' (اعراب:۱۴) یعنی مجھے قیامت کے دن تک مہلت دیجئے۔ اور گنہگار کو گناہ میں آلودہ کرنا اس کی لذت بنی۔ گویا یہ اس قبیح حرکت سے اللہ تعالیٰ کو غصّہ دلاتا ہے اور اس کے مؤثر نہ ہونے سے جاہل ہے۔ پھر دائمی سزا کے قریب ہونے کو بھول بیٹھتا ہے۔ چنانچہ ابلیس لعین جیسا کوئی جاہل، احمق اور غافل نہیں۔ ابلیس لعین کے متعلق کسی شاعر نے کیا خوب کہا ہے:

عجبت من ابلیس فی نخوته و خبث ما اظهر من نیّته

تاه علی آدم فی سجدة و صار قوّادا لذرّیّته

''مجھے ابلیس کے تکبّر اور جس بری نیت کا اس نے اظہار کیا ہے اس پر تعجب ہے آدم علیہ السلام کو ایک سجدہ کرنے میں سرکش ہوا اور اس میں اپنی ذرّیت کا قائد بن گیا''۔

احمق اعظم ثانی ابوالحسین ابن الراوندی ۲

ابلیس لعین کے علاوہ غفلت اور پاگل پن کی حرکتوں میں ابوالحسین ابن الراوندی سے بڑھ کر کسی کو نہیں دیکھا گیا۔ اس لئے کہ اس کی مختلف تصانیف ہیں جس میں اس نے انبیاء کرام علیہم السلام کی عیب جوئی کی اور انہیں گالیاں دیں۔

پھر ایک کتاب لکھی جس میں یہ کہہ کر کتاب اللہ پر رد کیا کہ اس میں لحن ہے۔ حالانکہ اسے معلوم ہے کہ یہ ایک ایسی معزز کتاب ہے کہ بہت سے لوگوں نے اس سے دشمنی کی لیکن کسی کو بھی اس قسم کا اعتراض کرنے کی جرأت نہیں ہوئی۔ گویا اس نے بزعم خود تمام فصحاء و بلغاء پر پانی پھیر دیا۔

پھر اس نے ''الدامغ'' کے نام سے ایک اور کتاب لکھی۔ اور اس میں اللہ تبارک و تعالیٰ پر ایسے اعتراضات کئے ہیں کہ میں انہیں اپنی زبان پر نہیں لا سکتا۔ چنانچہ اس میں انتہائی قبیح طریقے سے اللہ تعالیٰ پر اعتراضات کئے ہیں مثلاً یہ کہ ظلم اور شر دونوں اسی کی طرف سے ہیں۔ ایسی قبیح عبارتیں ہیں جن میں سے بعض کو میں نے ''التاریخ'' میں ذکر کیا

marfat.com

''اے لوگو! بیشک ہم نے تمہیں مرد اور عورت سے پیدا کیا اور تمہاری قومیں اور قبیلے بنائے تا کہ تم آپس میں متعارف ہو۔ بیشک اللہ کے ہاں تم میں سے زیادہ معزز وہ ہے جو زیادہ پرہیزگار ہے''۔

قاضی شوکانی نے ''فتح القدیر'' میں ذکر کیا ہے کہ اگر ابلیس پر بدبختی سبقت نہ لے جا چکی ہوتی اور اللہ تعالیٰ کی بات اس پر صادق نہ آئی ہوتی تو اسے فرمانبردار ملائکہ سے اس معاملے میں رہنمائی حاصل ہو جاتی۔ چنانچہ ان کا عنصر نوری ابلیس کے عنصر ناری سے افضل اور اشرف ہے۔

ابن جریر رحمۃ اللہ علیہ نے اس کے متعلق بیان کیا ہے کہ ابلیس نے اپنے رب تعالیٰ کے حکم سے اختلاف کیا اس کی وجہ یہ ہے کہ اس نے سوچا کہ وہ آدم علیہ السلام سے زیادہ قوت و طاقت والا ہے اور ان سے زیادہ فضیلت والا ہے کیونکہ جس جنس سے اسے تخلیق کیا گیا یعنی آگ وہ جس سے آدم علیہ السلام کو تخلیق کیا گیا یعنی مٹی سے زیادہ افضل ہے۔ تو یہ دشمن خدا حق بات سے جاہل رہا اور سیدھے راستے سے خطا کی۔ کیونکہ یہ بات معلوم ہے کہ آگ کے جوہر میں خفت یعنی ہلکا پن، طیش، اضطراب اور بلند اٹھنا ہے۔ اور جس کے جوہر میں یہ چیزیں موجود ہیں اسے ان چیزوں نے اس بدبختی کے بعد جو کہ اللہ تعالیٰ نے اس کیلئے پہلے ہی لکھ دی تھی اسے آدم علیہ السلام کو سجدہ کرنے سے روکا اور تکبر پر ابھارا۔ اور اس نے اللہ تعالیٰ کے حکم کو حقیر جانا تو ہلاکت و بربادی کا مستحق ٹھہرا۔ اور یہ بات معلوم ہے کہ مٹی کے جوہر میں بردباری، حیا اور تثبت ہے اور جس کے جوہر میں یہ چیزیں موجود ہیں اسے ان چیزوں نے اس خوش بختی جو کہ اللہ تعالیٰ نے ان کیلئے پہلے ہی لکھ دی تھی اس کے بعد اپنی لغزش پر توبہ کرنے اور اپنے رب تعالیٰ سے عفو و درگزر اور مغفرت کا سوال کرنے پر ابھارا۔

ابن کثیر نے البدایۃ والنہایۃ میں بیان کیا ہے کہ ابلیس کی بات فی نفسہٖ فاسد ہے کیونکہ مٹی آگ سے زیادہ نفع بخش اور بہتر ہے کیونکہ مٹی میں بوجھل پن اور بردباری ہوتی ہے۔

مزید فرماتے ہیں کہ ابلیس لعین نے قیاس میں خطاء کی اور اپنے اس دعویٰ میں بھی خطا کی کہ آگ مٹی سے اشرف و افضل ہے کیونکہ مٹی کی صفت بوجھل پن بردباری اور تثبت ہے اور مٹی محل ثبات، نمو اور محل صلح ہے جبکہ آگ کی صفت جلانا طیش اور جلد بازی ہے۔ لہٰذا ابلیس نے اپنے عنصر سے دھوکہ کھایا اور آدم علیہ السلام نے اپنے عنصر سے بایں طور نفع حاصل کیا کہ انہوں نے اپنے رب کی طرف رجوع کیا تو بکی مر تسلیم خم کیا اپنے رب کے حکم کو مانا اور توبہ مغفرت طلب کی۔

2- ابو الحسین ابن الراوندی کا اصل نام احمد بن یحییٰ بن اسحاق ابو الحسین ابن الراوندی ہے۔ فلسفی اور ملحد بے دین تھا۔ ابن حجر عسقلانی بیان کرتے ہیں کہ ابن الراوندی مشہور زندیق ہے اور معتزلہ کے اولین متکلمین میں سے تھا پھر زندیق ہوا اور ملحد بے دین مشہور ہوا۔ ابن کثیر فرماتے ہیں کہ زندیقوں کے مشاہیر میں سے ایک ابن الراوندی بھی ہے۔ سلطان نے اسے طلب کیا تو یہ بھاگ نکلا اور ابن لاوی یہودی کے ہاں پناہ لی۔ اور جتنی دیر اس کے ہاں قیام کیا اس مدت کے دوران ایک کتاب ''الدفع للقرآن'' کے نام سے لکھی ۲۹۸ھ کو جہنم واصل ہوا۔

marfat.com

تصرّف میں نہیں چلتی تھیں۔ اور اس سے بڑا کوئی بیوقوف اور احمق نہیں کہ اس نے الوہیت یعنی خدائی دعویٰ کیا۔ حکماء نے اس کی ایک مثال یہ بیان فرمائی ہے کہ ایک مرتبہ ابلیس لعین کو فرعون کے پاس لایا گیا تو فرعون نے اس سے پوچھا کہ تم کون ہو؟ اس نے جواب دیا میں ابلیس ''لعین'' ہوں۔ فرعون نے پوچھا کہ کیسے آنا ہوا؟ ابلیس نے جواب دیا کہ اس لئے آیا ہوں کہ تجھے دیکھ کر تیرے پاگل پن اور حماقت پر تعجب کروں۔ فرعون نے کہا کہ وہ کیسے؟ ابلیس نے جواب دیا کہ میں نے اپنی جیسی مخلوق کی دشمنی کی اور اسے سجدہ نہیں کیا تو میں راندۂ درگاہ ہوا اور ملعون بنا اور تم نے تو یہ دعویٰ کر دیا کہ میں خدا ہوں۔ قسم بخدا! یہ تو بہت بڑی حماقت ہے اور انتہائی پاگل پن کا ثبوت ہے۔

پھر سب سے حیران کن اور تعجب خیز حماقت بتوں کو خدا بنانا ہے کیونکہ اللہ تعالیٰ کے شایان شان تو یہ ہے کہ وہ کسی چیز کو تخلیق کرے نہ کہ اسے تخلیق کیا جائے۔

پھر نمرود کی بیوقوفی یہ بھی تھی کہ اس نے محل بنایا اور پھر تیر اندازوں سے آسمان کی جانب تیر مارنے کو کہا تا کہ خود آسمان والے کو قتل کرے۔ غور کریں کہ اگر اس کا مدّ مقابل ایسی جگہ ہو جہاں سے وہ اپنی طرف آنے والے تیر کو دیکھ سکے تو کیا وہ اس سے بچ نہیں سکتا!

پھر حضرت یوسف علیہ السلام کے بھائیوں نے یہ کہہ کر کہ ''اکلہ الذئب'' (یوسف:۱۴) یعنی ''اسے بھیڑیا کھا گیا ہے''۔ کہہ کر بہت بڑی بیوقوفی کا مظاہرہ کیا حالانکہ انہوں نے ان کی قمیض کو پھاڑا ہی نہیں تھا۔[۲] اور حضرت یوسف علیہ السلام نے انہیں یہ کہہ کر بیوقوف بنایا کہ اناج تولنے والے پیمانے صاع نے مجھے فلاں فلاں بات بتائی ہے۔

ایسے ہی ہاروت و ماروت کا اپنے آپ کو گناہ میں نہ پڑنے دینے کا دعویٰ بھی حماقت ہے کیونکہ جب اسی نیت و ارادے پر آسمان سے اتارے گئے تو گناہ میں مبتلا ہو گئے۔[۳]

ایسے ہی جب بنی اسرائیل دریا پار کر گئے تو وہاں مشرکین کو دیکھ کر موسیٰ علیہ السلام سے یہ کہنا کہ ''اجعل لنا الٰھا'' (اعراف:۱۳۸) یعنی ہمارے لئے بھی اسی طرح کا معبود بناؤ'' یہ بھی بہت بڑی بیوقوفی ہے۔

عیسائی بھی حماقت و بیوقوفی میں مبتلا ہیں کہ کہتے ہیں۔ عیسیٰ علیہ السلام خدا یا خدا کے بیٹے

marfat.com

رافضی شیعہ سے یا عیسائی سے بات کر لی تو میں کہوں گا کہ یہ آدمی حانث یعنی قسم توڑنے والا نہیں ہے یہ سن کر دینوری نے امام احمد بن حنبل سے کہا کہ اللہ تعالیٰ آپ کو معزز بنائے کیا رافضی اور عیسائی دونوں احمق نہیں ہیں؟ حالانکہ انہوں نے تو ان لوگوں کی بھی مخالفت کی ہے جو کہ ان کے نزدیک بھی سچے ہیں پہلی صادق ہستی حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی ہے۔ آپ علیہ السلام نے عیسائیوں سے فرمایا کہ "اعبدو الله" (المائدہ:۱۷) یعنی اللہ تعالیٰ کی بندگی کرو۔ اور مزید فرمایا کہ "انّی عبد الله" (مریم:۳۰) یعنی میں اللہ تعالیٰ کا بندہ ہوں۔ ان باتوں کے باوجود عیسائیوں نے یہ کہا کہ عیسیٰ علیہ السلام بندہ نہیں بلکہ وہ اللہ ہے۔ ایسے ہی حضرت علی رضی اللہ عنہ کے متعلق ہے۔ حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت ابوبکر و عمر رضی اللہ عنہما کے بارے میں ارشاد فرمایا کہ

هذن ان سیّدا کهول اهل الجنّة۔ [ے]

''حضرات ابوبکر و عمر رضی اللہ عنہما جنتی ادھیڑ عمر مردوں کے سردار ہیں''۔

اس کے باوجود رافضی ان دونوں کو گالیاں بکتے ہیں اور ان سے بیزاری کا اظہار کرتے ہیں۔

قدماء کی غفلت و حماقت میں سے عجیب بات یہ ہے جسے حضرت جابر بن عبد اللہ رضی اللہ عنہ نے نقل کیا ہے۔

رسول نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا:

ایک آدمی عبادت خانے میں عبادت کر رہا تھا کہ بارش ہوئی اور زمین خوب تروتازہ اور سرسبز ہوگئی۔ تو اس آدمی نے ایک گدھا چرتا ہوا دیکھا تو کہنے لگا اے میرے رب! تیرا کوئی گدھا ہوتا تو میں اسے اپنے گدھے کے ساتھ چراتا۔ یہ بات بنی اسرائیل کے نبیوں میں سے کسی نبی کو پہنچی تو انہوں نے اس شخص کو بددعا دینے کا ارادہ کیا تو اللہ رب العزت نے وحی بھیجی کہ میں بندوں سے ان کی عقل کے مطابق مواخذہ کرتا ہوں۔ [۸]

(مراد یہ ہے کہ اس نے گستاخی نہیں کی بلکہ اس نے اپنی عقل کے مطابق یوں کہا ہے۔ از مترجم)

marfat.com

کیا تو اس نے شراب پینے کی شرط لگائی تو ان دونوں نے شراب پی اور نشہ میں مدہوش ہو گئے تو اس سے زنا بھی کیا اور بچے کو بھی قتل کر دیا۔ جب ہوش میں آئے تو اس نے کہا کہ واللہ! جن چیزوں کا آپ نے مجھ سے انکار کیا تھا وہ سب کی سب تم نے نشے کی حالت میں سرانجام دے لی ہیں۔ تب انہیں عذاب دنیا اور عذاب آخرت کے متعلق اختیار دیا گیا تو انہوں نے عذاب دنیا اختیار کر لیا۔ حافظ ابن کثیر فرماتے ہیں کہ اس سند سے یہ حدیث غریب ہے اور اس کے تمام راوی ثقہ ہیں۔

4- فرقۂ مشبہ سے مراد وہ لوگ جو خالق کی صفات کو مخلوق کی صفات سے تشبیہ دیتے ہیں۔

5- رافضی شیعہ: وہ شیعہ جنہوں نے حضرت زید بن علی رضی اللہ عنہ سے کہا کہ آپ شیخین رضی اللہ عنہما سے بیزاری کا اظہار کریں۔ تو آپ نے فرمایا کہ وہ دونوں میرے نانا کے وزیر تھے میں ان سے بیزاری کا اظہار کیوں کروں گا۔ تو یہ لوگ ان سے جدا ہو گئے۔ جبکہ بعض کے نزدیک ہر متوالی شیعہ پر رافضی کا اطلاق کیا جاتا ہے۔ عبدالقاہر بغدادی نے "الفَرقُ بین الفِرَق"۔ میں ذکر کیا ہے کہ ان میں تمام غلو بازی کرنے والے فرقے اسلام سے خارج ہیں البتہ فرقہ زیدیہ اور امامیہ امت کے فرقوں میں شمار کئے جاتے ہیں۔

6- سنّی اور شیعہ کے درمیان مناظرہ ہوا تو سنی نے شیعہ سے کہا کہ حضرت علی رضی اللہ عنہ اپنی بیٹی کا نکاح حضرت عمر رضی اللہ عنہ کے ساتھ کرنے پر کیسے راضی ہوئے۔ اگر تو کہے کہ انہیں مجبور کیا گیا تھا اور دباؤ کی وجہ سے انہوں نے ایسا کیا تھا تو تو نے حضرت علی رضی اللہ عنہ پر دیوّث یعنی نعوذ باللہ بے غیرت ہونے کا الزام لگایا جسے حقیر سے حقیر عرب بھی قبول نہیں کرتا اور اگر تو کہے کہ حضرت علی رضی اللہ عنہ نے اپنی مرضی اور اختیار سے کیا تھا تو پھر تو نے اپنا قول اور اصل توڑ ڈالے۔

7- امام ترمذی نے "سنن" میں (۳۶۶۴، ۳۶۶۵)۔ ابن ابی عاصم نے السنۃ (۶۱۷/۲) خطیب بغدادی نے تاریخ بغداد (۱۵/۵، ۱۱۹/۷، ۱۹۲/۱) اور شرف اصحاب الحدیث (۱۹۶)، خطابی نے مشکل الآثار (۳۹۱/۲)، دولابی نے "الکنیٰ" (۹۹/۲) ابن ابی حاتم نے علل الحدیث (۲۶۵۸، ۲۶۷۷، ۲۶۸۱) اور ابن عدی نے الکامل (۷۸۶) میں اسے نقل کیا ہے جبکہ امام ترمذی نے اس ایک سند کے متعلق کہا ہے کہ اس سند سے یہ حدیث غریب ہے۔

8- خطیب بغدادی نے "تاریخ" (۴۶/۴، ۱۳۰) میں نقل کیا، ابن طاہر فتنی نے تذکرۃ الموضوعات (۳۰) اور امام سیوطی نے اللآلی المصنوعۃ (۴۹/۱) میں نقل کیا۔

marfat.com

یہ سن کر سفاح بہت غضبناک ہوا تو میں نے فوراً معذرت چاہی۔

عیسیٰ بن موسیٰ[1] ابو مسلم[2] کے ساتھ جا رہے تھے جس دن انہیں خلیفہ منصور کے پاس لے جایا جا رہا تھا۔ تو عیسیٰ نے ضرب المثل کے طور پر کہا۔

سیأتیک ما افنی القرون الّتی مضت
وما حلّ فی اکباد عاد و جرهم

''عنقریب تیرے پاس وہ (موت) آئے گی جس نے گزشتہ زمانے والوں کو فنا کیا اور جو قوم عاد اور جرہم کے جگروں میں اتری''۔

یہ سن کر ابو مسلم نے کہا کہ امن دینے کی وجہ سے میں تجھے کچھ نہیں کہہ سکتا۔ عیسیٰ نے جواب دیا کہ اگر میرے دل میں کوئی برا ارادہ ہو تو میرے تمام غلام آزاد۔

جب امین الرشید کا محاصرہ کیا گیا تو اس نے اپنی لونڈی سے کہا کہ کوئی شعر پڑھو تو وہ یہ شعر گانے لگی:

کلیب لعمری کان اکثر ناصرا — و أیسر جرما منك ضرج بالدّم

''میری عمر کی قسم! ایک چھوٹا سا کتا بہت زیادہ مددگاروں والا اور تجھ سے بہت کم جرم والا تھا اسے خون میں لت پت کیا گیا''۔

یہ شعر امین پر بہت گراں گزرا تو اس نے حکم دیا کہ کوئی اور شعر پڑھو تو وہ بولی:

شکت فراقهم عینی فأرقّها — انّ التفرّق للأحباب بکاء

''میری آنکھوں نے ان کے فراق کا شکوہ کیا تو میں نے انہیں بند کر لیا۔ بے شک جدائی دوستوں کیلئے رونے کا باعث ہوتی ہے''۔

یہ سن کر امین کہنے لگا۔ او بدبخت! تجھے اس کے علاوہ اور کوئی شعر نہیں آتا تو وہ کہنے لگی:

ما اختلف اللیل و النهار و ما — دارت نجوم السماء فی الفلك
الّا لنقل السلطان من ملك — قد غاب تحت الثریٰ الی ملك

''رات اور دن نہیں آتے جاتے اور ستارے اپنے محور میں آسمان پر گردش نہیں کرتے مگر ملک سے سلطان کے منتقل ہونے کیلئے جو کہ مٹی کے نیچے دوسرے

marfat.com

ضممت علی ابناء تغلب تاء ھا فتغلب ما کدر الجدید ان تغلب

''میں نے تغلب کے بیٹوں پر ان کا تکبر سمیٹ دیا تو تغلب کے دن رات مکدّر رہ کر مغلوب ہو گئے''۔

اس میں عضد الدولہ نے لفظ تغلب سے بدفالی لی اور کہا ہم اللہ تعالیٰ سے پناہ مانگتے ہیں۔ اس سے شعر کہنے والا بیدار ہو گیا اور اس کا رنگ متغیر ہو گیا۔

اسحاق مہلبی کہتے ہیں کہ میں خلیفہ واثق کے پاس گیا تو واثق نے مجھ سے کہا کہ مجھے عربی زبان میں شعر پڑھ کر سناؤ۔ تو میں نے کہا:

یا دارا ان کان البلیٰ محاک فانّہ یعجبنی اراک

''اے گھر! تجھے بوسیدگی نے مٹا دیا لیکن تجھے دیکھنا مجھے پسند ہے''۔

اس شعر کی وجہ سے میں نے ان کے چہرے پر ناگواری کے تاثرات محسوس کئے تو میں پشیمان اور شرمندہ ہوا۔

ابو نجم عجلی خلیفہ ہشام بن عبدالملک کے پاس گئے اور چند اشعار پڑھے حتی کہ سورج کے تذکرہ پر پہنچ کر کہنے لگے۔ وھی علی الافق کعین الاحول یعنی سورج افق آسمان پر بھینگے کی آنکھ کی مانند ہے۔ تو ہشام بن عبدالملک نے حکم دیا کہ اسے گردن سے پکڑ کر باہر نکال دو۔

ارطاۃ جو کہ ایک بوڑھا آدمی تھا عبدالملک بن مروان کے پاس گیا۔ اس وقت عبدالملک نے اس سے وہ اشعار پڑھوائے جو اس نے عبدالملک کی درازیٔ عمر کے متعلق کہے تھے۔ ارطاۃ نے کہا:

رأیت المرء تاکلہ اللّیالی کأکل الارض ساقطة الحدید

وما تبغی المنیة حین تأتی علی نفس ابن آدم من مزید

فاعلم انّھا ستکرّ حتی توفی نذرھا بابی الولید

''میں لوگوں کو دیکھ رہا ہوں کہ راتیں انہیں اس طرح کھا رہی ہیں جیسے زمین گرے پڑے لوہے کو کھا جاتی ہے۔ جب بنی آدم کے پاس موت آجاتی ہے تو

marfat.com

''اے ازدی کی بیٹی! میرا دل مضطرب ہے تمہاری طرف رجوع کرتا ہے اور یقیناً انہوں نے مجھے ملامت کی تو میں نے کہا کہ مجھے چھوڑ دو تم جس کے بارے میں جھگڑتے ہو وہ تو محبوب ہے''۔

یہ سن کر عقبہ کے چہرے کا رنگ تبدیل ہو گیا۔ جب شاعر نے دیکھا تو شعر کہنا بند کر دیا۔

ایک دن ابوعلی علوی کسی سردار کے پاس آئے اور اس کے ساتھ باتیں کرنے لگے اتنے میں اس کا غلام آ کر پوچھنے لگا کہ آج کس گھوڑے پر زین کسی جائے تو اس نے کہا کہ علوی گھوڑے پر کس دو۔ ابوعلی علوی نے یہ سن کر کہا کہ محترم! منہ سے صحیح الفاظ نکالئے یعنی منہ سنبھال کر بات کیجئے۔ تو وہ بہت شرمندہ ہوا اور کہنے لگا کہ میں نے یہ کیا بکواس کی۔

ایک دن علویوں کا سردار مرتضیٰ ابوالقاسم علوی جمعۃ المبارک کے دن جامع منصور کی اس جگہ کے پاس سے گزرا جہاں بکریاں فروخت ہوتی تھیں۔ وہاں ایک آدمی یہ آواز لگا رہا تھا کہ یہ علوی بکرا ہم ایک دینار میں بیچتے ہیں۔ تو ابوالقاسم نے یہ گمان کیا کہ اس آدمی نے مجھے ہی مراد لیا ہے۔ تو وہ بہت غمگین اور رنجیدہ ہوا پھر جب حقیقت معلوم ہوئی تو پتہ چلا کہ جس بکرے کی گردن کے نیچے دو بالوں کے گچھے ہوتے ہیں اسے علوی کہتے ہیں۔

اسی طرح کا معاملہ ابوالفرج علوی کے ساتھ بھی پیش آیا جو کہ لنگڑا اور بھینگا تھا اس نے بازار میں ایک آدمی کو بکرا بیچتے ہوئے یہ کہتے سنا کہ وہ کہہ رہا تھا کہ ہے کوئی جو اس بھینگے لنگڑے علوی بکرے کو خرید لے۔ اس سے ابوالفرج علوی کو یہ گمان ہوا کہ اس سے اس نے مجھے مراد لیا ہے۔ لہٰذا اس آدمی کو مارنا شروع کر دیا حتیٰ کہ یہ پتہ چلا کہ بکرا در حقیقت لنگڑا اور بھینگا ہے۔ تو اس عجیب و غریب اتفاق سے حاضرین ہنسنے لگے۔

ابوالحسن صابی کہتے ہیں کہ ہمارا ایک دوست ایک آدمی کے پاس گیا جس کے پڑوس میں ایک گھر فروخت ہو رہا تھا۔ اس نے اسے سلام کیا اور اس کے قریب رہنے میں رغبت و شوق ظاہر کیا۔ تو اس آدمی نے کہا کہ یہ گھر ہمارے بھائی اور دوست کا تھا مگر بحمداللہ آپ اس سے زیادہ کریم اور وسیع الظرف ہوں گے تمام تعریفیں اس ذات کیلئے ہیں جس نے اس کے عوض ہمیں نعم البدل عطا فرمایا۔ اور پھر یہ شعر کہا:

marfat.com

7- ام جعفر زبیدہ بنت جعفر بن منصور ہاشمیہ عباسیہ نام ہے۔ ہارون الرشید کی بیوی اور اس کے چچا کی بیٹی تھی۔ ابن تغری بردی نے اس کے متعلق کہا ہے کہ اپنے زمانے کی عظیم ترین عورت تھی دین، نسب، حسن و جمال اور حسن سلوک کے لحاظ سے۔ عباسی خلیفہ امین کی والدہ ہے۔ بغداد میں ۲۱۶ھ میں وفات پائی۔

8- ابو اسحاق محمد بن ہارون الرشید بن مہدی بن منصور نام ہے لقب المعتصم باللہ عباسی ہے تاریخ ولادت ۱۷۹ھ ہے ۲۱۸ھ میں اپنے بھائی مامون کے وفات پا جانے کے بعد خلیفہ بنا۔ سامرا کا شہر تعمیر کیا۔ مشرقی روم کے شہر عموریہ کو فتح کیا اس نے سلطنت عباسیہ کو بہت وسعت دی اور بنو عباس کے عظیم خلفاء میں شمار کیا جاتا ہے۔ ۲۲۷ھ میں سامرا میں وفات پائی۔

9- اسحاق ابراہیم موصلی ابو محمد بن ندیم نام ہے۔ خلفاء کے مشہور مصاحبین میں سے ہے اور گانے میں منفرد مقام رکھتا ہے لغت، موسیقی، تاریخ، علوم دین، علم کلام کا عالم راوی شعر اور اخبار و حکایات کا حافظ تھا۔ فارسی الاصل ہے۔ بغداد میں ۱۵۵ھ میں پیدا ہوا اور وہیں ۲۳۵ھ میں وفات پائی۔ ان کی بہت سی تصانیف ہیں اور ان میں سے ''اغانی معبد'' اور ''الاختیار من الغانی والنوادر المتخیرۃ'' مشہور ہیں۔ ان سے جو نوادر روایت کئے جاتے ہیں ان میں سے ایک یہ ہے کہ ایک مرتبہ اسحاق بن ابراہیم خلیفہ مامون الرشید کے پاس بیٹھا ہوا تھا کہ وہاں کلثوم عتابی آ گیا۔ مامون نے اسحاق کو اس سے مذاق کرنے کیلئے کہا۔ تو اسحاق اس کی باتوں کا بڑھ چڑھ کر جواب دینے لگا۔ آخر کلثوم عتابی نے مامون سے اس کا تعارف حاصل کرنے کیلئے اجازت طلب کی۔ تو مامون نے اجازت دے دی۔ کلثوم نے اس سے پوچھا کہ تو کون ہے اور تیرا نام کیا ہے؟ تو اسحاق نے کہا کہ میں انسان ہوں اور میرا نام کل بصل (ہر پیاز) ہے۔ تو عتابی نے کہا کل بصل کیسا نام ہے میں نے آج تک نہیں سنا۔ تو اسحاق نے جواب دیا کہ تو نے انصاف نہیں کیا۔ اگر کل بصل نام عجیب ہے تو کل ثوم (ہر لہسن) کیا نام ہوا حالانکہ پیاز لہسن سے زیادہ اچھا ہوتا ہے۔ (یعنی کلثوم کو اس نے کل ثوم بنا دیا جس کا معنیٰ ہر لہسن ہے)

10- اسماعیل بن عباد بن عباس نام ہے۔ ابو القاسم طالقانی کنیت ہے ۳۲۶ھ میں طالقان میں پیدا ہوا۔ اور یہ ایسا وزیر ہے کہ جس پر ادب غالب تھا اور علم و فضل کے لحاظ سے نادرۂ روزگار تھا۔ موید الدولہ ابن بویہ دیلمی نے اسے وزیر بنایا پھر اس کے بھائی فخر الدولہ نے بھی اسے ہی وزیر بنایا۔ بہت سی جلیل القدر تصانیف کا سہرا اس کے سر ہے ۳۸۵ھ میں وفات پائی۔

marfat.com

دسواں باب:

مغفّل قراء اور مصحفین کا بیان

عبداللہ بن عمر بن ابان سے منقول ہے کہ مشکدانہ نے تفسیر پڑھتے وقت قرآن کریم کی آیت مبارکہ یوں پڑھی "یعوق و بشرا" تو اس سے کہا گیا کہ یہ "وَنَسْرًا" ہے تو کہنے لگا کہ اس کے اوپر تین نقطے ہیں۔ کہا گیا کہ اوپر تین نقطے غلط ہیں تو کہنے لگا کہ پھر اصل کی طرف رجوع کرلو۔

محمد بن ابی الفضل سے منقول ہے کہ عبداللہ بن عمر بن ابان نے ہم پر "ویعوق وبشرا" پڑھا تو ایک آدمی نے اسے کہا کہ یہ "بشرا" نہیں بلکہ "نسرا" ہے تو کہنے لگا۔ یہ ایسے ہی ہے اس کے اوپر تین نقطے ہیں تیرے سر کی طرح۔

ابوالعباس بن عمار کاتب کہتے ہیں کہ میں مشکدانہ کی مجلس سے واپس لوٹا تو محمد بن عباد بن موسیٰ کے پاس سے گزرا تو انہوں نے مجھ سے پوچھا کہ کہاں سے آرہے ہو تو میں نے کہا کہ مشکدانہ کے پاس سے آرہا ہوں۔ تو وہ کہنے لگے کہ اچھا! وہ آدمی جو حضرت جرائیل علیہ السلام کی غلطی نکالتا ہے۔ اس سے ان کی مراد یہی "یعوق و بشرا" والی قرأت تھی۔

اسماعیل بن محمد نے ہم سے بیان کیا۔ فرماتے ہیں:

میں نے عثمان بن ابی شیبہ کو اس طرح پڑھتے ہوئے سنا۔ "فان لم یصبھا و ابل فظلّ"۔ (جبکہ صحیح "فطلّ" ہے) اور ایسے ہی "من الخوارج مکلّبین" پڑھا۔ (جبکہ صحیح "الجوارح" ہے) محمد بن جریر طبری سے مروی ہے۔ فرماتے ہیں:

محمد بن جمیل رازی نے ہمیں اس طرح آیت سنائی۔ "و اذیمکر بك الذین کفر و ایثبتوك او یقتلوك او یجرحوك"۔ (جبکہ صحیح "یخرجوك" ہے)

دارقطنی فرماتے ہیں کہ ابوبکر باغندی نے ہمیں حدیث کی املا کراتے وقت اس طرح آیت مبارکہ لکھوائی "و عباد الرحمن الذین یمشون علی الارض ھو یا" (جبکہ صحیح

marfat.com

السمٰوات و الارض"۔ تو یہ سن کر وہ کہنے لگا۔ اللہ تعالیٰ مجھے معاف فرمائے میں تو چالیس سال سے اسی طرح پڑھ رہا ہوں اور میرے نسخے میں بھی اسی طرح لکھا ہوا ہے۔

فرماتے ہیں کہ مجھ سے ابوفزارہ اسدی نے بیان کیا کہ میں نے سعید بن ہشیم سے کہا کہ اگر آپ اپنے والد سے دس احادیث یاد کر لیتے تو آپ لوگوں کے سردار بن جاتے۔ لوگ کہتے کہ یہ ابن ہشیم ہے اور وہ تیرے پاس سماع حدیث کیلئے حاضر ہوتے۔ تو سعید بن ہشیم کہنے لگا کہ مجھے قرآن کریم نے مشغول کئے رکھا اس لئے احادیث یاد نہ کر سکا۔ چنانچہ آخری دن سعید مجھ سے پوچھنے لگا کہ جبیر نبی تھے یا صدیق؟ میں نے کہا کہ کون سا جبیر؟ تو کہنے لگا کہ جس کا ذکر قرآن کریم کی اس آیت مبارکہ میں ہے "و اسأل بہ جبیرا" (جبکہ صحیح "خبیـرا" ہے) تو میں نے کہا: اے غافل آدمی! تیرا یہ گمان ہے کہ تجھے قرآن کریم نے مشغول رکھا۔ (اور قرآن کریم کے متعلق یہ حالت ہے کہ خبیرا کو جبیرا سمجھے بیٹھا ہے)

ابوعبیدہ سے مروی ہے۔ فرماتے ہیں:

ہم ابوعمرو بن علاء کے ساتھ بیٹھ کر علمی فنون میں بحث مباحثہ کیا کرتے تھے۔ ایک آدمی بھی ہمارے ساتھ بیٹھتا تھا لیکن وہ کوئی بات نہیں کرتا تھا۔ ہمارا خیال یہ تھا کہ یا تو یہ پاگل ہے یا بہت بڑا عالم ہے۔ یونس نے کہا کہ یا پھر خوفزدہ ہے۔ عنقریب میں اس کی حالت ظاہر کر دوں گا۔ یونس نے اس سے پوچھا کہ حضرت! کتاب اللہ کے متعلق کچھ جانتے ہیں۔ اس نے جواب دیا کہ میں کتاب اللہ کا عالم ہوں۔ یونس نے کہا کہ اچھا یہ تو بتایئے یہ آیت کون سی سورت میں ہے۔

الحمد اللہ لا شریك لہ   من لم یقلھا فنفسہ ظلما

"تمام تعریفیں اللہ تعالیٰ کیلئے ہیں اس کا کوئی شریک نہیں۔ جس نے اس بات کا اقرار نہ کیا تو اس نے اپنے اوپر ظلم کیا"۔

تو وہ آدمی تھوڑی دیر سر جھکا کر بیٹھا رہا پھر کہنے لگا کہ یہ سورہ حم دخان ہے۔

(ہائے! واری جاؤں! شعر کو قرآن کریم کا حصہ کہنے والا کتاب اللہ کا عالم ہے۔ از مترجم)

marfat.com

قرآن کریم کا کچھ حصہ پڑھ سکتے ہیں؟ تو وہ بولا ہاں! میں تو بہترین طریقے سے قرأت کر سکتا ہوں۔ قاضی نے کہا کہ پھر سناؤ۔ تو وہ پڑھنے لگا۔

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم O

علق القلب ربابا بعد ما شابت و شابا

انّ دین اللہ حق لا اریٰ فیہ ارتیابا

''جوان ہونے کے بعد دل رباب سے چمٹ گیا۔ بلاشبہ اللہ کا دین حق ہے۔ مجھے اس میں کوئی شک نہیں''۔

یہ سن کر اس کے والد نے کہا کہ قاضی صاحب! خدا کی قسم یہ دو آیتیں اس نے رات کو ہی سیکھی ہیں کیونکہ اس نے رات کو پڑوسیوں کا قرآن کریم چوری کیا تھا۔ قاضی صاحب نے کہا کہ اللہ تعالیٰ تم دونوں میں سے کسی ایک کو برباد کرے تم کتاب اللہ پڑھتے ہو لیکن اس پر عمل نہیں کرتے۔

مزنی سے مروی ہے۔ فرماتے ہیں:

میں نے امام شافعی رحمۃ اللہ علیہ کو یہ کہتے ہوئے سنا کہ ایک آدمی نے پڑھا "فما لکم فی المنافقین قیس"۔ تو اس سے کہا گیا کہ "قیس" کیا ہے؟ (اصل لفظ "فئتین" ہے) تو وہ کہنے لگا کہ جس کے ساتھ تم لوگ آپس میں اندازہ لگاتے ہو۔ (یعنی ترازو وغیرہ)

فرماتے ہیں کہ مجھ سے ابوبکر محمد بن جعفر سواق نے بیان کیا کہ میں نے ابن عبدان صیرفی سے وعدہ کیا لیکن کسی حاجت کی بنا پر میں وہ وعدہ پورا نہ کر سکا۔ تو وہ میرے پاس آکر وعدہ پورا کرنے کا تقاضا کرنے لگا اور اپنے کلام کے دوران یہ کلمات کہے کہ اے ابوبکر! میں تجھ سے وہی بات کہتا ہوں جسے اللہ تعالیٰ نے ارشاد فرمایا: "و شدید عادۃ متنزعۃ" (اور سخت ہے لڑنے جھگڑنے کی عادت) میں نے کہا انا للّٰہ و انّا الیہ راجعون"۔ ان میں سے تو اللہ تعالیٰ نے کچھ بھی نہیں فرمایا۔ تو وہ آدمی شرمندہ ہو کر چلا گیا اور کافی عرصہ نہ لوٹا۔ جب میرے پاس روپیہ آیا تو میں نے وعدہ پورا کر دیا۔

یحییٰ بن اکثم سے مروی ہے۔ فرماتے ہیں:

marfat.com

سے کہا کہ یہ تو "یَرفعُہٗ" ہے تو کہنے لگے کہ اس پر وقف کرنے والا ایسے ہی پڑھتا ہے۔

دار قطنی کہتے ہیں کہ نقاش نے ہم سے بیان کیا۔ فرماتے ہیں:

میں شام میں ایک شیخ کے پاس کچھ لکھ رہا تھا۔ اس کے پاس ایک نسخہ تھا جس میں ابو عمرو الدوری سے مروی روایات تھیں۔ اس میں یہ لکھا تھا کہ یحییٰ بن معمر نے یوں پڑھا "انّ لك فی النّهار شیخا طویلا" (جبکہ صحیح "سبحا طویلا" ہے۔ تو یحییٰ نے اس شیخ اور دیگر سامعین کے سامنے "شیخًا" ہی پڑھا)

ایک آدمی اکثر بیوی سے لڑتا جھگڑتا رہتا تھا۔ اس کا ایک ہمسایہ اسے اس فعل پر ڈانٹ پھٹکار کرتا رہتا تھا۔ ایک رات اس نے اپنی بیوی سے خوب جھگڑا کیا اور اسے مارا پیٹا تو اس کا پڑوسی دیوار سے جھانک کر کہنے لگا۔ اللہ کے بندے! اس کے ساتھ ایسا معاملہ کرو جیسا کہ اللہ تعالیٰ نے حکم فرمایا ہے یعنی "امّا امساك" میں نہیں جانتا کہ امساک کس چیز کا نام ہے "او تسریح" اور میں نہیں جانتا کہ یہ کیا چیز ہے۔

فزارہ کہ جس نے بصرہ والوں پر بہت ظلم کیا تھا اس نے ایک آدمی کو کسی کام سے بھیجا۔ جب وہ کام سرانجام دے کر واپس لوٹا تو فزارہ نے کہا کہ تو ایسا ہی ہے جیسا کہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا:

اذا كنت فی حاجة مرسلا فارسل حكیما و لا توصه

"جب تو کسی کام سے کسی آدمی کو بھیجے تو دانا آدمی کو بھیج اور اسے وصیت مت کر"۔

ایک آدمی کا بیٹا مکتب میں پڑھ رہا تھا۔ اس نے اسے کہا کہ کونسی سورت پر ہو؟ تو اس نے جواب دیا کہ سورۃ "اقسم بهذا البلد و الدی بلا ولد" یعنی میں اس شہر کی اور اپنے لاولد باپ کی قسم کھاتا ہوں۔ تو اس کے باپ نے کہا کہ میری عمر کی قسم! جس کا تو بیٹا ہے وہ لاولد ہی ہے۔ (یعنی تیرا کوئی فائدہ ہی نہیں)

مامون نے اپنے کسی کاتب سے کہا کہ بدبخت! تو ٹھیک نہیں پڑھ سکتا؟ اس نے کہا کہ کیوں نہیں! میں تو ایک ہی سورۃ سے ہزار آیات پڑھ سکتا ہوں۔

ابن رومی[6] بیان کرتے ہیں کہ ایک آدمی ایک بستی میں گیا وہاں کے خطیب نے اس

marfat.com

گیارہواں باب:

مغفّل راویان حدیث اور حدیث غلط لکھنے اور پڑھنے والوں کا بیان

ابو بکر بن ابی اویس کہتے ہیں کہ عبداللہ بن زیاد حدیث مبارکہ بیان کر رہے تھے حتیٰ کہ سند حدیث شہر بن حوشب تک پہنچی تو پڑھنے لگے ''حدّثنی شہر بن حوشب'' (شہر بن حوشب نے مجھ سے بیان کیا) تو میں نے پوچھا کہ شہر بن حوشب کون ہے؟ کہنے لگے کہ یہ ایک خراسانی شخص ہے۔ اس کا نام عجمیوں کے ناموں جیسا ہے۔ میں نے کہا کہ شاید آپ کی مراد شہر بن حوشب ہے۔ چنانچہ ہمیں معلوم ہوا کہ یہ دوسروں کی کتابوں سے احادیث لے کر اپنی طرف منسوب کر لیتا ہے۔

عوام بن اسماعیل کہتے ہیں کہ مالک کے کاتب حبیب ''سفیان بن عینیہ'' کے پاس آ کر سنانے لگے کہ ''حدّثنی المسعودی عن جراب التیمی'' (مجھ سے مسعودی نے جراب تیمی سے روایت کرتے ہوئے بیان کیا) سفیان نے فرمایا کہ یہ جراب نہیں بلکہ خوات ہے۔ اسی طرح حبیب نے سنایا ''حدّثکم ایّوب عن ابن شیرین'' (آپ سے ایّوب نے ابن شیرین سے روایت کرتے ہوئے بیان کیا) تو سفیان نے فرمایا کہ یہ شیرین نہیں بلکہ سیرین ہے۔

عبداللہ بن احمد بن حنبل اپنے شیخ سے ایک حکایت نقل کرتے ہیں کہ ایک شخص نے ہشیم سے کہا ''یا ابا معاویة اخبر کم ابوجرة عن الحسن'' تو ہشیم نے کہا کہ ''اخبرنا ابو حرة عن الحسن'' یہ کہتے ہوئے ہمارے شیخ نے ہاہاہا کر کے ہشیم کے ہنسنے کی کیفیت بھی بیان کر دی۔

محمد بن یونس بیان کرتے ہیں کہ میں مؤمل بن اسماعیل کی مجلس میں حاضر ہوا تو

marfat.com

یہی حکایت ہم سے ابوعبداللہ الحسن بن محمد البارع نے بیان کی۔ فرمایا:

میں ایک مغفل شیخ کی مجلس میں حاضر ہوا تو وہ پڑھنے لگا "عن رسول اللہ عن جبرائیل عن اللہ عن رجل" میں نے کہا کہ ایسا کون ہے جو کہ اللہ تعالیٰ کا شیخ بننے کی صلاحیت رکھتا ہے؟ دیکھا تو وہ "عزّ وجلّ" لکھا ہوا تھا۔ پڑھنے والے نے غلطی سے "عن رجل" پڑھ ڈالا۔

ابوایوب سلیمان بن اسحاق الخلال کہتے ہیں کہ ابراہیم الحربی نے کہا کہ ہمارے پاس محمد بن عباد مہلبی آئے تو ہم ان سے حدیث سننے گئے اگرچہ انہیں حدیث میں بصیرت حاصل نہیں تھی۔ تو انہوں نے ہم سے حدیث بیان کی اور کہا۔ "انّ النبیّ ﷺ ضحی هرّة" کہ نبی کریم ﷺ نے بلی کی قربانی کی۔ حالانکہ صحیح یہ ہے کہ ضحیٰ بقرۃ یعنی گائے کی قربانی کی۔ حرفِ با حرفِ قاف سے مل گیا تھا جسے انہوں نے دوچشمی ہا سمجھ کر ہرّ ۃ پڑھا۔

فرماتے ہیں کہ میں نے محمد بن حمدان سے سنا۔ کہہ رہے تھے کہ میں نے صالح سے یعنی جزرہ سے سنا انہوں نے کہا کہ۔

شام سے ہمارے یہاں ایک شیخ آئے۔ ان کے پاس ایک کاپی تھی اس میں حضرت جریر سے مروی روایت تھی۔ تو میں نے وہ پڑھ کر اسے سنائی کہ "حدّثکم جریر عن ابن عثمان أنّه کان لأبی اسامة خرزۃ یرقی بها المریض" یعنی ابواسامہ کے پاس ایک دھاگہ تھا جس سے وہ مریض کو دم کیا کرتے تھے" تو میں نے "خرزہ" کو غلطی سے جزرہ پڑھ دیا۔ خطیب کہتے ہیں کہ اس کے بعد ان کا نام جزرہ پڑ گیا۔

ابوالحسن دارقطنی فرماتے ہیں کہ ایک دن ابوموسیٰ بن المثنیٰ نے لوگوں سے کہا کہ ہم بڑی معزّز قوم ہیں کیونکہ ہمارا تعلق عنزہ قبیلے سے ہے اور حضور نبی کریم ﷺ نے ہماری طرف منہ کر کے نماز ادا فرمائی ہے۔ اس لئے کہ حدیث مبارکہ ہے "انّه صلّی الیٰ عنزۃ" یعنی حضور ﷺ نے "عنزۃ" کی طرف منہ کر کے نماز ادا فرمائی۔ انہوں نے یہ گمان کیا کہ حضور نبی کریم ﷺ نے ان کی طرف منہ کر کے نماز پڑھی ہے حالانکہ عنزہ سے مراد ایک نیزہ ہے جو دوران نماز آپ ﷺ کے سامنے (بطور سترہ) گاڑ دیا جاتا تھا اور آپ اسے اپنے سامنے

marfat.com

کہ مجھے ایسی حدیث مبارکہ ملی ہے جس سے میں اسحاق کی کمر توڑ کر رکھ دوں گا۔ تو یہ حدیث اس نے اسحاق کے سامنے پیش کی تو اسحاق نے کہا کہ یہ لفظ "القزع" ہے القرع نہیں ہے۔

حماد بن یزید سے ایک لڑکے نے سوال کیا کہ اے ابو اسماعیل! آپ سے حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے حدیث مبارکہ بیان کی ہے کہ رسول نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے روٹی سے منع فرمایا ہے تو حماد ہنسنے لگے اور کہا کہ بیٹے! اگر آپ صلی اللہ علیہ وسلم روٹی سے منع فرماتے تو لوگ کھائے پیئے بغیر زندہ رہتے؟ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے تو شراب سے منع فرمایا ہے۔ (لڑکے نے "خمر" کو "خبز" پڑھا)

یحییٰ بن معین فرماتے ہیں کہ داؤد بن ابی ہند ہمارے ہاں کوفہ آئے تو اہل کوفہ کا مستملی پوچھنے لگا کہ وہ سعید کی حدیث کیسے ہے یعنی یکفن الضبی فی ثوب واحد حالانکہ کہنا یہ چاہ رہا تھا کہ یکفن الصبی فی ثوب واحد یعنی بچے کو ایک کپڑے میں کفن دیا جائے۔

حسن بن البراء کہتے ہیں کہ عمر بن عون کے ایک منشی تھے وہ اعراب غلط پڑھا کرتے تھے۔ تو عمر بن عون نے انہیں چھوڑ کر ایک ادیب کا رخ کیا تا کہ وہ پڑھ کر سنائے۔ تو وہ ادیب پڑھنے لگا "حدثکم ھسیم" (ھشیم کو ھسیم پڑھا) یہ دیکھ کر عمر بن عون نے کہا کہ مجھے پہلے والے کے پاس لے جاؤ وہ تو صرف اعراب غلط پڑھتا تھا یہ تو کئی کلمات اور نقطے کھا جاتا ہے۔

ایک آدمی لیث بن سعد کے پاس آیا اور پوچھنے لگا کہ حضرت نافع نے آپ سے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی حدیث "فی الّذی نشرت فی ابیہ القصۃ" کیسے بیان کی۔ تو انہوں نے کہا کہ ابو حفص بن شاہین نے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے نقل کیا ہے کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: "یوشك ان الظعینۃ بلاخفیر" یعنی قریب ہے کہ ایسا زمانہ آئے گا کہ عورت امن کی وجہ سے بغیر محرم کے سفر کرے گی۔ انہوں نے "بلاخفیر" کو غلطی سے "بلاخفّین" پڑھا۔ یعنی عورت بغیر موزوں کے سفر کرے گی۔

حیان بن بشر جو کہ بغداد اور اصبہان کے قاضی اور جملہ راویان حدیث میں سے ایک ہیں انہوں نے ایک دن ایک روایت بیان کی "ان عرفجۃ قطع انفہ یوم الکلام" یعنی عرفجہ نے کلام کے دن اپنی ناک کاٹ لی تھی۔ تو اہل کجہ کا ایک آدمی لکھ رہا تھا۔ اس نے کہا: قاضی صاحب! یہ تو "یوم الکلاب" ہے "یوم الکلام" نہیں۔ قاضی صاحب نے

marfat.com

جس کا نام ''برتج'' تھا تو ایک آدمی نے یزید بن ہارون سے حدیث کے متعلق پوچھا تو یزید بیان کرنے لگا کہ ''حدّثنا بہ عدۃ'' یعنی یہ حدیث ہم سے عدہ نے بیان کی۔ تو منشی چیخ کر کہنے لگا کہ اے ابو خالد یزید بن ہارون ''عدہ'' کس کا بیٹا ہے؟ تو یزید نے جواب دیا کہ عدہ اس کا بیٹا ہے جسے تو نے گم کر دیا۔

فضل بن ابی طاہر کہتے ہیں کہ ایک آدمی نے رسول نبی کریم ﷺ کے فرمان عالیشان ''عم الرجل صنوابیہ''[8] یعنی آدمی کا چچا اس کا باپ کی مانند ہے۔ اس فرمان کو یوں غلط پڑھا کہ ''عم الر... ...یۃ'' یعنی آدمی کا چچا تنگ برتن ہے۔

زکریا بن مہران ...ے ہیں کہ ایک آدمی نے حدیث مبارکہ ''لایورث الحمیل الاببیّنۃ'' یعنی بچہ جسے اٹھالیا جائے وہ دلیل کے ساتھ ہی وارث بنتا ہے۔ اس حدیث میں اس طرح غلطی کی کہ اس نے ''ببیّنۃ'' کو ''بثینۃ'' پڑھا۔

فرماتے ہیں کہ میں احمد بن یحییٰ بن زہیر کے پاس حاضر تھا تو ارباب حدیث میں سے ایک آدمی اس سے پوچھنے لگا کہ ''کیف الزبیر بن خَریت؟''[9] یعنی زبیر بن خَرِیت کا کیا حال ہے؟ تو اس نے اس آدمی سے کہا کہ ابن زبیر تو ٹھیک ہے لیکن خرِیت کوئی نہیں بلکہ صحیح لفظ خرّیت ہے یعنی ماہر رہبر۔

عسکری[10] کہتے ہیں کہ ایک مغفّل شیخ نے روایت بیان کی کہ ''انّ النبیّ ﷺ احتجم و اعطی الحجاج اجرّۃ'' یعنی نبی کریم ﷺ نے پچھنے لگوائے اور حجاج کو ایک اینٹ دی۔ حالانکہ صحیح حدیث اس طرح ہے کہ ''انّ النبی ﷺ احتجم و اعطی الحجام اجرۃ''[11] یعنی نبی کریم ﷺ نے پچھنے لگوائے اور حجام کو اجرت عنایت فرمائی۔

عسکری کہتے ہیں کہ ابو بکر بن الانباری نے بیان کیا کہ مجھ سے میرے والد صاحب نے بیان کیا۔ فرمایا: قطربلی نے ثعلب کو اعشیٰ کا شعر سنایا:

فلو کنت فی حبّ ثمانین قامۃ و رقیت اسباب السماء بسلّم

''یعنی اگر آپ اسّی گز کے لمبے دانے میں ہوتے اور آپ سیڑھی سے آسمان پر چڑھ جاتے''۔

marfat.com

پانی پاک ہے یا ناپاک؟ یہ سن کر یحیٰ نے کہا: او بد بخت! مرغی کس طرح کنویں میں گر سکتی ہے عورت نے کہا کہ کنواں ڈھکا ہوا نہیں تھا۔ یحیٰ نے کہا کہ تو نے اسے ڈھکا کیوں نہیں کہ اس میں کوئی چیز نہ گرتی۔ (یعنی مسئلہ آتا نہیں تھا اس لئے ٹال مٹول کرنے لگا) یہ ماجرہ دیکھ کرا ہوازی نے کہا: اے عورت! سن لے۔ اگر پانی متغیر ہوا تو ناپاک ہے ورنہ نہیں۔

اسی طرح فرماتے ہیں کہ ہم بندار کے پاس تھے اس نے حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا سے مروی حدیث بیان کرتے ہوئے کہا "عن عائشة قال۔ قالت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم" (حالانکہ مؤنث کیلئے قالت یعنی مؤنث کا صیغہ اور مذکر کیلئے قال یعنی مذکر کا صیغہ لانا چاہئے تھا۔ لیکن بندار نے اس کے برعکس کیا) یہ سن کر ایک آدمی نے ازارہ مذاق کہا کہ اللہ کی پناہ! آپ کیا ہی فصیح ہیں۔ کہنے لگا کہ جب ہم روح کے پاس سے نکلتے تھے تو ابو عبیدہ کے پاس جاتے تھے۔ تو انہوں نے کہا کہ یہ حقیقت تم پر ظاہر ہو جائے گی۔

دار قطنی فرماتے ہیں کہ ہم سے عبد اللہ بن موسیٰ[15] اور فریابی[16] نے بیان کیا کہ اسرائیل نے ابو اسحاق اور انہوں نے عارثہ بن مضرب سے روایت کیا فرماتے ہیں کہ عیینہ، شیبہ اور ولید نکلے اور انہوں نے کہا کہ کون مقابلہ کرے گا؟ تو ایک انصاری آدمی نکلے۔ (یعنی حدیث مبارکہ بیان کی) تو عبد اللہ نے کہا کہ چھ آدمی نکلے جبکہ فریابی نے کہا کہ شیبہ نکلا۔ (یعنی ستہ اور شیبہ میں مشابہت ہوگئی) دار قطنی کہتے ہیں کہ عبد اللہ کا چھ آدمی کہنا غلطی ہے اور صحیح وہی ہے جو کہ فریابی نے کہا کیونکہ انصار میں سے بھی تین آدمی ہی نکلے تھے۔

دار قطنی کہتے ہیں کہ میں نے ابو عبد اللہ بن مخلد کے نسخے میں پڑھا کہ یحیٰ بن معین سے مروی ہے کہ اوراق نے حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا کی حدیث میں کہا کہ "انّ النبی صلی اللہ علیہ وسلم لمّا اتی البقیع حسارایتہ"۔

دار قطنی فرماتے ہیں کہ میرے والد صاحب نے ہم سے بیان کیا کہ یحیٰ بن آدم نے آ کر کہا کہ کعب کی حدیث میں غلطی ہے۔ کہا اللہ تعالیٰ نے فرمایا: "اشج و اداوی" یعنی میں زخمی کرتا ہوں اور علاج کرتا ہوں۔ لیکن یحیٰ نے اس سے بھی قبیح غلطی کی اور کہا کہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا: "اسحر و اداوی" یعنی میں جادو کرتا ہوں اور علاج کرتا ہوں۔

marfat.com

قسم! میں نے تو اسے کفّارۂ ظہار کا حکم دیا ہے (حالانکہ کفّارۂ ظہار بھی ساٹھ روزے ہیں نا کہ ایک سو بیس)

محمد بن عدی بصری نے بیان کیا کہ میں نے ایک آدمی دیکھا وہ کہہ رہا تھا کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا:

من برّ یوما بربّہ والدھر لا یغتربہ

''جس نے کسی دن بھی اپنے رب کیساتھ اچھا سلوک کیا تو زمانہ اس کے ساتھ دھوکا نہیں کرے گا''۔ (حالانکہ یہ حدیث مبارکہ نہیں بلکہ شعر ہے)

محمد بن عیسیٰ کہتے ہیں کہ عباس نے بیان کیا کہ میں نے یحییٰ بن معین کو کہتے ہوئے سنا کہ سعید بن مسلم سے مروی ہے کہ ان کے پاس بروایت منصور ایک کتاب تھی۔ تو ایک آدمی نے ان سے کہا کہ آپ نے یہ کتاب سنی ہے؟ تو کہنے لگے کہ ذرا صبر کرو میرے والد صاحب آئیں گے تو میں ان سے پوچھ لوں گا۔

دار قطنی کہتے ہیں کہ میں نے حمزہ سہمی سے سنا۔ انہوں نے کہا کہ میں نے ایک شیخ سے سماع حدیث کی اور اس کو لکھنا شروع کیا۔ شیخ نے کہا: اپنی کاپیوں میں میرا نام بھی لکھ لینا۔ میں نے اسماعیل سے کہا کہ کیا یہ حماقت کی بات نہیں ہے؟ انہوں نے کہا: جی ہاں!

اسی طرح ابوالحسن بن خلف فقیہہ نے مجھ سے بیان کیا کہ ایک شیخ نے ہمارے لئے سند اجازت لکھی اور اس میں اپنا نام نہیں لکھا۔ ہم نے عرض کی اس میں اپنا نام لکھ دیجئے۔ تو اس نے کہا میں ایسا نہیں کروں گا جو مجھے نہیں جانتا میں اس کیلئے اپنا نام نہیں لکھتا۔

احمد بن علی بن ثابت [20] کہتے ہیں کہ میں نے ابوالفتح عبداللہ بن احمد نحوی کی کتاب میں لکھی ہوئی تحریر پڑھی کہ میں نے قاضی احمد بن کامل [21] سے سنا۔ انہوں نے بیان کیا کہ محمد بن موسیٰ بربری نے جتنا علم جمع کیا اتنا کسی نے نہیں کیا۔ ایک دن میں ان کے پاس گیا تو وہ غمگین بیٹھے تھے میں نے کہا کیا بات ہے؟ کہنے لگا کہ یہ فلانی یعنی میری بیوی مجھے کہتی ہے کہ یہ لونڈی آزاد کر دو تو میری خدمت کیلئے کوئی لونڈی نہیں رہے گی اور نہ ہی کوئی مددگار رہے گا۔ میں نے کہا کہ اس کی کتنی قیمت ہے؟ کہنے لگا کہ میری بیوی نے مجھے کچھ دینار

marfat.com

ایسی جماعت کے ساتھ نہیں جاتے جس میں گھنٹی ہو۔

ابوسلیمان خطابی [25] نے بیان کیا کہ عبداللہ عمّار نے کہا کہ میرا ایک تھیلا چوری ہو گیا۔ ایک آدمی پر ہمیں شک تھا۔ تو میں حضرت عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ کے پاس گیا۔ میں نے عرض کی کہ میرا ارادہ تھا کہ میں اس شخص کو باندھ کر آپ کی خدمت میں لاتا۔ تو فرمایا: بغیر گواہ کے؟ خلیل کہتے ہیں کہ اس میں راوی سے غلطی ہوئی ہے کیونکہ حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ کیا آپ نے چوری کو بھانپ لیا تھا؟ کیونکہ اس پر گواہ قائم ہوتا تو پھر فیصلہ کرنے کی کوئی ضرورت ہی نہیں تھی۔

یحییٰ بن معین نے بیان کیا کہ ایک آدمی نے حضرت ابوعبیدہ رضی اللہ عنہ کی حدیث میں غلطی کر کے "کان علی الحسر" کی بجائے "کان علی الجسر" یعنی وہ پل پر تھے۔ روایت کیا۔ اور "حسر" "حَاسِرٌ" کی جمع ہے جس کے معنیٰ ہیں کہ وہ شخص جس کے سر پر خَود اور جسم پر زرہ نہ ہو۔

خطابی کہتے ہیں کہ بعض نے حدیث مبارکہ میں غلطی کر کے کہا "لو صلّیتم حتّی تکونو اکالحنائز" حالانکہ صحیح "کالحنائر" بمعنیٰ کمانوں کی مانند ٹیڑھی ہو جائیں ہے۔ اور بعض نے یاجوج ماجوج والی حدیث میں غلطی کر کے کہا "اذاھلکت اکلت منھا دواب الارض فتسکر" یعنی جب وہ ہلاک ہوں گے تو انہیں حشرات الارض کھا کر نشئی ہو جائیں گے۔ حالانکہ "فتسکر" کی بجائے "فتشکر" یعنی موٹے ہو جائیں گے صحیح ہے۔

ابوبکر بن عبدالباقی البزار نے کہا کہ ایک آدمی نے حدیث مبارکہ میں غلطی کر کے کہا کہ "حدثنا سقنان البوری عن جلد المجدا عن اتش عن النبی علیہ وسلم صلی اللہ قال اذھبوا عنّا"۔ یعنی سقنان بوری نے جلد المجد اسے انہوں نے آتش سے روایت کیا کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے مروی ہے کہ "ہمارے پاس سے چلے جاؤ"۔ حالانکہ کہنا یہ چاہتا تھا کہ "حدّثنا سفیان الثوری عن خالد الحذاء عن انس عن النبی علیہ وسلم صلی اللہ قال ادھنوا غبّا"۔ یعنی سفیان ثوری نے خالد الحذاء سے انہوں نے حضرت انس سے روایت کیا کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے مروی ہے کہ کبھی کبھی تیل لگایا کرو۔

marfat.com

14- اہوازی: ان کا نام حسن بن علی بن ابراہیم یزدادا ہوازی ہے۔ دمشق میں اقامت پذیر رہے اور وہیں وفات پائی۔ تاریخ وفات ۴۴۶ھ ہے۔ ابن عساکر نے ان کی روایت میں طعن کیا ہے۔

15- عبداللہ بن موسیٰ: صحیح نام عبیداللہ بن موسیٰ بن باذام ابومحمد بن ابی المختار العبسی ہے۔ حافظ الحدیث اور ثقہ راوی ہیں۔ فقہ، حدیث اور قرآن میں امام ہیں۔ تاریخ وفات ۲۱۳ھ ہے۔

16- الفریابی: محمد بن یوسف بن واقد ضبی ابوعبداللہ الفریابی نام ہے۔ حافظ اور عالم حدیث ہیں۔ ترکی الاصل ہیں اور کوفہ میں حضرت سفیان سے اکتساب فیض کیا۔ اور قیساریہ میں ۲۱۲ھ میں وفات پائی۔ امام بخاری نے ان سے ۱۲۶ احادیث روایت کیں۔

17- امام مسلم ''الصیام'' باب ۳۹ حدیث نمبر ۲۰۴، ابوداؤد نے ''الصیام'' باب ۵۷ ترمذی نے ۷۵۹ اور ابن ماجہ نے ۱۷۱۶ کے تحت روایت کی۔

18- امام احمد نے (۶۹،۸/۳)، ترمذی نے ۲۰۳۳، حاکم نے ۲۹۳/۴، ابونعیم نے حلیہ میں ۳۲۴/۸، ابن حبان نے (۲۰۷۸۔ موارد) اور خطیب نے ۳۰۱/۵ کے تحت روایت کی۔

19- خطیب بغدادی نے تاریخ میں ۱۲۷/۱۳ اور امام سیوطی نے الدرر المنتشرۃ میں ۱۳ کے تحت روایت کی۔

20 احمد بن علی بن ثابت: ان کا نام ابوبکر احمد بن علی بن ثابت البغدادی ہے اور خطیب کے نام سے معروف ہیں۔ مقدمین مؤرخ حفاظ میں سے ہیں۔ کوفہ اور مکہ کے درمیان مقام غزیہ میں پیدا ہوئے اور بغداد میں پرورش پائی اور وہیں وفات پائی۔ ان کی مشہور تصنیف ''تاریخ بغداد ہے جو کہ ۱۴ جلدوں پر مشتمل ہے۔ تاریخ وفات ۴۶۳ھ ہے۔

21- احمد بن کامل: ان کا نام احمد بن کامل بن خلف بن شجرہ بن منصور بغدادی شجری ہے کنیت ابوبکر ہے۔ اہل بغداد میں سے قاضی ہیں۔ کوفہ کے قاضی رہے ۳۵۰ھ تاریخ وفات ہے۔

22- نظام الملک: ان کا نام حسن بن علی بن اسحاق طوسی ہے کنیت ابوعلی اور لقب قوام الدین اور نظام الملک ہے۔ طوس کے نواح میں پیدا ہوئے۔ سلطان الپ ارسلان نے انہیں عہدۂ وزارت سونپا اور دس سال وزیر رہے۔ الپ ارسلان کی وفات کے بعد حاکم بن گئے ۴۸۵ھ میں قتل ہوئے۔

23- امام بخاری نے ۶۱۲۹، کے تحت ۶۲۰۳ کے تحت اور ترمذی نے ۱۹۸۹ کے تحت روایت کی۔

24- اصل حدیث ''لاتصحب الملائکۃ رفقۃ فیہا جرس'' ہے۔ امام مسلم نے (اللباس/۱۰۳) کے تحت اور امام احمد نے ۳۲۶/۶ کے تحت روایت کی۔

25- ابوسلیمان الخطابی: ان کا نام احمد بن محمد بن ابراہیم بن خطاب البستی اور کنیت ابوسلیمان ہے۔ کابل کے قصبہ بست کے رہنے والے فقیہہ اور محدث ہیں ان کی تصانیف میں سے مشہور ''بیان اعجاز القرآن'' اور ''معالم السنن شرح سنن ابی داؤد، ہیں ۳۸۸ھ میں وفات پائی۔

marfat.com

سوچا نہیں ہوگا میں نے تو اس کے متعلق بہت سوچا لیکن مجھے یہ بات ناگوار ہوئی کہ میں سیّدہ عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا کو غصہ دلاؤں۔

مدائنی کہتے ہیں کہ ایک معزز آدمی بغداد آیا تو اس نے یہ ارادہ کیا کہ اپنے بخریت پہنچنے کی اطلاع اپنے والد کو بذریعہ خط دے۔ لیکن کوئی جاننے والا آدمی اسے نہ ملا جو خط لے جاتا۔ تو وہ خود خط لے کر اپنے والد کے پاس گیا اور کہا کہ مجھے یہ ناگوار تھا کہ میری اطلاع آپ کے پاس دیر سے پہنچے اور مجھے کوئی خط لانے والا آدمی نہ ملا تو میں خود خط لے کر آ گیا ہوں۔ یہ کہا اور خط اپنے والد کو دے دیا۔

ابن خلف کہتے ہیں کہ دو آدمی اپنا جھگڑا نمٹانے کیلئے ایک حاکم کے پاس اپنا مقدمہ لے کر گئے تو اسے فیصلہ کرنا نہ آیا۔ چنانچہ وہ ان دونوں کو سزا دے کر کہنے لگا کہ اللہ تعالیٰ کا شکر ہے کہ ان میں سے ظالم بچ کر نہیں گیا۔

سعید بن جعفر انباری کہتے ہیں کہ میں نے اپنے والد سے سنا کہ ابوالخیثم اپنے ایک گورنر سے ناراض ہو گیا۔ کسی نے اس سے راضی ہونے کے متعلق اس سے بات کی۔ تو کہنے لگا۔ قسم بخدا! میں اس وقت تک راضی نہیں ہوں گا۔ جب تک کہ اس کے متعلق مجھے یہ خبر نہ پہنچے کہ اس نے میرے پاؤں کو بوسہ دیا ہے۔

ابوعثمان جاحظ کہتے ہیں کہ فزارہ بصرہ والوں پر ظلم کرنے والا آدمی تھا۔ وہ اللہ تعالیٰ کی مخلوق میں سب سے لمبی داڑھی والا اور سب سے کم عقل تھا۔ یہ وہی آدمی ہے جس کے متعلق شاعر نے کہا ہے کہ

ومن المظالم ان تکون
علی المظالم یا فزارہ

''اے فزارہ تو نے تو ظلم کی حد کر دی ہے''۔

ایک مرتبہ حجام نے فزارہ کے بال بنائے۔ جب وہ فارغ ہوا تو اس نے شیشہ منگوا کر اس میں دیکھا اور حجام سے کہنے لگا۔ تو نے میرے سر کے بال تو درست بنائے لیکن کنجری کے بچے! خدا کی قسم تو نے میری مونچھوں کا چمڑا اتار دیا ہے۔ یہ کہہ کر اسے پکڑ لیا۔

ایک مرتبہ فزارہ نے کچھ شور سنا۔ تو پوچھنے لگا کہ یہ کیسا شور ہے؟ لوگوں نے کہا کہ کچھ

marfat.com

''یعنی یہ دنیا کسی زندہ چیز کیلئے باقی رہنے والی نہیں اور نہ ہی کوئی جاندار دنیا کے اندر باقی رہے گا''۔

یہ سن کر اس کے کاتب نے کہا کہ اللہ تعالیٰ امیر کو سلامت رکھے یہ تو شعر ہے۔ تو دیہاتی بولا کہ یہ بات بتاؤ کہ دنیا کسی کے پاس باقی رہے گی؟ کاتب نے کہا نہیں۔ تو پھر کوئی دنیا میں باقی رہے گا؟ کاتب نے کہا کہ نہیں۔ تو کہنے لگا کہ پھر آپ نے اعتراض کر کے خوامخواہ تکلیف ہی اٹھائی ہے۔

ایک عرب نے اپنے گورنر کے کسی کام کے متعلق خطبہ دیا اور کہا کہ اللہ تعالیٰ نے آسمانوں اور زمین کو چھ ماہ میں پیدا فرمایا: اسے کہا گیا کہ چھ ماہ میں نہیں بلکہ چھ دن میں۔ تو کہنے لگا کہ قسم بخدا! ارادہ تو میرا بھی یہی بات کہنے کا تھا لیکن میں نے اسے بہت حقیر اور کمتر سمجھا۔

ابوبکر نقاش کہتے ہیں کہ منصور بن نعمان کے کاتب نے بصرہ سے اس کے پاس خط بھیجا کہ میں نے ایک چور پکڑا ہے اور بغیر تفتیش کے کوئی بھی قدم اٹھانا مجھے ناپسند ہے۔ اور وہ ہے بھی درزی۔ منصور نے جواب لکھا کہ پیر کاٹ دو اور ہاتھ چھوڑ دو۔ کاتب نے کہا کہ اللہ تعالیٰ نے تو ہاتھ کاٹنے کا حکم دیا ہے؟ پھر جواب لکھا کہ میرے حکم کو نافذ کر دو کیونکہ حاضر آدمی جو کچھ دیکھتا ہے غائب وہ نہیں دیکھتا۔

نخاس منصور کے پاس ایک خچر لے کر آیا اور کہنے لگا کہ میں نے یہ خچر چالیس دینار میں خریدا ہے۔ منصور نے کہا کہ اس بار مجھ سے کچھ نہ کمانا یہ کہہ کر غلام کو حکم دیا کہ اس کو ڈیڑھ ہزار دینار دے دو۔

ایک مرتبہ نخاس خلیفہ مامون کے پاس گیا اور کہنے لگا کہ اے امیر المؤمنین کوفہ میں موت پھیل گئی ہے لیکن سلامتی والی ہے۔

ایک دفعہ احمد بن ابی حاتم کے پاس آیا۔ آپ سری پائے وغیرہ کھا رہے تھے۔ انہوں نے اسے کہا کہ اے ابوسہل تشریف لائیں۔ یہ سری کھائیں۔ تو کہنے لگا کہ اللہ تعالیٰ ہمیں اور آپ کو جنتیوں کے سر کھلائے۔

ایک مرتبہ مامون نے اسے کہا کہ اے منصور! آپ نے دریائے دجلہ کو بہت وسیع

marfat.com

نے ان کے معاملات میں ان کو مخاطب کرتے ہوئے کہا کہ اب تمہارے معاملے میں کوئی غور و فکر نہیں ہو گا کیونکہ امیر اس جیسے معاملات نمٹانے کیلئے کل پرسوں سے بیٹھا ہے تم اسی وقت آ جاتے۔

ایک مرتبہ شجاع خلیفہ مستعین[1] کے پاس اس حالت میں آئے کہ ان کے چوغے کا ایک کونہ پھٹا ہوا تھا۔ مستعین نے وجہ دریافت کی تو شجاع کہنے لگے کہ میں ایک گلی میں سے گزر رہا تھا۔ وہاں میں نے ایک کتّے کے چوغے کو پاؤں سے روندا تو اس نے میری دم پھاڑ دی۔ مستعین یہ سن کر خود پر قابو نہ رکھ سکے اور بے تحاشہ ہنس پڑے۔

جریر بن مقفع کسریٰ کے وزیر سے نقل کر کے کہتے ہیں کہ قباذ نامی احمق باغ میں جا کر ریحان پھولوں کی خوشبو سونگھتا اور کہتا کہ میں پھول پر رحم کرتے ہوئے اسے توڑتا نہیں ہوں۔

رقہ میں ہارون الرشید کے گورنر نصر بن مقبل کے متعلق ہمیں یہ بات پہنچی ہے کہ اس نے بکری کو حد میں کوڑے مارنے کا حکم دیا۔ لوگوں نے کہا کہ یہ تو جانور ہے اس پر حد کیسی۔ تو کہنے لگا کہ حدود کسی سے نہیں ٹلتیں۔ اور اگر میں نے حد معطّل کر دی تو میں بہت بڑا ظالم کہلاؤں گا۔ یہ خبر ہارون الرشید کو پہنچی تو اس نے اسے طلب کیا۔ جب یہ حاضر ہوا تو ہارون الرشید نے پوچھا کہ تم کون ہو؟ تو کہنے لگا کہ میں بنی کلاب قبیلے کا سردار ہوں۔ ہارون الرشید ہنسنے لگا پھر پوچھا کہ تم نے کیسے بکری پر حد جاری کرنے کا حکم دیا؟ تو کہنے لگا کہ میرے یہاں حد میں انسان اور چوپائے برابر ہیں۔ اگر کسی چوپائے پر حد واجب ہو جائے تو میں ضرور اس پر حد جاری کروں گا اگرچہ وہ میری ماں بہن ہی کیوں نہ ہو۔ اور اللہ تعالیٰ کے حق کے معاملے میں میں کسی ملامت کی پرواہ نہیں کرتا۔ تو ہارون الرشید نے حکم دیا کہ ایسے معاملات میں اس سے کسی قسم کا تعاون نہ کیا جائے۔

ہندوستان کے حکماء میں سے ایک حکیم اپنے ملک کے وزیر کے ہاں حاضر ہوا وزیر بہت کمزور تھا۔ اس نے حکیم سے پوچھا کہ سب سے بڑا علم کونسا ہے؟ تو حکیم نے جواب دیا کہ علمِ طب۔ وزیر کہنے لگا کہ میں طب سے کافی واقف ہوں۔ حکیم نے کہا کہ محترم ذرا یہ تو بتایئے کہ برسام بیماری کا علاج کیا ہے؟ تو وزیر کہنے لگا کہ اس کا علاج موت ہے حتیٰ کہ اس

marfat.com

ایک کاتب نے ایک گلوکارہ عورت سے کہا کہ اپنے گانے کی یہ آواز میرے لئے لکھ دو۔ وہ کہنے لگی کہ کاتب تم ہو لہٰذا خود ہی لکھ لو۔ تو وہ کہنے لگا کہ آپ اپنے لہجے میں لکھیں گی جبکہ میں تو اس لہجہ میں اچھی طرح لکھنا نہیں جانتا۔

ابوالحسن بن ہلال صابی کہتے ہیں کہ وزیر ذی السعادات ابوالفرج محمد بن جعفرؒ کو ایک تاجر نے تین قسم کے ریشم کے بنڈل پیش کئے۔ وہ کافی مدّت تک اس کے پاس رہے۔ جب مالک واپس لینے آیا تو وزیر نے دوات کھول کر ایک بنڈل پر بڑے موٹے خط سے لکھا کہ یہ لینے کے قابل نہیں۔ دوسرے پر لکھا کہ یہ مجھے پسند نہیں اور تیسرے پر لکھا کہ یہ بہت مہنگا ہے۔ پھر خادم سے کہا کہ یہ بنڈل مالک کو دے دو۔ چنانچہ مالک کے پاس وہ اس حالت میں پہنچے کہ کسی کام کے نہیں رہے تھے اور ضائع ہو چکے تھے۔ اسی وزیر کا گھوڑا جب اس کے نیچے اچھل کود کرتا تو یہ اسے ادب سکھانے کیلئے اس کے کھر کٹوا دیتا۔ جب اس سے اس بارے میں پوچھا گیا تو کہنے لگا کہ اسے کھلاؤ پلاؤ لیکن سکھاؤ مت کیونکہ اس کی عادات میں جانتا ہوں۔

کچھ عیسائی مدینہ منورہ کے گورنر عبداللہ بن بشار کے پاس آکر کہنے لگے کہ ہم چاہتے ہیں کہ آپ کے ہاتھ پر اسلام قبول کرلیں تو گورنر کہنے لگا۔ اے کنجری کی اولاد! تمہیں امیر المؤمنین کے لشکر میں مجھ سے گھٹیا آدمی نہیں ملا تم یہ چاہتے ہو کہ قیامت کے دن میرے اور حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے درمیان جھگڑا پیدا کردو۔ (یعنی عیسیٰ علیہ السلام ناراض ہوں گے کہ تو نے میری امت کم کردی)

ایک حاکم منبر پر چڑھ کر یوں خطبہ دینے لگا۔ اے لوگو! اگر تم میری عزت کرو گے تو میں تمہاری عزت کروں گا اور اگر تم لوگوں نے میری توہین کی تو تم میرے نزدیک میرے اس گوز سے بھی زیادہ ذلیل ہو گے یہ کہہ کر زور سے گوز مارا یعنی ہوا خارج کی۔

ایک بیوقوف حاکم برف فروش کے پاس سے گزرا۔ تو اسے کہنے لگا کہ تیرے پاس کیا ہے ذرا دکھاؤ تو سہی؟ اس نے ایک ٹکڑا توڑ کر حاکم کو پکڑا دیا تو کہنے لگا کہ مجھے اس سے زیادہ ٹھنڈا چاہئے۔ تو اس نے دوسری طرف سے ایک ٹکڑا توڑ کر پکڑا دیا۔ حاکم نے کہا کہ اس کی

marfat.com

بات میں علم نحو کا کیا عمل دخل)

حاشیہ جات

1- مستعین: احمد بن محمد بن معتصم بن ہارون الرشید ابو العباس امیر المؤمنین المستعین باللہ پورا نام ہے۔ مملکت عباسیہ کے خلفاء میں سے عراق کے خلیفہ تھے۔ تاریخ ولادت ۲۱۹ھ ہے۔ منتصر بن متوکل کی وفات کے بعد ۲۴۸ھ میں خلیفہ ہوئے۔ اور ۲۵۲ھ میں خلافت سے علیحدگی اختیار کر لی۔

2- ابو الفرج محمد بن جعفر: ان کا نام محمد بن جعفر بن محمد بن عباس ابو الفرج ہے لقب ذی المعادات ہے۔ بغداد کے رہنے والے ادیب اور کاتب تھے تاریخ وفات ۳۴۰ھ ہے۔

3- ابو العباس بن درستویہ: ان کا نام عبداللہ بن جعفر بن محمد بن درستویہ بن مرزبان ہے اور کنیت ابو محمد ہے۔ فارسی الاصل ہیں۔ اپنے زمانے کے علمائے لغت میں سے مشہور و معروف تھے۔ بغداد میں وفات پائی تاریخ وفات ۳۴۷ھ ہے۔

4- ابو الفرج محمد بن عباس: ان کا نام محمد بن عباس شیرازی اور کنیت ابو الفرج ہے وزیر اور کاتب تھے۔ خلیفہ مطیع عباسی نے ۳۵۹ھ میں وزیر بنایا۔ ایک سال اور چالیس دن بعد معزول ہوئے اور قید کر دیئے گئے۔ تاریخ وفات ۳۷۰ھ ہے۔

marfat.com

ہوئی تو میں نے کہا: اے امیر المومنین! جبل کا قاضی بہت ہی بہترین قاضی ہے یہ ہم پر عدل کرتا رہا۔ اور ایسی ہی اپنی بہت سی تعریف کی۔ قاضی ابو یوسف نے میری طرف دیکھ کر سر جھکا لیا اور ہنسنے لگے۔ یہ دیکھ کر ہارون نے پوچھا کہ آپ کیوں ہنسے؟ تو قاضی ابو یوسف نے کہا کہ یہی تو قاضی ہے جو اپنی تعریف کر رہا ہے ہارون اتنا ہنسے کہ اپنے پیروں سے مٹی کرید نے لگے اور کہنے لگے کہ یہ شیخ بیوقوف اور نیچ قوم کا ہے اسے معزول کر دو۔ چنانچہ ابو یوسف نے فوراً مجھے معزول کر دیا۔

علی بن ہشام کہتے ہیں کہ حجاج نے ایک شامی شخص کو بصرہ کا قاضی مقرر کیا اس کو ابو حمیر کہا جاتا تھا۔ جمعہ کا دن تھا وہ جمعہ کی نماز پڑھنے جا رہا تھا کہ راستے میں ایک عراقی سے ملاقات ہوگئی۔ عراقی نے پوچھا۔ ابو حمیر! کہاں جا رہے ہو؟ کہنے لگا کہ جمعہ پڑھنے۔ عراقی نے کہا کہ کیا آپ کو معلوم نہیں کہ امیر المؤمنین نے جمعہ مؤخر کر دیا ہے۔ یہ سن کر وہ گھر واپس لوٹ گیا۔ جب دوسرے دن حجاج سے ملاقات ہوئی تو حجاج نے پوچھا ابو حمیر آپ کہاں تھے؟ ہمارے ساتھ جمعہ کی نماز میں شریک نہیں ہوئے؟ تو کہنے لگا کہ مجھے راستے میں ایک عراقی ملا تھا اس نے کہا کہ امیر المؤمنین نے جمعہ مؤخر کر دیا ہے تو میں واپس چلا گیا۔ یہ سن کر حجاج ہنسا اور کہنے لگا۔ اے ابو حمیر! تجھے یہ معلوم نہیں کہ جمعہ کا دن مؤخر نہیں ہو سکتا۔

حیان بن حسان کو فارس کے علاقے کرمان کا قاضی مقرر کیا گیا تو اس نے انہیں یوں خطبہ دیا۔ اے کرمانیو! کیا تم عثمان بن زیاد کو جانتے ہو وہ میرے چچا اور میری والدہ کے بھائی ہیں۔ لوگوں نے کہا کہ تب تو وہ آپ کے ماموں ہوئے۔

ابن خلف کہتے ہیں کہ عبدان کے قاضی کے چہرے پر کثرت سے مکھیاں گرنے لگیں تو قاضی نے کہا کہ اللہ تمہاری قبریں زیادہ کرے۔

ابن خلف کہتے ہیں کہ ایک راوی نے بیان کیا کہ دو آدمی حران کے قاضی ابو العطوف کے پاس گئے ایک نے کہا کہ اللہ تعالیٰ قاضی کو تندرست رکھے۔ اس شخص نے میرا مرغا ذبح کیا ہے اس سے میرا حق وصول کیا جائے۔ یہ سن کر قاضی نے دونوں سے کہا کہ تم پولیس افسر کے پاس جاؤ اس لئے کہ خون کا فیصلہ وہ کرتے ہیں۔

marfat.com

اور حدیث مبارکہ میں کوئی معروف حکم نہیں ہے۔اس بارے میں آپ حضرات کی کیا رائے ہے؟ سب نے جواب دیا کہ آپ کا جو فیصلہ ہو وہی ہمارا فیصلہ ہے۔قاضی نے کہا کہ میرا تو یہ خیال ہے کہ میں قرآن کے اوراق تین دفعہ آپس میں ملاؤں اور کھولوں اور اس میں جو حکم نکلے اس پر عمل کروں فقہا نے کہا کہ درست ہے۔جب قاضی نے قرآن کریم کے اوراق تین بار ملا کر کھولے تو کرنا ایسا ہوا کہ ہر بار یہی آیت نکلی "سنسمہٗ علی الخرطوم" "ہم عنقریب اس کی ناک پر داغ لگا دیں گے۔(القلم آیت ۱۶) تو قاضی نے اس آدمی کی یعنی مجرم کی ناک کاٹ کرا سے چھوڑ دیا۔

ہمیں یہ بات پہنچی ہے کہ ایک آدمی نے ایک دوسرے آدمی کو قاضی کی مجلس میں حاضر کر کے اس پر تیس دینار کا دعویٰ کیا اور ایک گواہ بھی پیش کیا۔تو قاضی نے مدعا علیہ سے کہا کہ ابھی اسے پندرہ دینار دے دو یہاں تک کہ دوسرا گواہ پیش کر دے تو باقی پندرہ دے دینا۔

ہمارے دوستوں میں سے ایک فقیہہ نے بیان کیا کہ میرے پاس قاضی کا ایک امین حاضر ہوا اور مجھ سے میراث کے ایسے حصے کے متعلق پوچھا جس میں سدس تھا۔ کہنے لگا سدس کے کیا معنی ہیں؟ میں نے کہا کہ دینار کے تین قیراط اور ایک حبہ یا چھ حصوں میں سے ایک حصہ سدس کہلاتا ہے۔ کہنے لگا کہ یہ میرے لئے لکھ دو تا کہ میں اسے اچھی طرح جان لوں تو میں نے کہا قسم بخدا! میں تیرے لئے تو یہ بالکل نہیں لکھوں گا۔

حاشیہ جات

1- ابو دلامہ: ان کا نام زند بن جون الاسدی ہے۔اہل ظرافت میں سے فطری شاعر تھا۔ بہت موٹا اور سیاہ رنگ والا تھا۔اس کا والد بنو اسد قبیلے کے ایک آدمی کا غلام تھا پھر آزاد ہو گیا۔ابو دلامہ نے کوفہ میں پرورش پائی اور بنی عباس کے خلفاء کے ساتھ رہا اور ان کے قصائد اور مدح لکھی۔خلفاء بنو عباس اس پر بہت زیادہ عطیات نچھاور کرتے تھے۔تاریخ وفات ۱۶۲ھ ہے۔

2- تاہرت: جمہوریہ الجزائر کا شہر ہے۔قدیم تاہرت شہر کی بنیادوں پر جدید خطوط پر تعمیر کیا گیا۔ابو عبید البکری کہتے ہیں کہ تاہرت شہر کے چار دروازے ہیں اور یہ جزول پہاڑ کے دامن میں ہے اور مینہ نامی نہر کے کنارے واقع ہے۔

marfat.com

ذمے تو دروازے کا پہرہ ہے اور کوا تو دروازے سے داخل ہی نہیں ہوا۔ پھر یہ میرا جرم کیسے شمار ہوسکتا ہے اور میرے اندر اتنی طاقت کہاں کہ اسے چیخنے سے منع کر دوں۔ یہ سن کر کاتب نے کہا کہ گردن ادھر کرو اور پھر اس کی گدّی پر لگاتار مارتا رہا حتی کہ میں نے اس کی سفارش کر کے اسے چھڑوادیا۔

ابو علی نمیری کہتے ہیں کہ ہم نے شوال کا چاند دیکھا اور پھر سوار بن عبد اللہ کی طرف آئے تاکہ چاند دیکھنے کی شہادت دے سکیں۔ اس کے دربان نے ہمیں دیکھ کر کہا کہ تم سب پاگل ہو؟ ابھی تک تو امیر نے خضاب بھی نہیں لگایا اور نہ ہی کوئی تیاری کی ہے۔ اگر اس نے تمہیں دیکھ لیا تو وہ تمہیں دوسو کوڑے ماریں گے۔ اس لئے چلے جاؤ۔ چنانچہ ہم سب واپس لوٹ گئے اور لوگوں نے عید کے دن بھی روزہ رکھا۔

ابو بکر نقاش کہتے ہیں کہ قاضی عبد اللہ بن مسعود سے پوچھا گیا کہ کیا آپ پاکدامن اور متقی احمق شخص کی شہادت جائز قرار دیتے ہیں؟ تو فرمایا: نہیں اور میں ابھی تمہیں دکھاتا ہوں پھر کہا: اے لڑکے! میرے دربان ابو الورد کو بلاؤ۔ یہ دربان احمق تھا جب وہ آیا تو قاضی صاحب نے اس سے کہا کہ ذرا باہر جا کر ہوا دیکھ کر آؤ۔ وہ نکلا اور پھر واپس آ کر کہنے لگا کہ شمالی ہوا چل رہی ہے جس میں جنوبی ہوا بھی ملی ہوئی ہے۔ قاضی نے سائلین سے پوچھا کہ اب تمہارا کیا خیال ہے کیا میں اس جیسے آدمی کی شہادت جائز قرار دوں۔ ابن قتیبہ نے بھی اسی طرح کی حکایت بیان کی ہے۔

ابو احمد حارثی کہتے ہیں کہ میں دیلم کے ایک کاتب کے ساتھ رہتا تھا۔ ایک مرتبہ اس نے یوں قسم اٹھائی۔ اس اللہ تعالیٰ کی قسم جس کے سوا کوئی معبود نہیں اور کہا کہ میں نے اس سے طلاق اور عتاق (آزادی) مراد لی ہے۔

اسی کاتب نے ایک مرتبہ میری موجودگی میں قربانی کے جانوروں کی فہرست تیار کی وہ انہیں اپنے ساتھی کے گھر میں علیحدہ علیحدہ کرنا چاہتا تھا اس وقت عید الاضحیٰ بھی قریب تھی۔ اس نے لکھا کہ بیل قائد ہے اور اس کی بیوی گائے ہے اس کا بیٹا مینڈھا ہے اور بیٹی دنبی ہے اور کاتب بکرا ہے۔ میں نے کہا۔ محترم! کیا یہ سب آپ کو روح الامین سے الہام ہوا ہے۔

marfat.com

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم 0

میں آپکی رحمت سے آپ پر قربان ہوا۔ قطربل شہر کی پولیس میرے غلام پر زیادہ طاقتور ہے۔ انہوں نے برتن کو ٹکڑے ٹکڑے کر کے اس کو پچاس رطل سے مارا ہے۔ اب آپ کی مرضی ہے اللہ تعالیٰ تجھے گدھے چرانے میں عزّت دے۔ انشاء اللہ مصیبت زدہ۔

ایک کاتب نے حکیم کی طرف یوں لکھا:

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم 0

اے یوحنا! تیرا ستیاناس ہو۔ میں تجھ سے فائدہ اٹھاؤں۔ میں نے پچاس نشست دوائی پی لی ہے آنتوں اور پیٹ میں مروڑ سے میرا سر اور آنکھیں سوج گئی ہیں۔ بلا تاخیر میرے پاس حاضر ہو جاؤ۔ عنقریب تجھے معلوم ہو گا کہ میں مر جاؤں گا اور تو میرے بغیر زندہ رہے گا۔ انشاء اللہ ہمیشہ کا بیمار۔

حجاج بن ہارون کاتب نے حنین نصرانی کے سامنے اپنی بیماری کا ذکر کیا تو حنین نے اسے دوپہر کا کھانا مؤخر کرنے اور رات کو اپنی بتائی ہوئی دوائی کھانے کا حکم دیا۔ صبح کو حجاج نے اس کی طرف لکھا:

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم 0

میں تم پر اپنی نعمت پوری کر رہا ہوں میں نے دوائی پی لی ہے اور تھوڑا سا روٹی کا ٹکڑا کھا لیا ہے اب میں پیٹ کے مروڑ کی وجہ سے چقندر کی طرح سرخ ہو رہا ہوں اب میرے پیٹ کے انکار کے مطابق آپ کی جو رائے ہو۔ انشاء اللہ میں بیمار ہو ہی گیا۔

ایک کاتب نے اپنے دوست کی طرف لکھا:

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم 0

اللہ تعالیٰ مجھے آپ پر قربان کرے اگر مجھے وہ بیماری نہ ہوتی جسے میں بھول چکا ہوں تو میں بذات خود آ کر آپ کو پہچان لیتا۔ والسلام۔

متوکّل نے محمد بن عبد اللہ کی طرف چیتے کا مطالبہ کرتے ہوئے خط لکھا تو محمد بن عبد اللہ نے جواب دیا میں لکھا کہ آپ نے لا الہ الّا اللہ و صلّی اللہ علی سیّدنا محمد کے مقام سے نجات پائی جو کچھ بھی آپ نے مانگا ہے ایک درہم کے چھٹے حصّے کے برابر بھی

marfat.com

پندرہواں باب:

بیوقوف مؤذنوں کا بیان

ابوبکر نقاش کہتے ہیں کہ ایک دیہاتی نے ایک مؤذن کو یوں اذان دیتے ہوئے سنا۔ اشھد انّ محمداً رسولَ اللّٰہ۔ یعنی ''رسول'' کو منصوب پڑا۔ تو اعرابی نے کہا: بدبخت! یہ کیا کہہ رہا ہے۔

محمد بن خلف کہتے ہیں کہ ایک مؤذن سے کہا گیا کہ آپ کی اذان کی آواز سنائی نہیں دیتی اگر آپ اونچی آواز میں اذان دیں تو بہتر ہوگا۔ تو مؤذن کہنے لگا کہ میں ایک میل کی مسافت سے اپنی آواز سنوا سکتا ہوں۔

ایک شخص نے بیان کیا ہے کہ میں نے ایک مؤذن کو دیکھا۔ اس نے اذان دی اور پھر چل پڑا۔ میں نے اس سے پوچھا کہ کہاں جارہے ہو؟ کہنے لگا کہ میں یہ دیکھنا چاہتا ہوں کہ میری آواز کہاں تک پہنچی ہے۔

ایک مؤذن نے اذان دی تو اس سے کہا گیا کہ تیری آواز کتنی پیاری ہے؟ تو اس نے کہا کہ میری والدہ مجھے بچپن میں بلادت یعنی بیوقوفی کھلایا کرتی تھی حالانکہ وہ بلادر کہنا چاہ رہا تھا۔

شریح بن یزید کہتے ہیں کہ سعید بن سنان مہدی حمص کی جامع مسجد میں مؤذن تھے۔ بہت نیک شخص تھے رمضان المبارک میں لوگوں کو سحری کیلئے جگاتے تھے۔ سحری کا اعلان یوں کیا کرتے تھے۔ اے لوگو! اپنے گوشت کی ہانڈیوں کو تیز کردو کھانے میں جلدی کرو اس سے پہلے کہ میں اذان دوں۔ ورنہ اللہ تمہارے چہرے سیاہ کردے گا اور تم لوگ بہت بری بیماری میں مبتلا ہو جاؤ گے۔

marfat.com

تو اعمش نے کہا کہ میں تیری طرف انہی خاشعین کا قاصد ہوں کہ تو نہایت ہی سخت ہے۔

مدائنی بیان کرتے ہیں کہ امام نے "ولا الضّالین" میں ضاد کی بجائے ظاء پڑھا۔ پیچھے سے ایک آدمی نے اس کی پشت پر تھپڑ مارا۔ اس نے کہا "آہ ضھری" ہائے میری پیٹھ۔ (یعنی ظھری کی بجائے ضھری کہا) تو اس آدمی نے کہا: اے فلانے! ظھرک یعنی اپنی پیٹھ کا ضاد لے کر "ظالین" میں لگا دو تو بچ جاؤ گے اور یہ لقمہ دینے والا آدمی لمبی داڑھی والا تھا۔

جاحظ کہتے ہیں کہ ابوالعنبس[3] نے مجھے بتایا کہ ایک لمبی داڑھی والا احمق آدمی ہمارا پڑوسی تھا وہ محلّے کی مسجد میں قیام کرتا۔ اذان دیتا اور نماز پڑھاتا تھا۔ وہ اکثر لمبی سورتوں سے نماز پڑھایا کرتا تھا۔ ایک رات اس نے عشاء کی نماز پڑھائی تو بہت لمبی قرأت کی تو لوگ اس سے تنگ آ گئے اور اسے کہا کہ ہماری مسجد سے نکل جاؤ ہم تمہاری جگہ کسی اور کو امام بنائیں گے اس لئے کہ تم نماز بہت لمبی پڑھاتے ہو حالانکہ مقتدیوں میں کمزور اور حاجتمند بھی ہوتے ہیں۔ تو اس نے کہا کہ میں آج کے بعد کبھی بھی لمبی نماز نہ پڑھاؤں گا تو مقتدیوں نے اسے چھوڑ دیا اور امام بنائے رکھا۔ دوسرے دن جب وہ نماز پڑھانے لگا تو الحمد شریف پڑھنے کے بعد کافی دیر سوچتا رہا کہ کونسی سورت پڑھوں۔ تو مقتدیوں میں سے ایک نے چیخ کر کہا کہ تمہارا سورۂ عبس کے متعلق کیا خیال ہے؟ تو کوئی نہیں بولا سوائے ایک شیخ کے جو کہ کم عقل اور لمبی داڑھی والا تھا۔ اس نے کہا کہ اس امام کو سر کے بل الٹا لٹکا کر کہو کہ یہی سورت پڑھے۔

ایک امام نے دوران نماز یہ آیت تلاوت کی "و واعدنا موسی ثلاثین لیلة و اتممناها بعشر فتمّ ربّه خمسین لیلة"۔[4] (سورۂ اعراف آیت ۱۴۲)

"اور ہم نے موسیٰ سے تیس راتوں کا وعدہ کیا اور انہیں دس راتوں سے ملا کر مکمل کیا تو اس طرح ان کے پروردگار کا وقت پچاس راتوں میں مکمل ہوا"۔

یہ سن کر ایک آدمی نے اسے پیچھے سے کھینچ کر کہا کہ نہ تجھے صحیح پڑھنا آتا ہے اور نہ ہی تو حساب کرنا جانتا ہے۔

ایک امام نماز پڑھانے لگا۔ الحمد شریف پڑھنے کے بعد سورۂ یوسف شروع کی تو لوگ اسے چھوڑ کر جانے لگے۔ جب اسے محسوس ہوا تو کہنے لگا سبحان اللہ! "قل ھو اللہ احد" تو

marfat.com

ستر ہواں باب:

بیوقوف دیہاتیوں کا بیان

ابوعثمان مازنیؒ کہتے ہیں کہ ایک دیہاتی آدمی بصرہ میں اپنے رشتے داروں کے پاس گیا انہوں نے اسے قمیض بنوانے کیلئے کپڑا دیا۔ اس نے وہ کپڑا درزی کو دیا۔ درزی نے کپڑا ناپ کر کاٹنا شروع کر دیا۔ دیہاتی نے درزی سے کہا تو نے میرا کپڑا پھاڑا کیوں؟ درزی نے کہا کہ کاٹے بغیر اس سے قمیض نہیں بن سکتی۔ اس وقت دیہاتی کے پاس ایک سخت ڈنڈا تھا اس سے درزی کو مار مار کر زخمی کر دیا درزی نے کپڑا پھینکا اور بھاگ پڑا۔ دیہاتی نے یہ اشعار پڑھتے ہوئے اس کا پیچھا کیا۔

ما ان رأیت و لا سمعت بمثله فیما مضی من سالف الاحقاب
من فعل علج جئته لیخیط لی ثوبا فخرّقه کفعل مصاب
فعلوته بهراوة کانت معی فسعی و ادبر هاربا للباب
أیشقّ ثوبی ثم یقعد آمنا کلا و منزل سورة الاحزاب

''نہ ہی میں نے دیکھا اور نہ ہی اس عجمی کا فر جیسا فعل گزشتہ زمانے میں کسی کو کرتے سنا جس کے پاس میں کپڑا سینے کیلئے لایا تو اس نے اسے پاگل آدمی کی طرح پھاڑ دیا۔ میں سخت ڈنڈے کے ذریعے اس پر غالب آ گیا جو ڈنڈا میرے ہاتھوں میں تھا تو وہ دوڑتے ہوئے دروازے کی طرف بھاگا۔ کیا وہ میرا کپڑا پھاڑ کر امن سے بیٹھ سکتا ہے۔ سورۂ احزاب نازل کرنے والے کی قسم ایسا ہرگز نہیں ہوسکتا''۔

اصمعیؒ فرماتے ہیں کہ میں ایک دیہاتی آدمی کے پاس سے گزرا جو کہ نماز پڑھ رہا تھا میں بھی اس کے ساتھ نماز میں شریک ہوگیا تو اس نے یوں پڑھنا شروع کیا۔ ''و الشمس و ضحها و القمر اذا تلها کلمة بلغت منتهها لن یدخل النار و لن یراها و رجل نهی

خانہ کعبہ کے پردوں سے چمٹ گیا اور یہ کہنے لگا "اللّٰھمّ اغفرلی قبل ان یذھمک الناس" یعنی اے اللہ رب العزّت! اس سے پہلے کہ لوگ آپ پر ٹوٹ پڑیں اور رش ہو جائے مجھے بخش دے۔

ابوزناد[۳] بیان کرتے ہیں کہ ایک دیہاتی آدمی مدینہ منورہ میں آکر فقہاء کرام کی مجلس میں بیٹھ گیا پھر ان کو چھوڑ کر نحویوں کی مجلس میں چلا گیا تو نحویوں سے سنا کہ وہ کہہ رہے تھے یہ معرفہ ہے یہ نکرہ ہے۔ تو اس دیہاتی نے کہا اے اللہ کے دشمنو! اے زندیقو! یہ کیا کہہ رہے ہو۔

علاء بن سعید کہتے ہیں کہ طائی قبیلہ کے دو میاں بیوی دھوپ میں بیٹھ کر باتیں کر رہے تھے۔ بیوی کہنے لگی کہ خدا کی قسم! اگر کل قبیلے والوں نے کوچ کیا تو میں ان کے باقی رہ جانے والے کپڑے اون جمع کروں گی اور پھر اسے دھن کر دھوؤں گی پھر کات لوں گی اور پھر اسے کسی شہر میں فروخت کر کے اس کی قیمت سے جوان اونٹ خریدوں گی اور پھر قبیلے والوں کے ساتھ کوچ کروں گی۔ یہ سن کر اس کا خاوند کہنے لگ اچھا! تم مجھے اور میرے بیٹے کو اس کھلے میدان میں اکیلا چھوڑ دو گی۔ بیوی نے کہا۔ جی ہاں! قسم بخدا! تو شوہر نے کہا کہ ایسا ہرگز نہیں ہوسکتا۔ بات آگے بڑھتی رہی حتی کہ شوہر اسے مارنے کو اٹھ کھڑا ہوا۔ ادھر سے اس عورت کی ماں چیخ کر کہنے لگی۔ تمہیں کیا ہوا ہے۔ تم تو میری بیٹی کا رزق چھینتے ہو جو اللہ تعالیٰ نے دیا ہے۔ اس بحث سے سارا قبیلہ جمع ہو گیا۔ انہوں نے پوچھا کہ بات کیا ہے؟ تو ان میاں بیوی نے پورا قصہ بتا دیا۔ تو قبیلے والوں نے کہا کہ ڈوب مرو۔ ابھی تک قوم نے کوچ بھی نہیں کیا اور تم نے اس سے پہلے ہی جھگڑا شروع کر دیا۔

اصمعی فرماتے ہیں کہ کچھ قریشی آدمی اپنی زمینوں کی طرف گئے ان کے ساتھ بنی غفار قبیلے کا ایک شخص بھی گیا۔ راستے میں ایسی تیز آندھی چلی کہ وہ زندگی سے مایوس ہو گئے لیکن آخر کار صحیح سلامت وہاں سے واپس آگئے تو ہر آدمی نے بطورِ شکرانہ ایک ایک غلام آزاد کیا تو بنی غفار قبیلے کے آدمی نے کہا: اے اللہ! میرے پاس غلام تو نہیں ہے کہ جسے میں آزاد کردوں لیکن تیری رضا کیلئے میں اپنی بیوی کو تین طلاقیں دیتا ہوں۔

ایک دیہاتی آدمی سونے کی کان میں کام کرتا لیکن اسے سونے میں سے کچھ بھی نہ ملا تو

marfat.com

ٹھنڈے پانی کو استعمال کرنے کی طاقت نہیں رکھتا اور میرے پاؤں گھٹنوں کو اٹھانے کی طاقت نہیں رکھتے۔ لیکن اے میرے رب! میں بہت کوشش سے اور محنت سے نماز ادا کر رہا ہوں اور اگر زندہ رہا تو موسم گرما کی ابتداء میں اس کی قضا کروں گا۔ اگر میں نے قضا نہ کی تو اے میرے پروردگار! میری گدّی پکڑنے اور داڑھی نوچنے کا فیصلہ آپکے اختیار میں ہے''۔

ایک دیہاتی کو گیدڑ نے کاٹ لیا تو دَم کرنے والے نے اس سے پوچھا کہ کس چیز نے کاٹا ہے؟ تو کہنے لگا کہ کتے نے کاٹا ہے اور شرم کی وجہ سے گیدڑ کا نام نہیں لیا۔ جب اس نے دم کرنا شروع کیا تو کہنے لگا کہ اس کے ساتھ گیدڑ کا دم بھی ملا لو۔

ایک دیہاتی نے کہا کہ ہمارا ایک کھجور کا درخت تھا اگر تم اس کی ایک کھجور منہ میں رکھ لیتے تو اس کی مٹھاس تمہارے ٹخنے تک پہنچ جاتی۔

ایک امام نے اپنی نماز میں یہ پڑھنا شروع کیا: ''انّا ارسلنا نوحا الی قومه'' اس سے آگے پھنس گیا۔ مقتدیوں میں سے ایک دیہاتی آدمی تھا وہ کہنے لگا کہ اگر نوح نہیں جاتا تو کسی اور کو بھیج دو اور ہماری جان چھڑاؤ۔

ایک دیہاتی یوں دعا مانگ رہا تھا ''اللّٰهم اغفرلی وحدی'' یعنی اے اللہ! مجھ اکیلے کو بخش دے۔ کسی نے اسے کہا کہ اگر آپ عام طریقے سے سب کیلئے دعا مانگیں تو اچھا ہے کیونکہ اللہ تعالیٰ کی مغفرت تو بہت وسیع ہے۔ تو دیہاتی کہنے لگا کہ مجھے اپنے رب تعالیٰ پر بوجھ ڈالنا گوارہ نہیں۔

مروی ہے کہ محمد بن علی علیہ السلام نے طواف میں ایک دیہاتی کو دیکھا جس کے کپڑے بوسیدہ تھے اور وہ گھبرایا ہوا کعبہ کی طرف دیکھ رہا تھا اور کچھ کرتا نہیں تھا۔ پھر کعبہ کے قریب ہو کر پردوں سے چمٹ گیا اور سر کو آسمان کی طرف اٹھا کر یوں کہنے لگا:

أما تستحی منّی و قد قمت شاخصا ... انـا جیك یـا ربّـی و أنـت علیـم
فـان تـکسنی یـا ربّ خفـا و فـروة ... اصـلـی صـلاتـی دائـمـا و اصـوم
و ان تکن الاخریٰ علی حال أری ... فمن ذا علی ترك الصلاة یلوم

marfat.com

کے ساتھ کر دیں گے۔تو دیہاتی درمیانی صف میں چلا گیا۔لیکن جب امام نے یہ آیت پڑھی "کذالك نفعل بالمجرمین"۔[1] یعنی اسی طرح ہم مجرموں سے بھی سلوک کریں گے۔تو دیہاتی وہاں سے بھاگ نکلا اور وہ یہ کہہ رہا تھا کہ میں نے اپنے علاوہ کسی کو قصوروار نہیں دیکھا یہ سارا چکر میرے لئے ہی ہے۔

ایک دیہاتی نے امام کے پیچھے فجر کی نماز پڑھی تو امام نے سورۂ بقرہ پڑھنی شروع کر دی۔دیہاتی کو بہت جلدی تھی اور اس سے اس کا مقصد فوت ہوا جا رہا تھا۔جب دوسرے دن دیہاتی فجر کی نماز میں شریک ہوا تو امام نے سورۂ الفیل پڑھنی شروع کر دی تو دیہاتی نے نماز توڑ دی اور یہ کہتا ہوا واپس جانے لگا کہ کل تو نے سورۂ بقرہ پڑھی تو آدھے دن تک فارغ نہیں ہوئے اور آج تو نے سورۂ فیل پڑھنی شروع کر دی ہے مشکل سے تو آدھی رات تک اس سے فارغ ہو گا (یعنی اس نے یہ سمجھا کہ فیل (ہاتھی) تو بقرہ (گائے) سے بڑا ہے لہٰذا آدھی رات تک ہی فارغ ہو گا)

ایک دیہاتی نماز پڑھ رہا تھا تو اسی دوران لوگ اس کی نیکی اور تقویٰ کی تعریف کرنے لگے تو اس نے نماز توڑ دی اور کہنے لگا کہ اس کے ساتھ ساتھ میں روزے بھی رکھتا ہوں۔

کچھ لوگ نماز تہجد کے متعلق بحث کر رہے تھے ان کے پاس ایک دیہاتی آدمی بھی موجود تھا۔لوگوں نے اس سے پوچھا کہ کیا آپ رات کو اٹھتے ہیں؟ دیہاتی نے کہا: جی ہاں! خدا کی قسم۔لوگ پوچھنے لگے کہ اٹھ کر کیا کرتے ہو؟ کہنے لگا پیشاب کر کے پھر سو جاتا ہوں۔

اسحاق موصلی کہتے ہیں کہ قبیلہ نزار اور یمن کے کچھ لوگوں نے دور جاہلیت کے کچھ بتوں کا تذکرہ چھیڑا تو ایک ازدی آدمی نے ان سے کہا کہ میرے پاس وہ پتھر موجود ہے جس کی ہماری قوم عبادت کیا کرتی تھی۔انہوں نے پوچھا کہ تم اس سے کیوں امید رکھتے ہو تو وہ کہنے لگا کہ مجھے نہیں معلوم کہ کیا ہو گا۔

ابو عمر زاہد فرماتے ہیں کہ ایک دیہاتی نے دعا مانگی۔اے اللہ! مجھے اپنے والد جیسی موت عطا فرما۔لوگوں نے پوچھا کہ تیرے والد کی موت کیسے واقع ہوئی تھی؟ کہنے لگا کہ میرے والد نے بکری کا ایک بچہ کھایا اور ایک مشکیزہ پانی پیا اور دھوپ میں سویا تو اللہ تعالیٰ

marfat.com

اٹھارہواں باب:

اپنے آپ کو فصاحت اور اعراب میں ماہر ظاہر کرنے والے مغفلین کا بیان

ابوزید انصاری[1] کہتے ہیں کہ میں بغداد میں تھا تو میں نے بصرہ جانے کا ارادہ کیا تو میں نے اپنے بھتیجے سے کہا کہ میرے لئے کرایہ پر سواری تلاش کرو۔ اس نے اس طرح پکارنا شروع کیا: "یا معشر الملّاحون" اے کشتی والو۔ میں نے کہا بد بخت! یہ کیا کہہ رہے ہو؟ یعنی قاعدہ کے مطابق "یا معشر الملاحین" کہنا چاہئے تھا۔ اس نے کہا کہ میں نصب سے بغض رکھتا ہوں (یعنی "ملاحون" کو حالت نصیب میں نہیں پڑھتا) حالانکہ یہ بھی اس کی بیوقوفی ہی تھی۔ کیونکہ "ملاحون" اس جگہ حالت جری میں ہے۔

ابو طاہر بیان کرتے ہیں کہ ابوصفوان[2] حمام میں داخل ہوا تو وہاں ایک آدمی اپنے بیٹے سمیت موجود تھا اس نے خالد (ابوصفوان) کو اپنا زور بیان اور فصاحت دکھانے کیلئے اپنے بیٹے سے کہا "یابنیّ ابدأ بیداك و رجلاك" (حالانکہ بیدیك و رجلیك کہنا چاہئے تھا) پھر خالد کی طرف متوجہ ہو کر کہنے لگا۔ اے ابوصفوان! اس طرح فصیح کلام کرنے والے دنیا سے چلے گئے ہیں۔ ابوصفوان نے کہا ایسا غلط کلام کرنے والا ابھی تک اللہ تعالیٰ نے پیدا ہی نہیں کیا۔

ابو العینا عطوی شاعر سے نقل کر کے فرماتے ہیں کہ وہ ہمارے پاس بصرہ میں ایک قریب المرگ شخص کے پاس آئے وہاں ایک آدمی نے مرنے والے سے کہا۔ اے فلاں! اس طرح کہو: "لَا اِلٰـہَ اِلَّا اللّٰہُ" اور اگر چاہو تو یوں کہو: "لَا اِلٰـہَ اِلَّا اللّٰہَ" (یعنی لفظ اللہ مفتوح پڑھو) البتہ پہلی صورت یعنی لفظ اللہ کو مرفوع پڑھنا امام سیبویہ کے نزدیک زیادہ اچھا ہے۔ یہ سن کر ابو العیناء نے کہا کہ تم نے اس کنجری کی اولاد کی باتیں سنیں کہ نزع کی حالت میں

marfat.com

میرے داماد نے مجھ پر ظلم کیا ہے) تو خلیفہ ولید نے کہا کہ "من ختنك؟ (یعنی تیرا داماد کون ہے؟ لیکن وہ یہ سمجھا کہ خلیفہ کہہ رہے ہیں کہ تیرا ختنہ کس نے کیا) یہ سن کر دیہاتی نے سر جھکا لیا اور کہا میں امیر المومنین سے اس کا مطالبہ نہیں کر رہا ہوں ۔ چنانچہ پھر عمر بن عبد العزیز نے کہا کہ امیر المؤمنین یہ کہنا چاہتے ہیں کہ "من ختنُك" تیرا داماد کون ہے؟ تو اس نے اپنے پاس کھڑے ہوئے ایک شخص کی طرف اشارہ کیا۔

ابو معمر اپنے والد سے نقل کرتے ہوئے کہتے ہیں کہ ایک ہاشمی کوفہ کا امیر تھا وہ کلام میں بہت زیادہ غلطی کرتا تھا۔ اس نے اپنے گھر کی توسیع کیلئے پڑوسیوں کے چند گھر خریدے۔ تو پڑوسی جمع ہو کر اس کے پاس آئے اور گزارش کی کہ ابھی سردی کا موسم ہے اگر آپ مناسب سمجھیں تو ہمیں گرمی آنے تک مہلت دیں گرمیوں میں ہم گھر خالی کر دیں گے۔ تو امیر نے کہا "لسنا بخارجیکم" حالانکہ کہنا یہ چاہ رہا تھا کہ "لسنا بمخرجکم" یعنی ہم ابھی آپ لوگوں کو نہیں نکالیں گے۔

میمون بن ہارون[9] نے بیان کیا کہ ایک آدمی نے اپنے دوست سے پوچھا "ما فعل فلان بِحِمَارِهِ" (یعنی فلاں آدمی نے اپنے گدھے کا کیا کیا) تو اس نے جواب دیا "بَاعِهِ" (یعنی بیچ دیا لیکن فعل غلط ہے) اس آدمی نے کہا کہ "بَاعِهِ نہیں بلکہ "بَاعَهُ" ہے۔ تو اس دوست نے کہا کہ پھر تو نے "بِحِمَارِهِ" کیوں کہا؟ تو اس نے جواب دیا کہ اس وجہ سے کہ با آخری حرف کو جر دیتی ہے۔ تو اس نے کہا کہ عجیب بات ہے آپ کی با تو جر دے اور میری با رفع دے۔

سعید بن احمد کہتے ہیں کہ ایک دن مجھے محمد بن احمد بن خصیب نے بلایا۔ میں وہاں جا کر کچھ دیر اس کے پاس ٹھہرا۔ اس نے اپنے بیٹے سے کہا: "یا عبد الله! اخدم عماك"۔ یعنی عبد اللہ! اپنے چچا کی خدمت کرو۔ تو اس نے کہا کہ "اخدم عمّی" میں اپنے چچا کی خدمت کرتا ہوں ۔ حاضرین نے کہا کہ اس نے تجھے کہا ہے کہ اپنے چچا کی خدمت کر اور تو غلطی کر رہا ہے۔ میں نے اس سے کہا قربان جاؤں ۔ آپ تو نحو میں بہت ماہر ہیں ۔ آخر اس بچے کی بولی کس نے بگاڑ کر رکھ دی ہے۔ تو کہنے لگا کہ اس کی ماں کی وجہ سے ہے۔ (حالانکہ

marfat.com

ہم نے اپنے شیخ ابو بکر محمد بن عبد الباقی البزار[10] سے سنا۔ فرمایا:

ایک آدمی نے دوسرے سے کہا کہ میں نحو سے واقف ہو چکا ہوں البتہ یہ لوگ جو ابو فلان، ابا فلان اور ابی فلان کہتے ہیں یہ میری سمجھ میں نہیں آتا۔ دوسرے آدمی نے کہا کہ نحو میں سب سے آسان چیز ہی یہی ہے وہ اس طرح کہ عظیم مرتبے والے انسان کیلئے لوگ "ابا فلان" درمیانے مرتبے والے کیلئے "ابو فلان" جبکہ گھٹیا آدمی کیلئے "ابی فلان" استعمال کرتے ہیں۔

اصمعی عیسی بن عمر[11] سے نقل کرتے ہیں کہ ہمارے ہاں گفتگو میں غلطی کرنے والا ایک آدمی تھا اس نے اپنے جیسے ہی ایک آدمی سے ملاقات کی تو اس سے پوچھا کہ آپ کہاں سے تشریف لائے ہیں تو اس نے کہا کہ "من عند اهلونا" گھر والوں کے پاس سے۔ (حالانکہ اہلونا کی بجائے اهلينا ہونا چاہئے تھا) اسے اس کی فصاحت پر بہت حیرانگی ہوئی اور اس پر حسد کرنے لگا اور کہنے لگا کہ مجھے معلوم ہے کہ یہ "اهلون" آپ نے کہاں سے اخذ کیا ہے۔ آپ نے اللہ تعالیٰ کے فرمان عالیشان "شغلتنا اموالنا و اهلونا" سے لیا ہے۔

ابو القاسم حسن فرماتے ہیں کہ ایک آدمی نے لکھا "کتبت من طیس" حالانکہ "طوس" مراد تھا۔ اس سے پوچھا گیا کہ آپ نے طوس کو طیس کیوں لکھا۔ اس نے کہا اس لئے کہ "مِنْ" مابعد کو جر دیتا ہے۔ لوگوں نے جواب میں کہا "من" جارہ ایک حرف کو جر دیتا ہے نہ کہ اس پورے شہر کو جس میں پانچ سو دیہات ہیں۔

ابو الفضل بن مہدی کہتے ہیں کہ مجھ سے ابو محمد ازدی[12] نے کہا کہ علم حاصل کرنے میں ہمیشگی اختیار کرنا مردوں کی زینت کا باعث ہے۔ میں ایک دن ابو سعید سیرانی[13] کی مجلس میں موجود تھا تو جامع منصور کا خطیب عبد الملک بڑی شان وشوکت کیساتھ اسلحہ سے لیس ہو کر آیا لوگ اٹھے اور اس کی بہت تعظیم کی جب وہ بیٹھا تو کہنے لگا کہ مجھے علم نحو کا کچھ حصہ حاصل ہے میں اس میں اضافہ کرنا چاہتا ہوں۔ تو سیبویہ اچھا ہے یا فصیح؟ تو اس کی اس بات سے شیخ اور حاضرین مجلس ہنس پڑے۔ پھر ایک نے کہا: محترم! ذرا یہ تو بتائیے کہ "محبرة" اسم ہے یا فعل ہے یا حرف؟ تھوڑی دیر خاموش رہنے کے بعد بولا کہ یہ حرف ہے۔ جب وہ اٹھ کر جانے لگا

marfat.com

وفات پائی۔

10- ابو بکر محمد بن عبد الباقی بزار: نام محمد بن عبد الباقی بن محمد انصاری کعبی ہے کنیت ابو بکر ہے۔ قاضی مارستان کے نام سے معروف ہیں۔ فرائض و حساب کے عالم ہیں۔ تاریخ وفات ۵۳۵ھ ہے۔

11- عیسیٰ بن عمر: نام عیسیٰ بن عمر ثقفی ابو سلیمان ہے۔ اپنے زمانے کے آئمہ لغت میں سے ہیں اور وہ ہمعصر خلیل نحوی، سیبویہ اور ابن علاء ہیں۔ نحو کو ترتیب دینے والوں میں سے پہلے عیسیٰ بن عمر ہی ہیں۔ تاریخ وفات ۱۴۹ھ ہے۔

12- ابو محمد ازدی: نام عبید اللہ بن محمد بن جعفر ازدی ہے۔ نحوی ہیں۔ ان کی مشہور کتاب "الاختلاف" ہے۔ تاریخ وفات ۳۴۸ھ ہے۔

13- ابو سعید سیرانی: نام حسن بن عبد اللہ بن مرزبان سیرانی ہے کنیت ابو عبد اللہ ہے۔ نحوی اور عالم ادب ہیں معتزلی عقیدہ رکھتے ہیں۔ ان کی تصانیف میں سے مشہور "اخبار النحوبین البصریین" ہے۔ تاریخ وفات ۳۶۸ھ ہے۔

marfat.com

ان شاء تبطلها و تضهلها" یعنی میرا خیال ہے کہ اگر میں آپ سے پوچھوں کہ آپ اس کی شرمگاہ اور اپنے نکاح کے بارے میں بتائیں چاہیں تو آپ اس کا حق باطل کردیں اور اس کا حق تھوڑا تھوڑا ادا کریں گے یہ سن کر اس آدمی نے کہا: خدا کی قسم! مجھے نہیں معلوم کہ یہ کیا کہہ رہا ہے آؤ واپس چلتے ہیں۔

ایسے ہی عیسیٰ بن عمر نے یوسف بن عمر سے کہا جبکہ وہ اسے کوڑے مار رہا تھا "و الله ان کنت الّا ثیا بافی أسیفاط قبضها عشاروك"؟ ابن قتیبہ کہتے ہیں کہ اس طرح کا کلام کرنا برا مانا جاتا تھا جبکہ اس وقت ادب کا چرچا تھا تو اس زمانے کے وقت آپ کا کیا خیال ہے۔

ایک نحوی بیت الخلاء میں گر پڑا تو ایک بھنگی نے چیخ کر اس سے پوچھا۔ کیا تم زندہ ہو؟ نحوی نے کہا: "ابلغ لی سلما و ثیقا و امسکه امسکا رفیقا و لا بأس علّی "یعنی "مضبوط سیڑھی لاؤ اور اسے نرمی سے پکڑو اور میں بالکل ٹھیک ہوں"۔ یہ سن کر بھنگی نے کہا کہ اگر آپ ایک دن بھی ان فضولیات کو چھوڑنے کیلئے تیار ہوتے تو اس کو اسی وقت چھوڑ دیتے جبکہ آپ گلے تک گندگی میں لتھڑے ہوئے ہیں۔

ایک نحوی خربوزہ بیچنے والے کے پاس کھڑے ہو کر کہنے لگا: "بکم تلك و ذانك الفاردة"؟ تو اس نے دائیں بائیں دیکھ کر کہا جناب! معاف کیجئے۔ اس وقت آپ کی گدی پر مارنے کیلئے میرے پاس کوئی چیز نہیں۔

ایک نحوی شیشہ گر کے پاس کھڑا ہوا اور کہا: "بکم هاتان القنینتان اللّتان فیها نکتتان خضر اوتان"؟ یعنی دو کانچ کے برتن جس میں دو سبز داغ ہیں کتنے کے ہیں؟ تو شیشے والے نے جواب دیا: "مدهامّتان فبأیّ الآء ربّکما تکذبان"۔ (الرحمٰن ۶۴، ۶۵)

ابو زید نحوی کہتے ہیں کہ میں قصاب کے پاس کھڑا ہوا۔ اس کے پاس کچھ اوجھڑی تھی تو میں نے کہا: "بکم البطانان"؟ یعنی دو اوجھڑیاں کتنے کی ہیں؟ تو اس نے کہا: "بدرهمان یا ثقیلان" اے دو بوجھل! دو درہموں کی ہیں۔

احمد محمد جوہری کہتے ہیں کہ میں نے ابو زید نحوی کو یہ کہتے سنا کہ میں قصاب کے پاس کھڑا ہوا تو اس نے دو چھوٹی اوجھڑیاں نکال کر لٹکائیں۔ میں نے کہا: "بکم البطنان"؟

marfat.com

کیجئے۔ "خذ حرفقا و سلفقا و سرفقا فزهزقه و زقزقه و اغاسه بماء روث"۔ پھر اس کو لے لینا۔ یہ سن کر ابو علقمہ نے کہا کہ آپ کا نسخہ میری سمجھ میں تو نہیں آیا۔ تو حکیم نے کہا: جیسے تم نے مجھے سمجھایا تھا ایسے ہی میں نے تجھے سمجھا دیا ہے۔

ابو عثمان کہتے ہیں کہ ابو حمزہ ادیب نے کہا کہ ابو علقمہ نحوی کوفہ میں مٹکوں والے بازار میں گیا اور ایک مٹکے فروش کے پاس کھڑے ہو کر کہنے لگا۔

"اجد عندك جرة لا فقداء و لا دباء و لا مطربلة الجوانب و لتكن نجوية خضراء نضراء قد خفّ محملها و أتعبت صانعها قد مسّتها النار بألسنتها ان نقرتها طنت و ان اصابتها الريح رنت"۔

"کیا تمہارے پاس ایسا مٹکا مل سکتا ہے جس میں نہ تو سوراخ ہو اور نہ کھردرا ہو اور نہ ہی اس کے اطراف تنگ ہوں بلکہ سبز اور تازہ ہو جس کا اٹھانا آسان ہو اور اپنے بنانے والے کو خوب تھکا چکا ہو اور آگ میں خوب پکا ہوا ہو اگر میں اسے بجاؤں تو خوب بجے اور جب اس میں ہوا داخل ہو تو خوب کھنکھنائے"۔

یہ سن کر مٹکے والا کچھ دیر تک اس کا منہ تکتا رہا پھر اسے کہنے لگا:

"النطس بكور الجروان أحروجكي و الدقس باني و الطبرلري شك لك بك"۔

پھر مٹکے والے نے چیخ کر کہا:

"يا غلام شرج ثم درب والي الوالي فقرب"۔

"اے لڑکے! اس کے سامنے ڈھیر لگا دو پھر تجربہ کرو اور والی کے قریب کر دو۔ پھر کہنے لگا اے لوگو! ایسی مصیبت میں کون گرفتار ہوگا جس میں ہم گرفتار ہوئے ہیں"۔

اور پھر ثعلب[2] کا یہ شعر پڑھا:

إن شئت ان تصبح بين الورى ما بين شتّام و مغتاب

فكن عبوسا حين تلقاهم و كلّم النّاس باعراب

marfat.com

انیسواں باب:

مغفّل شعراء کے بیان میں

مبرّد رحمۃ اللہ علیہ کہتے ہیں کہ جاحظ نے بیان کیا کہ مجھے ایک بیوقوف نے یہ شعر سنایا:

اِنّ داء الحبّ سقم   لیس یهنیه القرارُ

و نجا من کان لا یعشق   من تلك المخاز

''محبت کی بیماری بہت بڑی بیماری ہے جسے قرار اور سکون سے خوشی نہیں ہوتی تو جو عشق نہیں کرتا وہ ایسی رسوائیوں سے بچ جاتا ہے''۔

تو میں نے یہ شعر سن کر کہا کہ پہلا مصرعہ راء پر ختم ہوا ہے اور دوسرا زاء پر! یہ کیسے ہے؟ تو اس نے کہا کہ نقطہ سے کوئی فرق نہیں پڑے گا آپ نقطہ ہٹالیں۔ میں نے کہا کہ پہلی راء مرفوع ہے اور دوسری مکسور ہے۔ کہنے لگا کہ میں کہہ رہا ہوں نقطہ نہ لگاؤ اور یہ اعراب لگائے جارہا ہے۔

ایک شاعر نے بیان کیا کہ ہم تین شاعر طیہاثا نامی بستی میں اکٹھے ہوئے۔ سب نے مل کر شراب پی۔ پھر ہم نے کہا کہ ہر ایک اس دن کی تعریف میں ایک شعر کہے۔ تو میں نے کہا:

لنا لذید العیش فی طیهاثا

''ہم نے طیہاثا بستی میں لذت کی زندگی گزاری''۔

دوسرے شاعر نے کہا:

لمّا احتثثنا القدح احتثاثا

''جب ہم نے پیالہ منہ سے لگا کر گھونٹ گھونٹ کر کے پیا''۔

تیسرا پھنس گیا۔ جب بات نہ بنی تو کہنے لگا۔

امرأته طالق ثلاثا

''اس کی بیوی کو تین طلاقیں''۔

marfat.com

یہ شعر سن کر محمد بن الحسن نے کہا کہ بیٹے! نہ تو تم غلام کے مستحق ہو اور نہ ہی لونڈی کے۔ بلکہ تیری ماں کو تین طلاقیں۔ اس وجہ سے کہ اس نے تجھ جیسے سپوت کو جنم دیا ہے۔

ابو سجادہ فقیہہ نے ایک شعر کہا کہ

ومنّا الوزیر ومنّا الامیر ومنّا المشیر ومنّا أنا

''یعنی ہم ہی میں سے وزیر اور ہم ہی میں سے امیر ہوتے ہیں۔ اور ہم ہی میں سے شیر ہوتے ہیں اور ہم ہی میں سے میں بھی ہوں''۔

بعض دفعہ زیرک شعراء سے بھی ایسا کلام صادر ہوا ہے جو کہ احمقوں کے مشابہ ہے۔ چنانچہ ایک مرتبہ بحتری شاعر ایک آدمی کے پاس آیا جو کہ اس کی تعریف کر رہا تھا۔ اس نے کہا:

لك الویل من لیل تطاول آخرہ

''تیرے لئے اس رات میں ہلاکت ہو جس کا آخری حصہ لمبا ہوتا ہے''۔

تو بحتری کہنے لگا کہ

لك الویل و الحرب

''تیرے لئے ہلاکت اور جنگ ہو''۔

ایک آدمی نے معن بن زائدہ[4] کی تعریف میں شعر کہا کہ

اتیتك اذلم یبق غیرك جابر

ولا واھب یعطی اللّھا و الرّغائبا

''میں اس وقت تیرے پاس آیا جبکہ تیرے علاوہ کوئی بھی بگڑی بنانے والا یا کمی پوری کرنیوالا نہ رہا اور نہ ہی کوئی ایسا آدمی رہا جو کہ عطا اور بخشش کرنیوالا ہو''۔

یہ سن کر معن نے کہا کہ یہ تو کوئی تعریف نہیں ہے۔ تو نے ایسا کیوں نہ کہا جیسا کہ اخو بنی تیم نے مالک بن مسمع[5] کیلئے کہا تھا۔

قلّدتہ عری الامور نزار قبل ان تملك السراۃ النّحور

''نزار قبیلے والوں نے تلواریں لٹکا کر میدان خالی چھوڑ دیا اس سے پہلے کہ آپ ان کے سینوں پر چڑھ کر ان کے گلے کاٹتے''۔

---

marfat.com

بیسواں باب:

قصّہ گو بیوقوفوں کا بیان

ان میں سے ایک "سیفو یہ" تھے اور یہ حماقت میں ضرب المثل تھے۔

محمد بن عباس بن حیو یہ کہتے ہیں کہ سیفو یہ سے پوچھا گیا کہا آپ نے تو بہت سے محدّثین کا زمانہ پایا ہے۔ آپ حدیث بیان کیوں نہیں کرتے؟ تو کہنے لگا کہ لکھو۔ "حدّثنا شريك عن مغيرة عن ابراهيم بن عبد الله مثله سواء" لوگوں نے پوچھا کہ مثلہ سے کیا مراد ہے؟ کہنے لگا کہ میں نے جیسا سنا تھا ویسا ہی بیان کر دیا۔

ابن خلف کہتے ہیں کہ ایک آدمی شادی سے لوٹ کر آیا۔ سیفو یہ نے اس سے پوچھا۔ شادی میں کیا کچھ کھایا۔ اس آدمی نے مختلف کھانوں کے متعلق بیان کر دیا۔ سیفو یہ کہنے لگا کہ کاش! جو کھانا تیرے پیٹ میں ہے وہ میرے حلق میں ہوتا۔

ابن خلف ہی بیان کرتے ہیں کہ عبدالعزیز قصّہ گو نے کہا کہ کاش اللہ تعالیٰ نے مجھے پیدا نہ کیا ہوتا۔ اور قیامت کانی ہے۔ یہ بات میں نے ابن غیاث سے کہی تو انہوں نے کہا کہ عبدالعزیز نے کتنا ہی برا کہا ہے۔ اس ذات کی قسم! جس کے سوا کوئی معبود نہیں۔ میں تو یہ چاہتا ہوں کہ اللہ تعالیٰ مجھے پیدا ہی نہ کرتا کیونکہ قیامت اندھی، لنگڑی اور اپاہج ہے۔

ابو العباس بن مشروح کہتے ہیں کہ سیفو یہ نے صبح کے وقت گھر کیلئے آٹا خریدا اور شام کے وقت گھر جا کر کھانا مانگا۔ تو گھر والوں نے کہا کہ ہم نے روٹیاں نہیں پکائیں اس لئے کہ لکڑیاں ہی نہیں تھیں۔ تو سیفو یہ کہنے لگا کہ تم خمیری روٹیاں ہی پکاتے ہو۔

ابو منصور ثعالبی نے بیان کیا ہے کہ ایک آدمی نے سیفو یہ سے قرآن کریم میں مذکور لفظ "الغسلین" کے متعلق سوال کیا۔ تو سیفو یہ نے کہا کہ آپ جاننے والے عالم فاضل کے پاس آئے ہیں۔ اس کے متعلّق میں نے ایک حجازی فقیہہ سے پوچھا تھا لیکن اس کے پاس نہ تھوڑی معلومات تھیں نہ زیادہ (لہٰذا مجھے بھی کچھ معلوم نہیں)

marfat.com

کہ اچانک ان کی اپنی انگلی ظاہر ہوگئی تو انہوں نے خود سونے کی انگوٹھی پہن رکھی تھی۔ بیٹی نے کہا کہ خود پہن رکھی ہے اور مجھے منع کر رہے ہیں۔ تو انہوں نے کہا کہ میں ابو ہریرہ کی بیٹی تو نہیں ہوں۔

محمد بن جہم بیان کرتے ہیں کہ میں نے فرّاء کو یہ کہتے ہوئے سنا کہ ہمارے ہاں ایک آدمی تھا جو قرآن کریم کی تفسیر اپنی رائے سے بیان کرتا تھا۔ اس سے پوچھا گیا کہ "أرأیت الّذی یکذّب بالدّین"۔ (الماعون۔ آیت ۱) کا کیا مطلب ہے؟ تو کہنے لگا کہ یہ بہت برا آدمی ہے۔ پھر پوچھا گیا کہ "فذلك الّذی یدعّ الیتیم"۔ (الماعون آیت ۲) کا کیا مطلب ہے؟ تو کافی دیر خاموش رہنے کے بعد کہنے لگا کہ اس سے خود میں تعجب میں ہوں۔

عبد الرحمٰن بن محمد حنفی فرماتے ہیں کہ ابو کعب نے اپنے وعظ میں بیان کیا کہ حضرت یوسف علیہ السلام کو جس بھیڑیئے نے کھایا تھا اس کا نام فلاں تھا۔ لوگوں نے کہا کہ حضرت یوسف علیہ السلام کو تو بھیڑیئے نے کھایا ہی نہیں تھا۔ تو کہنے لگا کہ یہ پھر اس بھیڑیئے کا نام ہوگا جس نے حضرت یوسف علیہ السلام کو نہیں کھایا تھا۔

جاحظ نے بیان کیا ہے کہ ابو علقمہ واعظ کہتا تھا کہ اس بھیڑیئے کا نام "حجون" تھا۔

علاء بن صالح کہتے ہیں کہ عبد الاعلیٰ بن عمر واعظ تھا۔ ایک دن وعظ کیا اور جب وعظ ختم ہونے کے قریب تھا تو کہنے لگا کہ کچھ لوگ میرے بارے میں کہتے ہیں کہ میں قرآن کریم میں سے کچھ نہیں پڑھ سکتا۔ الحمد للہ! میں بہت زیادہ پڑھ سکتا ہوں۔ پھر پڑھنے لگا:

"بسم اللہ الرحمٰن الرحیم" O

"قل ھو اللہ احد" پھر پھنس گیا اور کہنے لگا جو آدمی اس سورۃ مبارکہ کے ختم شریف میں حاضر ہونا چاہے تو وہ ہماری فلاں مجلس میں آجائے۔ (یعنی ہم اسے دوسری مجلس میں ختم کرسکیں گے)

ابو محمد تمیمی بیان کرتے ہیں کہ ایک دن ہمارے پاس ابو الحسن سماک واعظ آیا اس وقت ہم "أبابیل" لفظ کے متعلق بحث کر رہے تھے۔ واعظ نے پوچھا کہ کس چیز کے متعلق بحث چل رہی ہے۔ ہم نے کہا کہ "أبابیل" کے "ألف" کے متعلق گفتگو کر رہے ہیں کہ آیا یہ الف و

marfat.com

اس لئے وہ خود اس کے بدلے میں میرا دروازہ لے لیگا)

چند واعظوں سے پوچھا گیا کہ تم لفظِ "اشیــاء" کو منصرف کیوں پڑھتے ہو؟ (حالانکہ "اشیاء" غیر منصرف ہے) تو پہلے تو وہ اس بات کو سمجھ نہ سکے پھر کچھ دیر خاموش رہنے کے بعد ایک کہنے لگا کہ تم ملحدین جیسے سوال کرتے ہو۔ اسی لئے اللہ تعالیٰ فرماتا ہے۔ "لا تسئلوا عن اشیاء" (سورۃ المائدہ آیت ۱۰۱) یعنی "اشیاء" کے متعلق مت پوچھو۔ (یعنی اس نے یہ سمجھا کہ یہاں اشیاء سے لفظِ اشیاء مراد ہے)

ایک شیخ بیان کرتے ہیں کہ میں نے ایک واعظ کی طرف رقعے میں لکھا کہ حاملہ عورت کیلئے کونسی دعا ہے۔ واعظ نے رقعہ پڑھا پھر پلٹ کر دیکھا تو اس کی پشت پر ایک حکیم کا لکھا ہوا نسخہ تھا اس میں چند دوائیوں مثلاً قنبیل خشیرك اور افتیمون وغیرہ کے نام لکھے ہوئے تھے۔ اس واعظ نے سوچا کہ شاید یہی دعائیہ کلمات ہیں۔ چنانچہ اس نے اس طرح دعا مانگنا شروع کردی۔ یا ربّ قنبیل یا ربّ خشیرك یا ربّ افتیمون وہ تب تک انہی الفاظ سے دعا مانگتا رہا حتی کہ اسے ان سے منع کیا گیا۔

marfat.com

میں جبریل ہوں مجھے میرے رب تعالیٰ نے بھیجا ہے۔ یہ سن کر مزابلی کو اس کے سچ ہونے میں کوئی شک نہ رہا اس نے خوب رو رو کر دعائیں مانگنی شروع کر دیں۔ پھر کہنے لگا: اے جبریل! میں کون ہوں کہ اللہ تعالیٰ نے تجھے میری طرف بھیجا ہے۔ موسیٰ زکوری جو کہ جبریل بنا ہوا تھا اس نے کہا کہ رحمٰن تجھے سلام کہتا ہے اور یہ اطلاع دیتا ہے کہ موسیٰ زکوری کل جنت میں آپ کے ساتھ ہوں گے یہ سن کر مزابلی بے ہوش ہو گیا۔ موسیٰ نے اسے چھوڑا اور واپس لوٹ آیا۔ جب صبح ہوئی تو جمعہ کا دن تھا۔ مزابلی نے لوگوں کو جبریل والا پورا واقعہ سنایا اور کہا کہ ابن زکوری کو تلاش کرو اور اس سے درخواست کرو کہ مجھے معاف کر دے۔ تو لوگ ابن زکوری کے گھر اسے تلاش کرنے گئے اور اسے معاف کرایا۔

ابو نقاش اپنے شیخ سے نقل کرتے ہیں کہ میں واسط[1] کی جامع مسجد میں تھا کہ وہاں دو آدمی جہنم کی حدیث کے بارے میں بحث کر رہے تھے ایک نے کہا: مجھے یہ بات پہنچی ہے کہ اللہ تعالیٰ کافر کے جسم کو اتنا بڑا بنا دیں گے کہ اس کا ایک دانت احد پہاڑ کے برابر ہو گا۔ دوسرے نے کہا: اس طرح نہیں ہو گا ان دونوں کے پاس ایک شیخ بھی موجود تھے۔ بڑے نمازی تھے وہ ان دونوں کی طرف متوجہ ہو کر کہنے لگا۔ اس کا انکار مت کرو اللہ تعالیٰ ہر چیز پر قادر ہے۔ اس کی تصدیق اللہ تعالیٰ کی کتاب قرآن مجید میں موجود ہے۔ انہوں نے کہا: چچا جان! وہ کیا ہے؟ شیخ نے کہا کہ اللہ تعالیٰ کا یہ فرمان عالیشان ہے۔ فاولئك یبدّل اللہ سنانھم خشبات "ان لوگوں کے دانتوں کو اللہ تعالیٰ لکڑی سے بدل دیں گے"۔ تو جو خدا دانت کو لکڑی بنا سکتا ہے تو وہ اس پر بھی قادر ہے کہ دانت کو احد پہاڑ کے برابر بنا دے۔ (حالانکہ صحیح آیت اس طرح ہے کہ فاولئك یبدّل اللہ سیّأتھم حسنات۔ "ان لوگوں کی برائیوں کو اللہ تعالیٰ نیکیوں سے بدل دیں گے۔ (الفرقان: آیت ۷۰)

زہری بیان کرتے ہیں کہ مجھے حجاج شاعر[2] کے متعلق یہ بات پہنچی ہے کہ وہ ایک کشادہ گلی سے گزر رہے تھے گلی کے آخری حصے پر پرنالہ بہہ رہا تھا۔ یہ کافی دیر تک اسی شش و پنج میں پڑے رہے کہ آیا پانی کے چھینٹے ہم تک پہنچے یا نہیں۔ جب یہ فیصلہ نہ کر سکے تو جا کر پرنالے کے نیچے کھڑے ہو گئے اور کہنے لگے اب ہم نے شک سے نجات پائی۔

marfat.com

سے گزر رہا تھا کہ میں نے وہاں ایک شیخ کو بیٹھے دیکھا جس کے سامنے کنکریاں اور گٹھلیاں پڑی ہوئیں تھیں۔ وہ ان پر تسبیحات پڑھتا رہتا تھا اور کہتا: "حسبی الله حسبی الله" مجھے اللہ تعالیٰ کافی ہے مجھے اللہ تعالیٰ کافی ہے۔ میں نے کہا: چچا جان! یہ کلمہ تسبیح تو نہیں ہے جو آپ پڑھتے ہیں تو کہنے لگا کہ آپ کو کون سی تسبیح آتی ہے میں نے کہا کہ سبحان اللہ کی تسبیح۔ تو کہنے لگا: اے احمق! یہ ایسی تسبیح ہے جسے میں نے عبادت گزاروں سے سیکھا ہے اور میں ساٹھ سال سے یہی تسبیح پڑھتا ہوں۔ تیرے جیسے جاہل کی بات پر میں اسے کیسے چھوڑ دوں۔

جاحظ کہتے ہیں کہ میں نے ابو محمد سیرافی کو دیکھا اس کی داڑھی بہت لمبی تھی وہ آسمان کی طرف ہاتھ اٹھا کر یوں دعا مانگتا تھا:

يا منقذ الموتٰى و يامنجي الغرقٰى و قابل التوبات و راحم العثرات۔ أنت تجد من ترحمه و أنا لا اجد من يعذبني سواك۔

"اے مردوں کو نکالنے والے۔ ڈوبنے والوں کو بچانے والے، توبہ قبول کرنے والے لغزشوں کو اپنی رحمت سے معاف فرمانے والے، آپ کو وہ آدمی مل سکتا ہے جس پر آپ رحم کریں لیکن مجھے آپ کے سوا ایسا کوئی نہیں ملتا کہ مجھے عذاب دے"۔

جاحظ بیان کرتے ہیں کہ میں نے ابو سعید بصری کو دیکھا کہ وہ اپنے رب تعالیٰ سے دعا مانگ رہا تھا اس کی بھی داڑھی بہت لمبی تھی اور احمق تھا۔ وہ یوں دعا مانگ رہا تھا:

يا رباه، يا سيداه، يا مولاه يا جبرائيل، يا اسرافيل يا ميكائيل يا كعب الاحبار[۲] يا اويس القرني[۷] بحق محمد و جرجيس عليك۔ ارخص امّتك على الدقيق۔

"اے اس کے پروردگار، اس کے آقا، اس کے مولا، اے جبریل، اے اسرافیل، اے میکائیل، اے کعب الاحبار اے اویس قرنی تم کو حضرت محمد مصطفیٰ ﷺ اور جرجیس کا جو تم پر حق ہے اس حق کی وجہ سے تم پر لازم ہے کہ اس امت پر آٹا سستا فرما دے"۔

marfat.com

حاشیہ جات

1- واسط: کوفہ اور بصرہ کے درمیان ایک شہر تھا۔ حجاج بن یوسف نے تقریباً ۲۰ ۷ ھ میں آباد کیا: بنو امیہ کے دور میں عراق عجمی کا حصہ تھا۔ عباسیوں کے عہد میں انحطاط پذیر ہوا پھر دجلہ کا پانی اس کی طرف سے پھر گیا تو اس کی زمین شورزدہ ہوگئی اور صحراء کی ریت کے نیچے چھپ گئی۔

2- حجاج شاعر: نام حجاج بن یوسف الشاعر بن حجاج ثقفی بغدادی ہے کنیت ابو محمود ہے۔ حنبلی کہتے ہیں کہ حجاج شاعر۔ بہت عظیم حافظ اور مشہور ثقہ تھے۔ تاریخ وفات ۲۵۹ھ ہے۔

3- محمد مخرمی: نام ابو جعفر محمد بن عبداللہ المبارک مخرمی ہے۔ ثقہ حافظ حدیث میں سے ہیں۔ امام بخاری نے ان سے روایت کیا ہے۔ عراق میں حلوان کا عہدۂ قضاء سنبھالے رکھا۔ تاریخ وفات ۲۵۴ھ ہے۔

4- طاہر بن حسین: نام ابو الطیب طاہر بن حسین بن مصعب خزاعی ہے۔ انہیں ابو طلحہ بھی کہا جاتا ہے۔ عظیم وزیر اور قائد ہیں۔ عظیم ادیب و حکیم اور شجاع آدمی ہیں۔

5- نظام: نام ابراہیم بن یسار بن ہانی بصری اور کنیت ابو اسحاق النظام ہے۔ آئمۂ معتزلہ میں سے ہیں۔ علوم فلسفہ میں تبحر علمی حاصل کیا۔ معتزلہ کے ایک خاص فرقہ نے ان کی آراء میں عمل کیا اور فرقہ نظامیہ وجود میں آیا۔ مسائلِ عقیدہ خصوصاً صفاتِ باری تعالیٰ اور قضاء و قدر وغیرہ میں ان کی بہت سی منقولات ہیں۔

6- کعب الاحبار: نام کعب بن ماتع بن ذی ہجن الحمیری اور کنیت ابو اسحاق ہے۔ تابعی ہیں۔ دور جاہلیت میں یمن کے یہودیوں کے عظیم عالم تھے۔ حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کے زمانے میں اسلام لائے اور حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ کے عہد میں مدینہ منورہ تشریف لائے اکثر صحابہ کرام وغیرہ نے گزشتہ امتوں کی کثیر خبریں ان سے حاصل کیں اور انہوں نے صحابہ کرام سے کتاب و سنت کا علم حاصل کیا۔ بعدازاں شام چلے گئے اور حمص میں سکونت اختیار کی اور وہیں ۳۲ھ میں وفات پائی۔

7- اویس قرنی: نام اویس بن عامر القرنی ہے۔ سادات تابعین میں سے ہیں۔ ان کی اصل یمن ہے۔ جبکہ صحراؤں اور جنگلوں میں رہتے تھے۔ رسول نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی حیات مبارکہ پائی مگر زیارت نہ ہوسکی۔ آخر کار کوفہ میں سکونت اختیار کی اور حضرت علی رضی اللہ عنہ کے ساتھ جنگ صفین میں شرکت کی۔ اور اکثریت کی رائے میں اسی جنگ میں شہید ہوئے۔ تاریخ وفات ۳۷ھ ہے۔

marfat.com

میں نے کہا کہ اللہ تعالیٰ نے تو یوں نہیں فرمایا۔ بلکہ صحیح یوں ہے۔ "فریق فی الجنّة و فریق فی السعیر"۔ (شوریٰ: آیت ۷) تو وہ کہنے لگا کہ آپ ابو عاصم بن علاء الکسائی کی قرأت پڑھ رہے ہیں جبکہ میں حمزہ بن عاصم مدنی کی قرأت پڑھ رہا ہوں۔ تو میں نے کہا کہ تیری قرأت سے واقفیت بھی عجیب و غریب چیز ہے۔

محمد بن خلف کہتے ہیں کہ ایک دیوانے آدمی نے کہا کہ میں بادشاہ کے محل کے قریب سے گزر رہا تھا کہ وہاں ایک معلم پردے کے پیچھے کتے کی طرح بھونک رہا تھا۔ اچانک کیا دیکھتا ہوں کہ ایک بچہ پردے کے پیچھے سے نکلا اور معلم نے اسے گھیر کر پکڑ لیا۔ میں نے معلم سے کہا کہ بتاؤ تو سہی آخر ماجرا کیا ہے۔ معلم کہنے لگا کہ اصل میں بات یہ ہے کہ یہ بچہ ادب سیکھنے سے بغض رکھتا ہے اور بھاگ جاتا ہے اور اندر گھس جائے تو باہر نہیں نکلتا اور جب پکڑ لیتے ہیں تو رونے لگتا ہے۔ اس کا ایک کتا ہے جس کے ساتھ یہ کھیلتا رہتا ہے۔ چنانچہ میں نے اس کے کتے کی طرح بھونکنا شروع کر دیا۔ تو اس نے یہ خیال کیا کہ میں اس کا کتا ہوں تو یہ میری طرف آیا۔ تو آتے ہی میں نے اسے پکڑ لیا۔

کسائی فرماتے ہیں کہ مجھے مقام رے میں پڑھانے کی دعوت دی گئی۔ تو میں ایک معلم کے پاس سے گزرا جو کہ پڑھ رہا تھا۔ "ذواتی اکل خمط واقل" جب میں نے آگے بڑھ کر دوسرے معلم کے پاس جا کر یہ واقعہ بتایا تو اس نے کہا کہ اس نے غلطی کی ہے صحیح تو "وابل" ہے۔ (حالانکہ اصل "واثل" ہے گویا دوسرا پہلے سے بھی بڑھ کر بیوقوف تھا) تو اس نے مجھے دعوت دی کہ میں بچوں کو پڑھاؤں۔

جاحظ بیان کرتے ہیں کہ میں نے ایک معلم سے کہا کہ کیا بات ہے آپ کے پاس ڈنڈا نظر نہیں آ رہا۔ تو کہنے لگا کہ مجھے ڈنڈا استعمال کرنے کی ضرورت ہی نہیں بلکہ اونچی آواز سے پڑھنے والے بچے کو کہتا ہوں۔ اے زانیہ عورت کے بیٹے۔ پھر وہ اونچی آواز میں نہیں پڑھتا۔ یہ طریقہ ڈنڈے سے زیادہ مناسب اور بے خطر ہے۔

جاحظ فرماتے ہیں کہ میں نے ایک معلم سے کہا کہ آپ لڑکوں کو بغیر جرم کے کیوں مارتے ہیں؟ تو کہنے لگا کہ ان کا جرم بہت بڑا ہے۔ اور وہ یہ کہ یہ لوگ میرے لئے حج کی دعا

marfat.com

اخوتك فيكيدوا لك كيدا و اكيد كيدا فمهل الكافرين امهلهم رويدا" (یعنی مختلف آیتوں کو ملا کر ایک آیت بنا ڈالی) تو میں نے اسے کہا: بد بخت! تو نے ایک سورۃ کو دوسری سورۃ سے ملا دیا ہے تو کہنے لگا جی ہاں! جب اس کا باپ ایک مہینہ کو دوسرے مہینے میں داخل کر دیتا ہے (یعنی فیس کی ادائیگی وقت پر نہیں کرتا) تو میں بھی ایک سورہ کو دوسری سورۃ میں داخل کر دیتا ہوں نہ میں کچھ لوں گا اور نہ ہی اس کا بیٹا کچھ سیکھ سکے گا۔

جاحظ بیان کرتے ہیں کہ میں ایک معلم کے پاس سے گزرا تو وہ اکیلا بیٹھا ہوا تھا۔ اس کے پاس ایک شاگرد بھی نہیں تھا۔ میں نے اس سے پوچھا کہ تیرے شاگرد کہاں گئے۔ تو کہنے لگا کہ وہ سب ایک دوسرے کو تھپڑ مارنے گئے ہیں۔ میں نے کہا کہ میں جا کر انہیں دیکھتا ہوں۔ تو کہنے لگا۔ اگر آپ لازمی ہی دیکھنا چاہتے ہیں تو اپنا چہرہ چھپا لیں تا کہ وہ آپ پر میرا گمان نہ کر لیں۔ ورنہ وہ آپ کو بھی ایسا تھپڑ ماریں گے کہ آپ اندھے ہو جائیں گے۔

بیان کرتے ہیں کہ میں نے ایک معلم کو دیکھا کہ اس کے پاس دو شاگرد آئے ان میں سے ہر ایک دوسرے سے چمٹا ہوا تھا۔ ایک نے کہا: استاد صاحب! اس نے میرا کان چبا لیا ہے۔ دوسرے نے کہا: میں نے نہیں چبایا بلکہ اس نے خود اپنا کان چبایا ہے معلم کہنے لگا۔ کنجری کی اولاد یہ کوئی اونٹ تھا کہ اپنا کان خود ہی چبا لیتا۔

جاحظ کہتے ہیں کہ کوفہ میں میں نے ایک عجیب معلم دیکھا۔ وہ شیخ تھا اور بچوں سے علیحدہ ہو کر رو رہا تھا۔ میں نے اس سے پوچھا چچا جان! آپ کیوں رو رہے ہیں؟ تو کہنے لگا کہ بچوں نے میری روٹی چھپا لی ہے۔

ابو العنبس کہتے ہیں کہ بغداد میں ایک معلم شاگردوں کو گالیاں دیا کرتا تھا۔ میں ایک شیخ کو لے کر اس کے پاس گیا۔ ہم نے کہا کہ یہ گالیاں دینا آپ کو شایان شان نہیں۔ کہنے لگا کہ میں مستحق کو ہی گالی دیتا ہوں۔ فلاں دن تشریف لے آیئے اور خود سن لیجئے گا۔ چنانچہ اس دن حاضر ہوئے۔ تو ایک شاگرد پڑھنے لگا "عليها ملائكة غلاظ شداد يعصون الله ما امرهم و لا يفعلون ما يؤمرون" (یعنی "لا یعصون" اور یفعلون کو بدل ڈالا) تو معلم کہنے لگا کہ یہ نہ تو فرشتے ہیں اور نہ دیہاتی ہیں اور نہ ہی کرد ہیں (کہ میں انہیں گالیاں

marfat.com

تئیسواں باب:

بیوقوف جولاہوں کا بیان

ابو عبداللہ یعنی امام احمد بن حنبل فرماتے ہیں کہ
سفیان ابو ہارون سے نقل کرتے ہیں۔ ابو ہارون یعنی موسیٰ بن ابی عیسیٰ سے نقل کرتے ہیں کہ حضرت مریم علیہا السلام حضرت عیسیٰ علیہ السلام کو ڈھونڈ رہی تھیں کہ ایک جولاہا ملا تو حضرت مریم علیہا السلام نے جولاہے سے حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے بارے میں پوچھا۔ جولاہے نے کہا کہ اس طرف گئے ہیں۔ یعنی جھوٹ بول کر حضرت مریم علیہا السلام کو غلط سمت بتا دی تو حضرت مریم علیہا السلام نے اسے بددعا دی۔ "اللّٰھم توھہ" اے اللہ! اس کو حیران و سرگرداں کر دے۔ چنانچہ آپ جولاہے کو ہمیشہ سرگرداں و پریشان پائیں گے۔ پھر ایک درزی سے پوچھا اس نے صحیح سمت بتا دی جس طرف کہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام تشریف لے گئے تھے تو حضرت مریم علیہا السلام نے اسے دعا دی تو اس کے بعد وہ درزیوں کا سردار بن گیا۔

ایک مرتبہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام حضرت مریم علیہا السلام سے گم ہو گئے۔ حضرت مریم علیہا السلام ان کو ڈھونڈنے کیلئے ماری ماری پھر رہی تھیں۔ اتنے میں حضرت مریم علیہا السلام نے ایک جولاہے کو دیکھا اور اس سے حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے متعلق پوچھا لیکن اس نے رہنمائی نہیں کی تو حضرت مریم علیہا السلام نے اس کو بددعا دی۔ اسی لئے آپ ہمیشہ جولاہے کو حیران و پریشان دیکھیں گے۔

پھر درزی کو دیکھا تو درزی نے رہنمائی کی تو حضرت مریم علیہا السلام نے اس کیلئے دعا مانگی اس کے بعد درزی ان سے محبت کرنے لگا اور ان کے ساتھ اس کی نشست و برخاست ہو گئی۔

marfat.com

کا مالک ہوں"۔ تو کہنے لگا۔ حضرت موسیٰ علیہ السلام اپنی ملکیت پر راضی نہ ہوئے کہ بھائی کی بھی ملکیت کا دعویٰ کر بیٹھے۔ اللہ تعالیٰ حضرت موسیٰ علیہ السلام پر رحم فرمائے یہ تو محض قدر یہ عقیدہ ہے۔ میں اللہ سے التجا کرتا ہوں کہ اللہ تعالیٰ اس غلطی پر حضرت موسیٰ علیہ السلام سے مواخذہ نہ فرمائے۔

عجیب وغریب تعریف:

اسماعیل بن زیاد بیان کرتے ہیں کہ ایک دفعہ اعمش کی بیوی ناراض ہوگئی اعمش کے پاس ابو البلاد نامی آدمی حدیث پڑھنے آتا تھا جو کہ فصیح عربی میں بات کرتا تھا۔ اعمش نے اسے کہا کہ میری بیوی مجھ سے روٹھ گئی ہے اور اس نے مجھے غم میں مبتلا کر دیا ہے لہٰذا آپ اس کے پاس جا کر لوگوں میں جو میرا مرتبہ ہے اس سے اسے آگاہ کریں۔ تو وہ آدمی اعمش کی بیوی سے کہنے لگا کہ اللہ تعالیٰ نے تیری قسمت اچھی کی۔ اعمش ہمارے شیخ اور استاد ہیں اور ہمارے سردار ہیں ہم ان سے دین اور حلال وحرام کا علم سیکھتے ہیں۔ تجھے ان کی کمزور نگاہ اور پنڈلیوں کی خراش دھوکے میں نہ ڈالے۔ اتنا سننا تھا کہ اعمش غصّے میں آگئے اور اسے کہنے لگے۔ اللہ تیرے دل کو اندھا کرے تو نے تو اسے سارے عیب ہی بتا دیئے۔ نکل جا میرے گھر سے۔ تو اسے گھر سے نکال دیا گیا۔

خاموشی!:

محمد بن سلام کہتے ہیں کہ شعبی نے بیان کیا۔ ایک نوجوان آدمی احنف کے پاس چپ چاپ جا کر بیٹھ جاتا تھا۔ احنف کو اس کی خاموشی اچھی لگتی۔ تو ایک دن احنف نے اسے کہا۔ میری خواہش ہے کہ آپ اس مسجد کی نگرانی کریں تو آپ کو ایک لاکھ درہم ملیں گے۔ تو وہ کہنے لگا۔ بھتیجے! میں ایک لاکھ درہم کا حریص تو ہوں لیکن میں بوڑھا ہو چکا ہوں اور اس نگرانی کی قدرت مجھ میں نہیں ہے یہ کہہ کر وہ نوجوان وہاں سے اٹھا اور چلا گیا۔ جب وہ چلا گیا تو احنف نے کہا:

و کأین تری من صامت لك معجب　　　زیادته او نقصه فی التکلّم

marfat.com

قرآن کریم کا نسخہ تھا جس کے حروف بوسیدہ ہو چکے تھے وہ اسے بیچنے کیلئے صدا لگا رہا تھا۔ میں نے اسے کہا کہ یہ آواز لگاؤ کہ اس میں کوئی عیب نہیں ہے ہر عیب سے پاک ہے اور میری مراد اس کے حروف سے تھی (یعنی اس کی باتیں عیب سے پاک ہیں) یہ سننا تھا کہ لوگ اس پر ٹوٹ پڑے (یعنی خریدنے کیلئے)

وتر نہیں پڑھے:

بختری کہتے ہیں کہ مجھ سے سراج نے بیان کیا کہ میں نے چالیس سال سے وتر نہیں پڑھے ان لوگوں کی مخالفت میں جو انہیں واجب قرار دیتے ہیں۔ تو میں نے کہا کہ اس آدمی کی بیوقوفی دیکھو کہ اس چیز کو چھوڑ دیا ہے جو ایک گروہ کے ہاں واجب ہے جبکہ اکثریت کے نزدیک سنت ہے۔ حالانکہ اس کے وتر چھوڑ دینے سے وجوب کے قائل حضرات کا کچھ بھی نہیں بگڑا۔

آوے کا آوا:

معمر کہتے ہیں کہ میں حمص کی مسجد میں داخل ہوا تو وہاں محققین کی ایک جماعت بیٹھی دیکھی۔ میں نے ان میں بھلائی کا گمان کیا اور ان کے پاس بیٹھ گیا۔ جب غور سے سنا تو وہ حضرت علی رضی اللہ عنہ کی تنقیص کر رہے تھے تو میں ان کے پاس سے اٹھ کر آگے جا کر ایک شیخ کے پاس کھڑا ہو گیا جو کہ نماز میں مصروف تھا۔ میں نے اس میں بھلائی کا گمان کیا اور اس کے پاس بیٹھ گیا۔ اسے جب میرے آنے کا احساس ہوا تو اس نے سلام پھیرا۔ میں نے اسے کہا: اے اللہ کے بندے! تمہارا کیا خیال ہے یہ سامنے بیٹھی جماعت حضرت علی رضی اللہ عنہ کی تنقیص کر رہی ہے اور انہیں گالیاں نکال رہے ہیں بعد ازاں میں نے اس کے سامنے حضرت علی رضی اللہ عنہ کے فضائل و مناقب بیان کئے کہ وہ رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے داماد، حسین کے والدِ گرامی اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے چچا زاد بھائی تھے یہ سن کر وہ کہنے لگا۔ اے اللہ کے بندے! لوگوں کی باتوں سے کون بچا ہے۔ اگر ان سے کوئی بچ پاتا تو ابو محمد بچ جاتے ان کو گالیاں دی جا رہی ہیں۔ میں نے کہا کہ یہ ابو محمد کون ہے؟ کہنے لگا۔ حجاج بن یوسف۔ اتنا کہہ کر رونے

marfat.com

بھی داخل کروں تو مجھے فوراً قے ہو جائے اور میرے پیٹ میں کچھ نہ رہے۔ابن خلف کہتے ہیں کہ میں نے کہا اب مجھے پتہ چل گیا ہے کہ آپ گھوڑوں کے معاملے میں بہت مہارت رکھتے ہیں۔

برابر عمر:

ابونواس نے ابوداؤد کی دکان میں موجود منشیوں میں سے ایک منشی سے پوچھا کہ آپ بڑے ہیں کہ آپ کا بھائی؟ کہنے لگا کہ جب یہ رمضان آئے گا تو ہم دونوں کی عمر برابر ہو جائے گی۔

ایک مرتبہ اسی منشی کے درہم چوری ہو گئے۔ ہم نے کہا ممکن ہے کہ درہم آپ کے ترازو میں ہوں۔ کہنے لگا اسی سے تو چوری ہوئے ہیں۔

ساتھیوں کی ضرورت:

سَورہ واسطی نامی آدمی نے سفر کرنے کا ارادہ کیا تو اسے کہا گیا کہ اللہ تعالیٰ آپ کو اچھے ساتھی نصیب فرمائے۔ کہنے لگا کہ مجھے ساتھیوں کی ضرورت نہیں اس لئے کہ میری منزل مقصود بہت قریب ہے۔

عیادت اور تعزیت:

ابوحصین کہتے ہیں کہ ایک آدمی کسی کی عیادت کیلئے گیا تو عیادت کے بعد تعزیت کرنے لگا۔اس کے گھر والوں نے کہا کہ ابھی اس کا انتقال تو نہیں ہوا (کہ آپ تعزیت کرنے لگے ہیں) وہ کہنے لگا کہ انشاء اللہ بہت جلد ہو جائے گا۔

روزہ دار کا کھانا پینا:

ابوعاصم کہتے ہیں کہ ایک آدمی نے امام اعظم رحمۃ اللہ علیہ سے پوچھا کہ روزہ دار پر کھانا پینا کب حرام ہوتا ہے؟ فرمایا جب فجر طلوع ہو جائے۔تو کہنے لگا امام صاحب اگر فجر آدھی رات کو طلوع ہو جائے؟ تو امام صاحب نے فرمایا: چل اٹھ! دفع ہو جا یہاں سے۔

marfat.com

کفن کی خریداری:

مسعود کہتے ہیں کہ عمر بن سلمہ بن قتیبہ نے اپنے بھائی کو ماں کیلئے کفن خریدنے کیلئے بھیجا۔ وہ جا کر دوکاندار سے کہنے لگا اچھا کفن مت تلاش کرنا۔ میری والدہ اللہ تعالیٰ اس پر رحم فرمائے ادنیٰ قسم کا لباس پہنا کرتی تھی۔

انت طالق ان:

دار قطنی کہتے ہیں کہ ابوالحسین بن عبدالرحیم درزی نے کہا کہ میں ایک مرتبہ احمد بن الحسین کے پاس بیٹھا ہوا تھا کہ اس کے پاس ایک عورت رقعہ لے کر آئی جس میں اس سے ایک مسئلہ پوچھا گیا تھا۔ انہوں نے مجھ سے کہا: ابوالحسن یہ رقعہ مجھے پڑھ کر سناؤ۔ میں نے پڑھا تو اس میں لکھا تھا کہ ایک آدمی نے اپنی بیوی سے کہا تھا: "أنت طالق اِنْ"، یعنی تجھے طلاق اگر۔ (یعنی طلاق کو شرط سے مشروط کرنے لگا تھا لیکن شرط بیان نہ کی) پھر لفظ اِنْ پر ٹھہر گیا آگے کچھ نہ کہا اب مسئلہ کیا ہے (یعنی طلاق ہوئی یا نہیں) ابوالحسین نے پڑھا۔ تو عورت نے کہا کہ مجھے "اِنْ" لفظ کے متعلق کچھ علم نہیں۔ تو اس نے مجھے کہا کہ دوبارہ پڑھو۔ تو میں نے دوبارہ اسی طرح پڑھا جیسا کہ پہلی مرتبہ پڑھا تھا۔ تو اس نے عورت سے کہا: کہ اس نے لفظ ان پر وقف کیا ہے اور مکمل نہیں کیا۔ تو عورت نے کہا: نہیں! قسم بخدا! میں لفظ انْ پر وقف کے متعلق کچھ نہیں جانتی۔ کہتے ہیں کہ اس وقت مسجد میں ایک جماعت بیٹھی تھی۔ تو اس نے انہیں کہا: یہ دیکھو! تو ان سب نے بھی ویسے ہی پڑھا جیسے میں نے پڑھا تھا۔ پھر ایک نے سب کو خبردار کیا اور کہا: یہ ایک آدمی ہے جس نے اپنی بیوی سے کہا کہ تو طلاق شدہ ہے اگر۔ پھر انْ پر ٹھہر گیا ہے۔ (گویا سب ہی ایک تھیلی کے چٹے بٹے تھے اور کسی کو بھی مسئلہ سمجھ میں نہ آیا)

تین بیوقوف بھائی:

مرزبان کہتے ہیں کہ ابوعثمان بصری نے بیان کیا کہ تین بھائی تھے۔ ان کے نام ابو قطیفہ، طبلی اور ابوکلیر تھے اور وہ غیاث بن اسید کے بیٹے تھے۔ ان میں سے ایک حضرت حمزہ بن عبدالمطلب رضی اللہ عنہ کی طرف سے حج کیا کرتا تھا اور کہتا تھا کہ آپ رضی اللہ عنہ حج کرنے سے

marfat.com

انساب والقاب کا ماہر:

ثمامہ بن اشرس بیان کرتے ہیں کہ ایک آدمی کو میں نے دیکھا اس نے والی کے پاس اپنے مدِ مقابل کو پیش کر کے کہا: صاحب! اللہ تعالیٰ آپ کی اصلاح فرمائے۔ میں ناصبی اور رافضی ہوں اور یہ جہمی مشبّہ مجسمہ اور قدری ہے۔ (یہ فرقے ہیں) یہ حجاج بن زبیر کو گالیاں دیتا ہے جنہوں نے حضرت علی بن ابوسفیان کی ضد میں کعبہ ڈھایا تھا اور حضرت معاویہ بن ابی طالب پر لعنت بھیجتا ہے۔ (یعنی باپوں کے نام بدل ڈالے اور تاریخ بھی غلط بیان کی) یہ سن کر والی نے کہا کہ اب میں حیرت میں ہوں کہ آپ کی کس بات پر تعجب کا اظہار کروں آپ کی انساب پر مہارت پر یا القاب کی واقفیت پر۔ اس آدمی نے کہا: اللہ تعالیٰ آپ کی اصلاح فرمائے۔ میں تو اس وقت تک کاتبوں کے پاس سے نہیں نکلا جب تک کہ یہ سب کچھ سیکھ نہیں لیا۔

سب سے بری حالت:

محمد بن مبرّد، حسن بن رجاء سے نقل کرتے ہیں کہ جب ہارون الرشید ثمامہ (معتزلی) پر غضبناک ہوا تو اس کو سلام ابرش کے حوالے کر کے حکم دیا کہ اس پر سختی کرو اور اسے مکان میں داخل کر کے اوپر سے لیپ کر دو اور ایک سوراخ کھلا رکھو۔ اس نے ایسا ہی کیا اور سوراخ سے اسے کھانا دیتا رہا۔ ایک مرتبہ سلام عشاء کے وقت وہاں بیٹھا قرآن کریم کی تلاوت کر رہا تھا تو اس نے پڑھا "ویل یومئذ للمکذّبون"، تو ثمامہ کہنے لگا کہ یہ تو "للمکذّبین" ہے۔ اور پھر اس کی تشریح کرنے لگا کہ مکذّبون رسول ہیں جبکہ مکذّبین کفار ہیں۔ یہ سن کر سلام نے کہا کہ مجھے بتایا گیا تھا کہ تم زندیق ہو لیکن میں نہیں مان رہا تھا (اب یقین ہو گیا) چنانچہ اس پر پہلے سے زیادہ سختی شروع کر دی۔ پھر ہارون الرشید ثمامہ سے راضی ہو گیا تو اسے قید سے نکال کر اپنا ہمنشین بنایا۔ تو ایک مرتبہ ہارون الرشید نے اہل مجلس سے پوچھا کہ مجھے سب سے بری حالت والا انسان چاہئے تم میں سے ہر ایک اپنے خیال کا اظہار کرے ثمامہ کہتے ہیں کہ جب میری باری آئی تو میں نے کہا: امیر المؤمنین! عقلندوں پر جاہل کا

marfat.com

میری نماز بھی جائز ہو گئی ہ۔ (خو چہ! ہوتا کیسے نہیں۔ ہمارا تو ہو گیا)

عجیب معافی:

ابن مرزبان کہتے ہیں کہ اشراف مکہ میں سے ایک آدمی نے یوں دعا مانگی۔ ''اے اللہ! اگر تو مجھے نہیں پہچانتا تو میں فلاں بن فلاں ہوں اور میں آپ کے فلاں بندے کے پاس سے گزرا تو وہ بیہودہ گوئی میں مصروف تھا میں نے اس کے سینے پر مکا مارا تو وہ منہ کے بل گر پڑا اور ہاتھ پیر مارتے ہوئے مر گیا۔ اے اللہ! اب میں نے تیرے سامنے اقرار کر لیا ہے اب تو جیسے چاہے مجھے معاف کر دے۔

انشاء اللہ!!:

ایک آدمی گدھا خریدنے بازار کی طرف گیا تو راستے میں اسے اس کا ایک دوست ملا۔ اس نے اسے پوچھا کہ کہاں جا رہے ہو؟ اس نے کہا کہ گدھا خریدنے بازار جا رہا ہوں تو دوست نے کہا کہ انشاء اللہ کہو۔ کہنے لگا کہ انشاء اللہ کیوں کہوں۔ پیسے میری جیب میں ہیں اور گدھا بازار میں ہے۔ جب وہ بازار میں گدھا تلاش کر رہا تھا تو اس کے پیسے کسی چور نے نکال لئے۔ لہٰذا نامراد واپس لوٹا۔ واپسی میں پھر اسی دوست سے ملاقات ہوئی۔ تو دوست نے پوچھا۔ آپ نے گدھے کا کیا کیا؟ تو کہنے لگا۔ انشاء اللہ! میرے پیسے چوری ہو گئے۔ تو دوست نے کہا کہ انشاء اللہ کہنے کا یہ کوئی موقع نہیں۔

نہیں انشاء اللہ!:

دو احمق چھوٹی کشتی میں سوار ہوئے تو آندھی چلنے لگی۔ تو ایک نے کہا: خدا کی قسم! ہم ڈوب گئے۔ دوسرے احمق نے کہا: نہیں انشاء اللہ! تو پہلے نے کہا کہ جب تک ہم بچ نہیں جاتے انشاء اللہ مت کہو۔

کم سے کم شر:

بیان کرتے ہیں کہ مجھے میرے ایک دوست نے بتایا کہ ایک آدمی نے چھوٹی بچی سے

marfat.com

سفید بلی:

اسی طرح حارثی کہتے ہیں کہ ہم چند ساتھی چاندنی رات میں چل پھر رہے تھے کہ ایک ساتھی نے سفید رنگ کی بلی دیکھی جس کی دُم کالی تھی۔ اس نے مجھ سے کہا: اے احمد! آپ کا اس چاندنی کے ٹکڑے کے متعلق کیا خیال ہے جس کے کونے میں چراغ ہے۔ آپ کا کیا خیال ہے یہ کس سے گری ہے؟ یہ کہہ کر اسے اٹھانے لگا تو بلی اس پر جھپٹ پڑی اور اس کے ہاتھوں کو نوچ لیا اور اسے زخمی کر دیا۔

جو کھینچے:

ہذیل بیان کرتے ہیں کہ ہمارے ہاں مدینہ میں ایک گوشت فروش تھا اس کے پاس ایک بڑھیا آ کر کہنے لگی کہ مجھے ایک درہم کا بہت ہی اچھا گوشت دے دو اور مجھے اپنا نام بھی بتا دو تا کہ میں تمہارے لئے دعا کرتی رہوں۔ تو اس نے بڑھیا کو نہایت ہی گھٹیا گوشت دیا اور کہا کہ میرا نام "مَنْ تَمُدَّ" (یعنی جو کھینچے) ہے۔ جب وہ بڑھیا افطاری کے وقت کھانے کیلئے گوشت کھینچنے لگی تو نہ کھینچ سکی۔ تو اس طرح بددعا دینے لگی۔ "لعن اللہ من تمدّ" یعنی جو کھینچے پر اللہ کی لعنت ہو۔ اس طرح وہ اپنے آپ پر لعنت بھیجتی رہی۔

چھانٹی کرو:

بیان کیا جاتا ہے کہ ایک قصاب اپنا گوشت بیچنے کیلئے یوں آواز لگا رہا تھا چھانٹی کرو چار کا ہے۔

دس گدھے ایک کم:

محمد داری کہتے ہیں کہ ہمارے گھر میں ایک بیوقوف آدمی تھا وہ گھر سے نکلا تو اس کے ساتھ دس گدھے تھے اس نے ایک گدھے پر سوار ہو کر باقی کو گنا تو وہ نو تھے۔ تو گدھے سے اتر کر پھر گنا تو دس تھے بار بار اسی طرح کرتا رہا آخر کار تھک ہار کر کہنے لگا کہ میں پیدل ہی چلوں گا تا کہ گدھے کو آرام پہنچاؤں یہ اس سے بہتر ہے کہ میں سوار ہو جاؤں اور ایک گدھا

marfat.com

تھا ان کی عمر پچاسی سال ہو چکی تھی۔ان سے ایک عورت نے مسئلہ دریافت کیا کہ میرے شوہر نے مجھے تین طلاقیں دی ہیں اب کیا کروں۔تو انہوں نے اس عورت سے کہا کہ کیا تمہارے والدین اس پر راضی ہیں۔وہ کہنے لگی۔نہیں۔تو انہوں نے کہا کہ پھر تو تمہارے لئے رجوع کرنا جائز ہے حتی کہ تیرے والدین اس پر راضی ہوں۔اس عورت نے کہا کہ میں نے ابو اسحاق سے پوچھا تھا تو انہوں نے مجھے کہا تھا کہ طلاق ہو چکی ہے۔وہ کہنے لگے کہ ابو اسحاق کیا جانتا ہے میں اس سے زیادہ ماہر اور بڑا عالم ہوں اور عمر میں بھی زیادہ ہوں۔میں نے تو ابو اسحاق سے ایک مسئلہ پوچھا تھا وہ ابھی تک اس میں پھنسا ہوا ہے۔

لذیذ اور مزیدار مچھلی:

مروزی کہتے ہیں کہ ابو عبدالحمید نے مچھلی خریدی اور خود سو گیا اس کی بیوی نے مچھلی پکائی اور کچھ عورتوں کے ساتھ مل کر کھا گئی۔اور چکناہٹ ابو عبدالحمید کے ہونٹوں اور انگلیوں پر لگا دی۔جب یہ بیدار ہوا اور کھانے میں مچھلی مانگی تو بیوی کہنے لگی ارے او پاگل! کیا تم مچھلی کھا کر بغیر ہاتھ دھوئے سو نہیں گئے تھے۔جب اس نے ہاتھ سونگھے تو مچھلی کی بو محسوس کی۔تو اٹھ کر ہاتھ دھوئے اور کہنے لگا کہ میں نے اس جیسی لذیذ اور مزیدار مچھلی نہیں دیکھی۔مجھے بھوک لگی ہے میرے لئے کھانا تیار کرو۔

میں سیر نہیں ہوا:

یحیٰی بن معین کہتے ہیں کہ غندرؔ نامی آدمی نے مچھلی خریدی اور اپنی بیوی سے کہا کہ اسے پکاؤ اور خود سو گیا۔گھر والی مچھلی پکا کر کھا گئی اور چکناہٹ میں اس کے ہاتھ لت پت کر دیئے۔جب یہ بیدار ہوا تو کہنے لگا۔مچھلی لاؤ۔گھر والی نے کہا کہ آپ مچھلی کھا چکے ہیں۔کہنے لگا۔تم سچ کہتی ہو لیکن میں سیر نہیں ہوا۔

تین بار کھا کر روزہ:

غندر سے کہا گیا کہ لوگ آپ کی سلامتی طبع کی تعریف کرتے ہیں ہمیں اس کے متعلق کوئی صحیح واقعہ تو سنایئے۔کہنے لگا میں نے ایک دن روزہ رکھا تو اس میں تین دفعہ بھول کر کھایا

marfat.com

جولاہے کا مرثیہ:

مدائنی کہتے ہیں کہ اسماء بن خارجہ نے ایک عورت کو مرثیہ کہتے ہوئے سنا جو درج ذیل اشعار میں بیان کر رہی تھی۔

فمن للمنابر و الخافقات و الجرد بعد امام العرب

و من للطّعان غداة الهیاج و من یمنع البیض عند الهرب

و من للعفاة و فک العتاة و من یفرج الکرب عند الکرب

''امام عرب کے بعد کون ہے جو منبروں، جھنڈوں اور کم مُو گھوڑوں کا استعمال کرے اور سخت لڑائی میں جو نیزوں کا مقابلہ کرے اور بھاگتے وقت تیز تلواروں کو روکے اور پاکدامن عورتوں کی حفاظت کرے اور سرکشوں کا مقابلہ کرے اور کون ہے جو مصیبت کے وقت مصیبت سے نجات دلائے''۔

یہ سن کر اسماء نے کہا کہ یہ عورت تو بہت بڑے شریف انسان کے محاسن بیان کر رہی ہے۔ یہ کون ہوگا؟ تو لوگوں نے کہا کہ یہ فلاں سبزی فروش ابن وردان جولاہا ہے۔ تو اسماء نے کہا کہ یہ تو دو مصیبتوں سے بڑھ کر ہے۔

پسندیدہ کتّا:

مدائنی کہتے ہیں کہ ایک شخص کی کسی دوسرے شخص سے ملاقات ہوئی اس کے پاس دو کتے تھے۔ پہلے نے دوسرے سے کہا کہ ان میں سے ایک کتا مجھے دے دو۔ تو اس نے کہا کہ ان میں سے کون سا تمہیں پسند ہے مجھے سفید کی بنسبت کالا زیادہ پسند ہے؟ تو پہلے نے کہا کہ مجھے سفید دے دو۔ تو اس نے کہا کہ مجھے سفید ان دونوں سے زیادہ پسند ہے۔

دو کپڑے:

طارق کہتے ہیں کہ خلال کے پاس ایک آدمی آیا تو اس نے اسے کپڑے پہنائے تو وہ آدمی کہنے لگا کہ مجھے امیر نے دو کپڑے دیئے میں نے ایک سے ازار باندھا اور دوسرے کو چادر بنا کر اوڑھا اور اپنے جسم کو ڈھانپا۔

marfat.com

تجھے نکالنے کیلئے کسی کو نہ لاؤں کہیں جانا نہیں۔

جیل میں رات:

ابن خلف بیان کرتے ہیں کہ محمد نے بیان کیا کہ ''شراعۃ العس'' نامی آدمی کو پکڑ کر جیل بھیج دیا گیا تو اس نے جیلر سے کہا کہ اللہ آپ کو سلامت رکھے میں قسم کھاتا ہوں کہ جیل میں اپنی بیوی کے بغیر ہرگز رات نہیں گزاروں گا۔

سفر کرنا سیکھنا:

ایسے ہی بیان کرتے ہیں کہ مجھے میرے ایک ساتھی نے بتایا کہ ناجیہ نے بغداد سے نکلنے کا ارادہ کیا تو گھر میں سیڑھی رکھی اور اس پر اترنے اور چڑھنے لگا۔ پوچھا گیا کہ یہ کیا کر رہے ہو تو کہنے لگا کہ سفر کرنا سیکھ رہا ہوں۔

حصول یقین:

اسی طرح بیان کرتے ہیں کہ ایک دفعہ ناجیہ پانی میں داخل ہوا جب پانی ٹخنوں تک پہنچا تو چیخ کر بولا۔ ڈوب رہا ہوں۔ لوگوں نے پوچھا۔ کیسے؟ کہنے لگا کہ میں نے چاہا کہ مجھے یقین ہو جائے۔

مجھ جیسا:

ابن خلف کہتے ہیں کہ میں ابو یعقوب کے پاس آیا اس وقت وہ حالت نزع میں تھے۔ انہیں لا الٰہ الا اللہ کی تلقین کی گئی تو کہنے لگے۔

أمثلی یرع بالنّائیات و یخشی حوادث صرف الزمن

اذلّنی اللّٰہ ذلّ الحمار و ادخلنی حرّ أمی اذن

''کیا کوئی مجھ جیسا مصائب اور حوادثاتِ زمانہ سے ڈرنے والا ہے۔ مجھے اللہ نے گدھے کی طرح ذلیل کیا اور میری ماں کی شرمگاہ میں مجھے داخل کیا''۔

marfat.com

ختنے نہیں کرائے:

فرماتے ہیں کہ مجھے ایک ادیب نے بتایا کہ کہ ایک آدمی نے اپنے بیٹے کے ختنے کرانے کا ارادہ کیا تو ختنہ کے وقت حجام سے کہنے لگا کہ اس کے ساتھ نرمی کرنا کیونکہ اس کا ختنہ کبھی نہیں ہوا۔

ملک الموت!:

عثمان بن عمر کہتے ہیں کہ ایک عورت کا خاوند مرنے لگا تو اس سے کہا گیا کہ آپ اپنے شوہر کے پاس رہ کر اسے رخصت کریں تو اچھا ہو۔ کہنے لگی کہ میں ڈرتی ہوں کہ ملک الموت مجھے پہچان لے گا۔

ابھی راستے میں!:

ابراہیم کا ایک وکیل تھا اسے خلیل کے نام سے پکارا جاتا تھا وہ سامان لے کر آیا تو ابراہیم نے اس سے پوچھا کہ تم کب آئے ہو؟ تو کہنے لگا: "غداً" یعنی آئندہ کل۔ تو ابراہیم نے کہا کہ پھر تو تم ابھی راستے میں ہو۔

جلدی بوڑھا ہونا:

بیان کرتے ہیں کہ میں نے ابوبکر بن محمد کو یہ کہتے سنا کہ میں نے ابوالعبر سے پوچھا کہ آپ بہت جلدی بوڑھے ہو گئے ہیں۔ کہنے لگا کہ میں کیسے جلدی بوڑھا نہ ہوتا جبکہ میں روزانہ صبح سویرے ہر اس شخص کے پاس جاتا ہوں جس کا میرے ساتھ کام ہوتا ہے۔ بھیڑوں کے ساتھ چراگاہ جاتا ہوں اور مرغوں کی آواز کے ساتھ اٹھایا جاتا ہوں۔ یہ دیکھو ابن حمدان ایک لاکھ درہم کا مالک ہے۔ ایک دفعہ میں اس کے پاس گیا تو وہ چھینکا۔ میں نے کہا: یرحمك اللّٰہ (اللہ تعالیٰ تجھ پر رحم فرمائے) تو اس نے مجھے جواب میں کہا: یعرفك اللّٰہ اللہ تعالیٰ تجھے پہچانتا ہے۔

marfat.com

ہوا اور سیدھا اس جگہ جا پہنچا۔ وہ مٹکا ہمیں ملا۔ ہم نے اسے اکھاڑا اور میں نے آگے مزید تلاش کی اور شکاری کے کہنے کے مطابق گڑھا کھودنے آگے بڑھا وہاں ہمیں مال سے بھرے ہوئے سات مٹکے ملے۔ وہ سب معزّ الدّولہ کے پاس لے آئے۔ معزّ الدّولہ اس سے بہت خوش ہوئے اور شکاری کیلئے دس ہزار درہم کا اعلان کیا۔ لیکن شکاری نے قبول کرنے سے انکار کر دیا اور کہنے لگا کہ میں کچھ اور چاہتا ہوں۔ معزّ الدّولہ نے پوچھا کہ وہ کیا ہے؟ کہنے لگا کہ وہ یہ ہے کہ آپ اس علاقے کے شکار کو میرے لئے مخصوص کر دیں اور میرے علاوہ کسی اور شکاری کو اجازت نہ ہو۔ یہ سن کر امیر مسکرایا اور شکاری کی اس حماقت پر تعجب کا اظہار کیا اور اس کا یہ مطالبہ منظور کر لیا۔

رمضان المبارک:

مدائنی، عمرو بن حسن سے نقل کرتے ہیں کہ یمن کا ایک گھرانہ اپنے گھروں سے نکلا اور پہاڑ کی چوٹی میں جا کر چھپ گیا۔ اور یہ کہنے لگے کہ ہم رمضان المبارک سے بھاگ کر یہاں آئے ہیں۔ رمضان یہاں نہیں آ سکتا۔

کنواری اور شادی شدہ:

ابو علی الدارنی کہتے ہیں کہ طالقانی امام اعظم رحمۃ اللہ علیہ کے اصحاب میں سے تھا اور بہت بیوقوف تھا۔ ایک دن اس نے ابو عقیل سے کہا کہ آپ کا بیوہ عورت کے متعلق کیا مذہب ہے۔ کیا بیٹے کیلئے اس کا نکاح کرانا جائز ہے؟ تو ابن عقیل نے جواب دیا کہ اس میں تفصیل ہے اگر وہ باکرہ ہے یعنی کنواری ہے تو جائز ہے اور اگر ثیبہ ہے یعنی شادی شدہ ہے تو جائز نہیں۔ (اس کا بیٹا ہے پھر بھی کنواری ہے۔ واہ!) تو طالقانی نے کہا کہ میں نے ایسی تفصیل نہ دیکھی ہے نہ سنی ہے۔

طالقانی سے لوگ مسائل بھی دریافت کرتے تھے۔ ایک مرتبہ ان سے پوچھا گیا کہ اس مسئلہ میں آپ کیا فرماتے ہیں کہ اگر مردہ چوہا کسی چیز پر چل کر گزرے تو کیا اس سے وہ چیز نجس ہو جائے گی۔ تو طالقانی نے جواب دیا: نہیں۔

marfat.com

کھانے میں مصروف ہو گئے اور وہ بیوقوف وہاں لٹکے ہوئے پردوں کو دیکھنے لگا تمام دیواروں پر پردے لٹکے ہوئے تھے۔لوگوں نے اسے کہا کہ آپ کھانا کیوں نہیں کھا رہے؟ کہنے لگا: خدا کی قسم! ان لمبے پردوں سے میں بہت تعجب میں مبتلا ہوں اتنے بڑے بڑے پردے اتنے چھوٹے دروازے سے اندر کیسے لائے گئے۔

عاشورہ رمضان میں:

ابراہیم بن دینار بیان کرتے ہیں کہ ایک آدمی جس کی کنیت ابو الغوث تھی اس کے متعلق کہا جاتا تھا کہ وہ فقیہہ ہے اور تھوڑا بیوقوف بھی ہے۔ چنانچہ میں نے اس سے ایک مسئلہ پوچھا کہ اگر ایک آدمی عاشورہ کے روزے کی منت مانتا ہے اور پھر اتفاقاً عاشورہ رمضان المبارک میں آجاتا ہے۔تو کیا رمضان کا روزہ رکھنے سے منت پوری ہو جائے گی؟ تو کہنے لگا کہ خرقی نے اس کے جواز پر تصریح فرمائی ہے۔میں نے پوچھا کہ اس آدمی کے بارے میں کیا فرماتے ہیں جو اپنی بیوی کو طلاق دیتا ہے اور پھر اسے وقف کر دیتا ہے تو کیا وہ اس وقف میں حاکم کے فیصلے کا محتاج ہے یا نہیں؟ تو کہنے لگا کہ امام اعظم رحمۃ اللہ علیہ کے مذہب میں تو محتاج ہے جبکہ ہمارے مذہب یعنی مذہب شافعی کے مطابق وقف صحیح ہے۔

دوبارہ ایسامت کرنا:

ایک بیوقوف مریض کی عیادت کرنے لگا۔عیادت کرنے کے بعد جب جانے لگا تو اس مریض کے گھر والوں سے کہنے لگا۔ بھائی! ہمارے ساتھ دوبارہ ایسا نہ کرنا جیسا کہ فلاں کے انتقال کے دن کیا تھا۔اس کا انتقال ہوا تو آپ نے ہمیں بتایا ہی نہیں۔ جب مریض کا انتقال ہو جائے تو ہمیں ضرور اطلاع دینا ہم بھی نماز جنازہ میں شریک ہو جائیں گے۔

گنتی کرلو:

صقلاطی بیان کرتے ہیں کہ ہمارے ہاں مغربی طرف ایک آدمی کا غلام رہتا تھا اسے اس کے آقا نے ایک بستی سے بکریاں لانے بھیجا تو بستی والوں نے دس باربردار جانور دے کر بھیجا اور ایک رقعہ میں جانوروں کی تعداد لکھ کر ساتھ کر دیا۔لیکن غلام نو جانور لے کر آیا۔

marfat.com

کیا حال ہے؟ کہنے لگا کہ میری حالت بہتر ہوتی اگر میرا یہ پڑوسی نہ ہوتا۔ یہ رات کو میرے پاس آیا اس وقت میری بیماری شدید تھی۔ مجھ سے کہنے لگا۔ اے ابو حامد آپ کو معلوم ہے کہ زنجویہ انتقال کر گئی ہے۔ میں نے کہا: "رَحِمَہُ اللہ!" (حالانکہ رَحِمَھَا اللہ کہنا چاہئے تھا)

اپنے والد سے بڑا:

بزار کہتے ہیں کہ ایک دن ابو حامدہ مؤمل بن حسن کے پاس گیا وہ حالت نزع میں تھے۔ ان سے پوچھنے لگے کہ حامد کی عمر کیا ہے؟ انہوں نے کہا کہ چھیاسی سال۔ تو کہنے لگا کہ پھر تو آپ اپنے والد سے بڑے ہیں جب سے کہ اس کا انتقال ہوا ہے۔

پڑوسی کی گواہی:

ابو الفضل احمد ہمذانی کہتے ہیں کہ ایک عورت قاضی کے پاس آ کر کہنے لگی کہ میرے خاوند نے مجھے طلاق دی ہے۔ قاضی نے عورت سے پوچھا کہ تمہارے پاس گواہ ہے؟ عورت نے کہا: ہاں! میرا پڑوسی میرا گواہ ہے پھر عورت نے پڑوسی کو حاضر کیا۔ قاضی نے اس سے پوچھا۔ بھائی! آپ نے اس کے شوہر کو طلاق دیتے ہوئے سنا ہے؟ تو وہ کہنے لگا: میرے آقا! میں بازار گیا وہاں سے گوشت، روٹی شیرہ اور زعفران خریدا۔ قاضی نے کہا کہ میں نے آپ سے یہ نہیں پوچھا۔ صرف یہ بتاؤ کہ تم نے اس عورت کی طلاق سنی ہے یا نہیں؟ پڑوسی کہنے لگا کہ پھر میں یہ سارا سامان گھر پر رکھ کر پھر بازار گیا اور لکڑی اور سرکہ خریدا۔ قاضی نے کہا: یہ باتیں چھوڑو۔ اس نے کہا کہ بات تو ابتداء ہی سے کرنی چاہئے یہ بہت اچھی لگتی ہے۔ پھر کہنے لگا کہ اس کے بعد میں گھر میں ٹہل رہا تھا تو میں نے اس کے گھر میں چیخ و پکار کی آوازیں سنیں اور پھر میں نے طلاق کی آوازیں سنیں۔ پھر آگے کا مجھے پتہ نہیں کہ اس عورت نے اس کو طلاق دی یا شوہر نے طلاق دی ہے۔

چار درہم افیون کا نسخہ:

بیان کرتے ہیں کہ مجھے اہل سابور کی ایک جماعت نے بتایا ان میں کاتب بھی تھے اور تاجر وغیرہ بھی تھے۔ انہوں نے بیان کیا کہ ہمارے ہاں ۳۴۰ھ میں شہر کے کاتبوں میں سے

marfat.com

مصرعہ یہ ہے کہ "و لیس لداء الرکبتین طبیب" یعنی گھٹنوں کی بیماری کیلئے کوئی طبیب نہیں ہے۔ یعنی یہ لاعلاج مرض ہے۔ یہ سن کر مریض نے کہا کہ اللہ تجھے بھی خیر کی خوشخبری نہ دے۔ کاش! تجھے پہلا مصرعہ یاد ہوتا اور یہ دوسرا مصرعہ تو بھول جاتا۔

آنکھوں کا مریض:

کہتے ہیں کہ ایک مرتبہ میں اپنے ایک دوست کے پاس گیا۔ اس کو آنکھوں کا مرض لاحق تھا۔ میرے ساتھ ایک احمق آدمی بھی تھا۔ اس نے اس مریض سے پوچھا کہ آپ کی آنکھیں کیسی ہیں؟ مریض نے کہا کہ آنکھوں میں تکلیف ہے۔ اس احمق آدمی نے کہا: خدا کی قسم! فلاں کی آنکھوں میں کچھ دن تکلیف رہی پھر وہ آنکھ ضائع ہوگئی۔ اس بات سے مجھے بہت حیاء آئی تو میں وہاں سے جلدی جلدی نکل آیا۔

عجیب شغل:

علی بن محسن اپنے والد سے نقل کرتے ہیں کہ انہوں نے کہا: ایک آدمی نے اپنا مال ضائع کرڈالا صرف پانچ ہزار دینار اس کے پاس رہ گئے۔ اس نے کہا کہ میں یہ چاہتا ہوں کہ یہ پانچ ہزار دینار بھی جلدی جلدی ختم ہو جائیں تاکہ میں دیکھ لوں کہ میں ان کا کیا کرتا ہوں۔ اس کے ایک دوست نے اسے یہ طریقہ بتایا کہ آپ روزانہ سو دینار سے شراب کی بوتل خریدیں اور ایک ہی دن میں آپ پانچ سو دینار گانے والیوں کی اجرت اور پھل کے ساتھ کھانا کھانے پر خرچ کرتے رہیں۔ پھر جب شراب ختم ہونے کے قریب ہو جائے تو ان بوتلوں کے دریمان چوہے چھوڑ کر ان پر بلی چھوڑ دیں۔ وہ بوتلوں کے درمیان جنگ لڑتے رہیں گے جس سے وہ بوتلیں ٹوٹ جائیں گی اور ٹوٹے ہوئے شیشے ہم لوٹ لیں گے۔ کہنے لگا کہ یہ طریقہ بہتر ہے۔ چنانچہ یہ عمل شروع کیا جب شراب پی کر مدہوش ہو جاتا تو دو چوہے اور ایک بلی بوتلوں میں چھوڑ دیتا جس سے شیشے ٹوٹ جاتے اور وہ ہنستا رہتا۔ اس کے دوست ٹوٹے ہوئے شیشے جمع کر کے بیچ دیتے۔ اس شخص کا بیان ہے جس نے اسے یہ مشورہ دیا تھا کہ میں کچھ عرصہ بعد اس کے پاس گیا تو وہ گھر کا سامان بیچ کر خرچ کر چکا تھا اور

marfat.com

ہے۔ آپ کو وہ دن یاد ہے جس دن گانے والی نے مجھ پر شوربہ پھینکا تھا۔ میں نے کہا: جی ہاں! پھر میں نے پوچھا کہ یہ مال آپ کے پاس کہاں سے آیا؟ تو کہنے لگا کہ مصر میں میرے باپ کے خادم اور چچازاد بھائی مر گئے۔ انہوں نے میرے لئے تیس ہزار دینار چھوڑے۔ وہ مال میرے پاس لایا گیا اس وقت جبکہ میں روئی میں لپٹا ہوا تھا۔ اس سے میں نے گھر تعمیر کیا اور یہ سب کچھ پانچ ہزار دینار کا خریدا اور پانچ ہزار دینار میں نے ناگہانی آفات کیلئے دفن کر دیئے ہیں۔ دس ہزار دینار کی زمین خرید لی ہے۔ یوں میرا گزارہ چل رہا ہے۔ میں کافی عرصہ سے آپ کی تلاش میں تھا۔ اب میں ہمیشہ کیلئے کبھی بھی آپ کے ساتھ نہیں رہوں گا۔ پھر حکم دیا۔ اے غلامو! اس کو نکال دو۔ چنانچہ انہوں نے مجھے ٹانگ سے پکڑ کر باہر نکالا دیا۔ میں راستے میں پڑا تھا اور وہ مجھے دیکھ کر ہنس رہا تھا۔

تیرا گھر ہے یا بصرہ:

ربیعہ بن عقیل یربوعی حضرت امیر معاویہ رضی اللہ عنہ کے پاس گیا اور درخواست کی۔ اے امیر المؤمنین! میرے گھر کی تعمیر میں تعاون فرمایئے۔ حضرت امیر معاویہ رضی اللہ عنہ نے پوچھا کہ تیرا گھر کہاں ہے؟ تو کہنے لگا کہ بصرہ میں ہے اور وہ دو مربع فرسخ سے بھی بڑا ہے۔ حضرت امیر معاویہ رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ تیرا گھر بصرہ میں ہے یا پورا بصرہ تیرے گھر میں ہے۔

نرم سواری!:

ابن سلام بیان کرتے ہیں کہ مہدی نے اپنے وزیر یعقوب بن ابی داؤد کے بیٹے کو لونڈی دی۔ جب کچھ دن بعد اس سے حال احوال پوچھا تو کہنے لگا: اے امیر المؤمنین! آپ نے میرے اور زمین کے درمیان اس سے بڑھ کر نرم سواری نہیں دیکھی سوائے فرمانبرداری کے۔ یہ سن کر مہدی یعقوب کی طرف متوجہ ہوا اور اس سے پوچھا کہ تمہارے خیال میں یہ اس سے کسے مراد لیتا ہے۔ میں ہوں یا آپ؟ تو یعقوب نے کہا کہ ہر چیز سے احمق کی حفاظت ممکن ہے لیکن حماقت و بیوقوفی سے اس کی حفاظت نہیں کی جا سکتی۔ (کیونکہ اس کا بیٹا ان الفاظ میں لونڈی کی تعریف کر رہا تھا)

marfat.com

(حالانکہ کنواں تو ایک ہی تھا)

چوزے نکالنا ہیں:

ایک آدمی کا بچہ گم ہو گیا وہ نوحہ کرنے والی عورتوں کو بلا لایا۔ انہوں نے اس پر خوب ماتم کیا۔ چند دن وہ اسی حالت میں رہے۔ ایک دن اس کا باپ چھت پر چڑھا تو بچے کو گھر کے کونے میں بیٹھا دیکھ کر پوچھا۔ بیٹے! تم زندہ ہو۔ تمہیں معلوم نہیں ہم کتنے غمگین ہیں۔ بیٹے نے کہا کہ مجھے معلوم تھا۔ لیکن یہاں کچھ انڈے پڑے تھے میں ان کو سینے کیلئے مرغی کی طرح بیٹھا ہوا تھا۔ یہاں سے ہلنا میرے لئے ممکن نہیں تھا۔ میں چوزے پیدا کرنا چاہ رہا تھا مجھے چوزے بہت پسند ہیں۔ یہ سن کر والد نے گھر والوں کی طرف جھانک کر کہا کہ مجھے میرا بیٹا زندہ مل گیا ہے لیکن تم رونا دھونا بدستور جاری رکھو۔

سری میں ٹخنے:

ایک بیوقوف آدمی اپنے بیٹے کیساتھ سری کھا رہا تھا۔ باپ بیٹے سے زیادہ بیوقوف تھا۔ بیٹے نے کہا: ابا جان! اگر سری میں آپ کو ٹخنے ملیں تو مجھے دے دیجئے گا میں ان سے کھیلوں گا۔ باپ نے کہا: تیری آنکھیں سوج جائیں دیکھتے نہیں یہ تلی ہوئی مچھلی ہے کہ اس میں ٹخنے ہوتے۔

بچپن سے سالن کی عادت:

بیان کرتے ہیں کہ میں کوفہ گیا تو وہاں ایک بچے کو دیکھا کہ جو دیوار کے ایک سوراخ کے پاس کھڑا تھا اور اس کے ہاتھ میں روٹی تھی۔ وہ لقمہ توڑ کر دیوار کے سوراخ میں رکھتا اور کھا لیتا۔ میں اسے دیکھ ہی رہا تھا کہ اتنے میں اس کے والد نے اسے دیکھ کر پوچھا کہ یہ کیا کر رہے ہو؟ تو بیٹا کہنے لگا۔ ابا جان! اس گھر کے لوگوں نے سالن پکایا ہے یہاں اس کی خوشبو آرہی ہے میں اس خوشبو سے روٹی کھا رہا ہوں۔ یہ سن کر باپ نے اسے تھپڑ مار کر کہا کہ بچپن ہی سے سالن کے ساتھ روٹی کھانے کی عادت ڈال رہے ہو۔

بیس مرتبہ تلاش:

ایک بیوقوف نے اپنے دوست کو دیکھ کر کہا کہ میں آج تجھے بیس مرتبہ تلاش کر چکا ہوں

marfat.com

دیکھیں گے تو آپ یہ تمنا کریں گے کہ اللہ تعالیٰ آپ کے ہاتھ پیر کاٹ دیتا اور ریڑھ کی ہڈی توڑ دیتا اور تیرے سر کو خون آلود کر دیتا۔ یہ سن کر لوگ اس پر چیخے اور خوب ہنسے۔ عمرو نے کہا: کوئی بات نہیں اس کا مطلب صحیح ہے اور نیت اچھی ہے اگر چہ اس نے تعبیر میں غلطی کی ہے۔

حبّہ کم دو قیراط:

ایک بیوقوف آدمی اپنی ماں کے پاس جا کر کہنے لگا۔ امی جان! میرے پاس ایک حبّہ کم دو قیراط ہیں انہیں سنبھال کر رکھیں۔ کچھ دیر بعد آ کر ماں سے وہ حبّہ واپس لیا اور اسے تولا۔ تولنے والے نے کہا کہ یہ نصف دانق ہے۔ آ کر ماں سے لڑنے لگا۔ اتنے میں اس کا والد آیا اور پوچھا کہ کیوں ماں سے لڑ رہے ہو؟ کہنے لگا کہ میں نے اسے ایک حبّہ کم دو قیراط دیئے تھے اور اس نے مجھے نصف دانق واپس دیا ہے۔ باپ نے کہا کہ تجھے اللہ سے حیاء نہیں آتی کہ اپنی والدہ سے دو حبّے کے نقصان پر لڑتے ہو۔ (حالانکہ حبّہ بھی قیراط کو کہتے ہیں اور نصف دانق بھی ایک قیراط کو ہی کہتے ہیں)

داڑھ میں درد:

ایک بیوقوف آدمی نے اپنے غلام سے کہا کہ جب ہم حکیم کے پاس سے گزریں تو مجھے میری داڑھ کا درد یاد دلانا تا کہ میں اس سے اس کی دواء پوچھ لوں۔ غلام نے کہا: میرے آقا! اگر تجھے داڑھ میں درد ہوگا تو وہ درد آپ کو خود ہی یاد دلاتا رہے گا۔

اللہ المستعین:

ایک احمق کی یہ عادت تھی کہ جب اسے غصے آجاتا تو وہ کہتا۔ "اللّٰــه المستعين" یعنی اللہ تعالیٰ مدد مانگنے والا ہے۔

ہاتھ دھو لو:

ایک بیوقوف مریض کے پاس جا کر کہنے لگا۔ لوگو! جب تم مریض کو اس حالت میں دیکھ لو تو اس سے ہاتھ دھو لو۔ (یعنی وہ چل بسے گا)

marfat.com

اور اچھلتا جا رہا تھا۔ پاس کھڑے ایک آدمی نے کہا: کیا یہ گھوڑا تمہارا ہے؟ کہنے لگا نہیں۔ گھوڑا میرا نہیں لیکن لگام میری ہے۔

موت کی علامت:

قبیصہ بن مہلب نے ٹڈی دیکھی جو اڑ رہی تھی۔ تو اہل مجلس سے کہنے لگا کہ تمہیں اس سے گھبرانے کی ضرورت نہیں یہ تو میری موت کی نشانی ہے۔

سوالاتِ قبر:

ایک احمق آدمی کسی کے پاس اس کے بھائی کی تعزیت کرنے گیا تو یوں کہنے لگا "اللہ تعالیٰ تمہیں عظیم اجر عطا فرمائے اور تیرے بھائی پر رحم فرمائے اور یاجوج ماجوج کے سوال کے وقت اس کی مدد فرمائے۔ یہ سن کر حاضرین ہنسنے لگے اور اس سے پوچھا بدبخت! کیا یاجوج ماجوج قبر میں لوگوں سے سوال کرتے ہیں؟ کہنے لگا کہ اللہ تعالیٰ ابلیس پر لعنت کرے۔ میں ہاروت ماروت کہنا چاہ رہا تھا لیکن ابلیس نے یاجوج ماجوج زبان سے نکال دیا۔ (حالانکہ سوال منکر نکیر کرتے ہیں)

پیروں میں موزے:

ایک عورت کا انتقال ہوا تو اس کے شوہر نے اس کیلئے چھوٹا کفن خریدا۔ غسل دینے والی عورت نے کہا کہ کفن چھوٹا ہے۔ تو شوہر کہنے لگا کہ پیروں میں موزے پہنا دو۔

جہنّمی سر:

ایک واعظ نے اپنے وعظ میں بیان کیا کہ جب قیامت کا دن ہوگا تو جہنم سے ایک سر نکلے گا جو اس طرح کا ہوگا اور یوں ہوگا۔ مجلس میں ایک آدمی خوف سے کانپ رہا تھا۔ واعظ نے کہا: تجھے کیا ہوا کیا تم اللہ کی قدرت کا انکار کرتے ہو؟ اس نے کہا نہیں بلکہ میں حجام ہوں اگر یہ سر مونڈنا میرے ذمے لگا دیا گیا تو میں کیا کروں گا۔

ایک بیوقوف نے سنا کہ یوم عاشورہ یعنی دس محرم کا روزہ سال بھر کے روزوں کے برابر ہے۔ تو اس نے ظہر تک روزہ رکھا اور پھر روزہ توڑ کر کہنے لگا کہ میرے لئے چھ مہینے ہی کافی ہیں۔

marfat.com

چھوٹے ہیں۔کیا خیال ہے یہ بال اُگ کر بڑے ہو جائیں گے۔

پسوؤں کے دن:

ابو العیناء بیان کرتے ہیں کہ میں حمص میں تھا تو میرے پڑوسی کی بیٹی مر گئی میں نے اس سے پوچھا کہ کتنی عمر کی تھی؟ کہنے لگا کہ مجھے معلوم تو نہیں البتہ یہ پسوؤں کے دنوں میں پیدا ہوئی تھی۔

دو میں سے درمیانہ:

اصمعی کہتے ہیں کہ میں نے ایک آدمی سے کہا کہ تم کہاں تھے؟ اس نے کہا کہ میں فلاں کے بیٹے کے جنازے میں گیا تھا۔ میں نے پوچھا۔ یہ اس کا کون سا بیٹا تھا۔تو کہنے لگا کہ اس کے دو بیٹے تھے ان میں درمیانے کا انتقال ہوا تھا۔

کیسی سرگوشی:

ثمامہ کہتے ہیں کہ میرے پاس ایک آدمی آیا اور کہنے لگا کہ گزشتہ رات میں نے دیکھا ہے کہ امیر المؤمنین آپ سے سرگوشی کر رہے تھے اور آپ میری طرف دیکھ رہے تھے۔قسم بخدا! ضرور بتایئے کہ امیر المؤمنین نے آپ سے میرے متعلق کیا کہا۔

کتّے کو کاٹ لیا:

بیان کیا جاتا ہے کہ ایک بیوقوف آدمی نے کتا پکڑا اور اسے کاٹ لیا۔اور کہنے لگا کہ اس کتّے نے مجھے چند دن پہلے کاٹا تھا اور میں نے چاہا ہے کہ میں یہ شعر کہنے والے کی مخالفت کروں۔

شاتمني عبد بني مسمع فصنت عنه النفس و العرضا

و لم أجبه لاحتقاری له و من یعضّ الکلب ان عضّا

''بنو مسمع کے غلام نے مجھے گالی دی ہے تو میں نے اس سے اپنے آپ کو اور اپنی عزّت کو بچالیا ہے اور اسے حقیر سمجھ کر کوئی جواب بھی نہیں دیا۔اور ایسا آدمی کون ہے کہ اگر کتا اسے کاٹے تو وہ بھی کتے کو کاٹ لے''۔

marfat.com

ڈھائی ہزار درہم صدقہ کر دوں گا۔ اگر آپ کو بھروسہ نہیں ہے تو تین ہزار درہم دے کر باقی روک لے۔ اگر میں نے صدقہ دے دیا تو باقی دے دینا ورنہ جس پر چاہے تو خود ہی صدقہ فرما دے۔

بچہ بغل میں:

ایک بیوقوف آدمی گھر سے نکلا۔ اس کے ساتھ اس کا بچہ تھا جو کہ سرخ قمیض پہنے ہوئے تھا۔ یہ بچے کو کندھے پر اٹھا کر بھول گیا۔ جسے دیکھتا اس سے پوچھتا کہ آپ نے سرخ قمیض والا بچہ دیکھا ہے۔ ایک آدمی نے کہا شاید وہ بچہ یہی ہو۔ جو آپ کے کندھے پر ہے اس نے سر اٹھا کر دیکھا۔ اور پھر بچے کو تھپڑ رسید کر کے کہا کہ میں نے تجھے کہا نہیں تھا کہ جب میرے ساتھ چلے تو مجھ سے جدا نہ ہونا۔

زمین پر مینار:

ایک بیوقوف آدمی جامع مسجد کا مینار دیکھ کر کہنے لگا کہ ان لوگوں نے کیا ہی لمبا مینار تعمیر کیا ہے۔ دوسرے بیوقوف نے کہا کہ جاہل کہیں کے چپ ہو جا۔ کیا تو نے دنیا میں اتنا لمبا آدمی دیکھا ہے؟ یہ انہوں نے پہلے زمین پر بنایا ہے اور پھر کھڑا کیا ہے۔

گدھا کیوں بنا:

بیان کرتے ہیں کہ میں نے ایک لمبی داڑھی والے آدمی کو دیکھا کہ گدھے پر سوار ہے اور اسے مار رہا ہے۔ میں نے کہا کہ جانور ہے نرمی کرو۔ تو کہنے لگا کہ جب اس میں چلنے کی طاقت نہیں تھی تو پھر گدھا کیوں بنا۔

اظہارِ فخر:

ایک مصری اور یمنی ایک دوسرے کے مقابلے میں فخر کا اظہار کر رہے تھے۔ مصری نے کہا کہ خدا کی قسم! یمنی تو ہلاک ہو جاتے اگر رسول نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم ان میں سے نہ ہوتے اور نہ ہی یمنی جنت میں داخل ہو پاتے۔ تب یمنی نے کہا کہ اگر رسول نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نہ ہوتے تو ابن مہلب اور اس کی اولاد بذریعہ جنگ تلوار کی طاقت کے زور پر جنت میں چلے جاتے۔

marfat.com

تعزیتی خط:

ایک بیوقوف آدمی نے ایک شخص کی بیٹی کے انتقال پر تعزیتی خط لکھا اس میں لکھا۔ جنابِ عالی! مجھے آپ کی مصیبت کی اطلاع ملی۔ لیکن یہ کوئی مصیبت نہیں ہے کیونکہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا ہے کہ جس کی ایک بیٹی مرجائے اس کو اتنا اجر ملتا ہے جتنا کہ اس کے جانے پر نقصان ہوا ہے قسم بخدا! اور جس کی دو بیٹیاں وفات پا جائیں تو اسے اتنا اجر ملتا ہے جتنا کہ دوبارہ نقصان ہوتا ہے۔ اور پھر یہ بات بھی ہے کہ حضور نبی کریم ﷺ کی بیٹی حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا بھی انتقال کر چکی ہیں تو تیری یہ مختونہ بیٹی کون ہے کہ جو نہ مرتی۔ (استغفر اللہ)

صبح بخیر!:

محمد بن ابی سعید سلیم الجانب نے ابوالحسین طیوری سے سنا۔ اس نے ایک ادیب سے عربی سیکھنے کی درخواست کی۔ ادیب نے اسے سکھایا کہ جب آپ کسی کے ہاں جائیں تو اسے یہ کہیئے۔ ''انعم الله صباحك'' صبح بخیر۔ تو بعض دفعہ وہ دن کے آخری حصے میں بھی جا کر یہی کہتا کہ صبح بخیر۔ تو لوگ یہ سن کر ہنستے۔

ابلیس و آدم علیہ السلام کا ستارہ:

قاضی القضاۃ ماوردی[6] نے بیان کیا کہ میں ایک مجلس میں اپنے ساتھیوں کو پڑھانے میں مصروف تھا اتنے میں ایک شیخ آئے جو تقریباً اسّی سال کے تھے۔ مجھ سے کہنے لگے کہ میں ایک مسئلہ میں حاضر ہوا ہوں جس کے حل کیلئے میں نے آپ ہی کا انتخاب کیا ہے۔ میں نے کہا کہ وہ مسئلہ کیا ہے؟ میرا تو خیال تھا کہ شاید کوئی بڑا حادثہ پیش آیا ہوگا جس کے متعلق یہ پوچھنا چاہ رہا ہے۔ لیکن اس نے پوچھا۔ اے شیخ! مجھے نجم ابلیس اور نجمِ آدم کے متعلق بتائیے کہ یہ دونوں کیا ہیں؟ کیونکہ ان دونوں کے متعلق ان کی عظمت کی وجہ سے علماءِ دین سے ہی معلوم کیا جا سکتا ہے۔ اس کے اس سوال سے حاضرین مجلس تعجب میں پڑ گئے۔ ایک جماعت نے تو انکار کیا اور اس کا مذاق اڑانے لگے۔ لیکن میں نے انہیں روک دیا اور کہا کہ بھائی! اس جیسا آدمی اسی قسم کے جواب سے خاموش اور خوش ہوتا ہے جو کہ اس کے مزاج

marfat.com

دیکھا ہے ان کے کپڑے میلے تھے۔اس نے کہا کل تو ہم نے اسے چار کپڑوں میں کفن دیا ہے۔اب یہ تو مناسب نہیں کہ اتنی جلدی اس کے کپڑے میلے ہو جائیں۔

آنے اور جانے کا حساب:

ایک موصلی آدمی سے کسی نے پوچھا کہ تمہارے اور فلاں جگہ کے درمیان کتنا فاصلہ ہے؟ تو کہنے لگا کہ جانے والے کے حساب سے تین میل اور آنے والے کے حساب سے دو میل ہے۔

دن چھوٹے:

ثمامہ نے اپنے دربان سے کہا کہ میں نے تجھے جو کام کہا ہے وہ جلدی سے کر ڈال کیونکہ دن چھوٹے ہو گئے ہیں۔دربان نے کہا میرے آقا! قسم بخدا! رات بھی تو اس طرح چھوٹی ہو چکی ہے۔

والد! بچپن میں انتقال:

ایک بیوقوف نے یوں دعا مانگی۔اے اللہ! میری والدہ، میری بہن اور میری بیوی کی مغفرت فرما۔کسی نے اس سے کہا کہ والد کو کیوں چھوڑا تو کہنے لگا کہ میں بچہ ہی تھا تو وہ انتقال کر گیا۔میں نے اسے نہیں پایا۔

یہاں اجنبی ہوں:

عبداللہ بن محمد کہتے ہیں کہ میں نے ایک دفعہ ایک آدمی سے پوچھا کہ اس مہینے کے کتنے دن باقی ہیں؟ اس نے مجھے دیکھا اور کہنے لگا۔قسم بخدا! میں اس شہر کا رہنا والا نہیں ہوں اس لئے مجھے بالکل علم نہیں۔

سات بائی آٹھ:

ایک بیوقوف کے گھر کی چھت کی لکڑی ٹوٹ گئی۔وہ اسی طرح کی لکڑی خریدنے گیا۔دوکاندار نے پوچھا کہ کتنی لمبی چاہیے؟ تو کہنے لگا: سات بائی آٹھ۔

marfat.com

وقت کانوں کی طرف اشارہ کیا) کہ ایک آدمی آیا اور اس نے زور سے گردن پر مارا (اس وقت سینے کی طرف اشارہ کیا) اور پھر لگاتار اس کی کوکھ پر مارتا رہا (اور سر کی طرف اشارہ کیا) یہ سن کر والی نے اس سے کہا کہ آپ کے متعلق میرا خیال ہے کہ آپ نے کتاب ''خلق الانسان'' یعنی انسان کی بناوٹ پڑھی ہوئی ہے۔ تو کہنے لگا۔ جی ہاں! میں نے اصمعی سے پڑھی ہے۔

اللہ اور فرشتے:

ایک بیوقوف سے کہا گیا کہ فلاں آدمی آپ کے بارے میں پوچھ رہا تھا تو وہ کہنے لگا اللہ اور فرشتے اس کو پوچھیں۔

ممتحن کون؟:

ایک بیوقوف آدمی قاضی کے پاس گیا اور اس کے سامنے بیٹھ کر کہنے لگا۔ اللہ تعالیٰ مجھے قاضی صاحب کا محتاج بنائے فلاں آدمی کا انتقال ہوا اور اس نے اپنے پیچھے ان کے سوا کوئی نہ چھوڑا اور میرے بھائی مجھ پر ظلم کر رہے ہیں۔ میرے رشتے دار نو ہیں اور وہ ایک ہیں وہ لوگ ہر دن قاضی کی گردن میں پگڑی ڈال کر میری طرف کھینچ کر لاتے ہیں تو قاضی نے کہا کہ ممتحن میرے علاوہ کوئی نہیں۔

تاریخی بصیرت:

ابو العنبس کہتے ہیں کہ ایک آدمی کشتی میں میرا ساتھی بنا۔ میں نے اس سے پوچھا کہ آپ کون ہیں؟ کہنے لگا کہ میں شامی ہوں۔ میرے دادا علی بن ابی سالم شاعرِ انبار خلیفہ منصور کے دوستوں میں سے تھے اور ان لوگوں میں سے تھے جنہوں نے واقعۂ فاروق میں ابو سالم بن یسار کے ساتھ درخت کے نیچے بیعت کی تھی جن دنوں میں حجاج بن یونس نے نہروان میں فرات کے کنارہ میں ابو سرایا کے ساتھ جنگ کی تھی۔ یہ سن کر ابو العنبس نے کہا کہ میں حیران ہوں کہ آپ کی کس چیز پر رشک کروں انساب سے واقفیت پر، تاریخی بصیرت پر یا اخبار و سیر پر؟

marfat.com

کیا ہے۔ امیر المؤمنین نے پوچھا کہ فلاں سے کون مراد ہے کہنے لگا کہ خدا کی قسم! میں اس کا نام نہیں جانتا البتہ اس کے دائیں گال پر گوشت کم ہے یا اس پر مارنے کے نشان ہیں یا تھپڑ لگنے کے نشان ہیں یا جلنے کے نشان ہیں یا میخ کے نشان ہیں یا اس کے بائیں گال میں ہیں۔ اس کا ایک غلام بھی ہے جس کا نام جریر ہے یا نجم ہے البتہ اس کے نام میں طاء ہے یا لام ہے یہ سن کر خلیفہ ہنس پڑا اور کہنے لگا کہ یہ آدمی نفسیاتی مریض ہے۔ پھر وہ آدمی کہنے لگا کہ جو چاہو مجھ سے پوچھ لو میں جواب دوں گا۔ خلیفہ نے کہا کہ تیری کتنی انگلیاں ہیں؟ کہنے لگا کہ تین پیر ہیں۔ یہ سن کر خلیفہ نے اسے باہر نکالنے کا حکم دیا۔ تو کہنے لگا کہ افسوس! میں یہ نہ کہتا جب میں داخل ہوا اس کا حجرہ عید کے دن کھول دیا گیا تھا تا کہ اس میں اخروٹ ڈال دیا جائے۔ خلیفہ نے حکم دیا کہ اس کے گھر تک کھانا اور انعام لے کر پہنچا دو۔

بیت الخلاء میں حماقت:

ایک بیوقوف آدمی لیٹرین میں داخل ہوا۔ اس نے شلوار کھولنے کا ارادہ کیا تو اس کی بجائے قمیض کے بٹن کھول دیئے اور شلوار میں پیشاب کر دیا۔

کانوں کا فائدہ:

بیان کیا جاتا ہے کہ اہل حمص کی ایک جماعت نے اعضاء رئیسہ کے فوائد کا تذکرہ چھیڑا۔ کہنے لگے کہ کان سونگھنے کیلئے ہیں منہ کھانے کیلئے اور زبان بولنے کیلئے ہے تو پھر ان دو کانوں کا کیا فائدہ ہے؟ اس مسئلہ کو وہ حل نہ کر سکے اور اس بات پر اتفاق کر لیا کہ اس کے متعلق قاضی سے پوچھیں گے۔ تو وہ قاضی کے پاس گئے۔ اس وقت قاضی صاحب کسی کام میں مشغول تھے یہ لوگ اس کے گھر کے دروازہ پر بیٹھ گئے۔ وہاں ایک درزی تھا جو کہ دھاگے لپیٹ کر کان کے پیچھے رکھ لیتا تھا۔ یہ دیکھ کر یہ لوگ پکار اٹھے کہ ہم قاضی کے پاس جس مسئلہ کیلئے آئے تھے وہ تو اللہ تعالیٰ نے یہیں حل کر دیا۔ اب معلوم ہوا کہ کان دھاگے رکھنے کیلئے پیدا کئے گئے ہیں۔ چنانچہ اس فائدہ کے حصول پر وہ خوشی خوشی واپس لوٹ آئے۔

marfat.com

یہ علم میں نے ان کو نہیں سکھایا یہ تو اللہ تعالیٰ کی طرف سے الہام ہوا ہے اور اس بات پر ہم اللہ تعالیٰ کے شکر گزار ہیں۔

بہترین کلام کی روایت:

کہتے ہیں کہ میں نے ایک لمبی داڑھی والے آدمی کو دیکھا جو کہ ایک واعظ کی مجلس میں کھڑا ہوا تھا۔ واعظ اس وقت حضرت عثمان بن عفان رضی اللہ عنہ کی شہادت کا واقعہ بیان کر رہا تھا جب فارغ ہوا تو یہ آدمی کہنے لگا میں تجھ سے خدا کی پناہ چاہتا ہوں تو نے منصور بن عمار کا کیسا ہی بہترین کلام روایت کیا ہے۔

تین احمقوں کا وفد:

ہارون الرشید کے پاس اہل حمص کے تین لوگوں کا وفد آیا۔ جب ایک داخل ہوا تو وہ ہارون کے سر کے پاس کھڑے غلاموں کو لونڈی سمجھ کر کہنے لگا: "السلام عليك يا ابا الجارية" تو اس کی گدّی پر مار مار کر اسے باہر نکال دیا گیا۔ دوسرا داخل ہوا تو اس نے کہا: "السلام عليك يا ابا الغلام" اسے بھی مار مار کر نکال دیا گیا۔ تیسرا داخل ہو کر کہنے لگا: "السلام عليك يا امير المؤمنين" امیر المؤمنین نے اس سے پوچھا آپ ان دو احمقوں کے ساتھ کیسے آئے؟ اس نے کہا: امیر المؤمنین آپ کو اس سے تعجب نہیں کرنا چاہئے اس لئے کہ جب انہوں نے آپ کو اس لباس میں دیکھا اور آپ کی لمبی داڑھی دیکھی تو ان کو یوں لگا کہ آپ ابو فلان ہیں۔ تب ہارون الرشید نے کہا کہ ان سب کو نکال دو۔ اللہ تعالیٰ اس شہر کو تباہ کر دے جس کے یہ شہری ہیں۔

لمبی داڑھی والا:

جاحظ کہتے ہیں کہ میں مقام منجد میں برادان کے پل پر ایک لمبی داڑھی والے آدمی کے پاس سے گزرا۔ ایک عورت اس سے کوئی چیز مانگ رہی تھی جو کہ اس کے پاس تھی۔ اور وہ عورت سے کہہ رہا تھا کہ اللہ تعالیٰ تم پر رحم کرے تیرا سامان میرے پاس آچکا ہے البتہ فرصت کی ضرورت ہے اور تم تو جلدی کی وجہ سے ہوا پر چل رہی ہو۔

marfat.com

موت سے پہلے طلاق:

ایک آدمی سے کہا گیا کہ آپ کے پاس بہت مال ہے۔ تیری صرف ایک بوڑھی ماں ہے اگر تو مر جائے تو وہ تیری وارث بن جائے گی اور تیرا مال ختم کر دے گی۔ بیٹے نے کہا کہ وہ میری وارث نہیں بن سکتی۔ پوچھا گیا کہ کیسے نہیں بن سکتی۔ تو کہنے لگا کہ میرے والد نے موت سے پہلے اسے طلاق دے دی تھی۔

نکاح کا خطبہ:

ابو اسود[8] نے اپنے بیٹے سے کہا کہ تیرا چچا زاد بھائی شادی کرنا چاہتا ہے نکاح تو نے ہی پڑھانا ہے اس لئے نکاح کا خطبہ یاد کرلو۔ تو بیٹا دو دن تک خطبہ یاد کرتا رہا۔ تیسرے دن باپ نے پوچھا بتاؤ تم نے کیا یاد کیا ہے؟ کہنے لگا کہ میں نے خطبہ یاد کرلیا ہے پوچھا کہ کیسے یاد کرلیا؟ بیٹے نے کہا: سنئے میں سناتا ہوں۔ "الحمد لللہ نحمدہ و نستعینہ و نتوکّل علیہ و نشھد ان لا الہ الّا اللّٰہ و أن محمّد ارسول اللّٰہ حیّ علی الصلوٰۃ حیّ علی الفلاح" یہ سن کر باپ نے کہا کہ ذرا ٹھہر جانا۔ ابھی نماز کھڑی مت کرنا میرا وضو نہیں ہے۔

پچاس جمع پچاس برابر چالیس:

ایک آدمی نے اپنا بیٹا معلم کے حوالے کیا۔ کچھ عرصے بعد والد نے پوچھا کہ تم نے کچھ حساب بھی سیکھا ہے؟ بیٹے نے جواب دیا۔ جی ہاں! والد نے کہا کہ پچاس اور پچاس کتنے ہوئے؟ بیٹے نے کہا۔ چالیس۔ والد نے کہا منحوس! بدبخت! پچاس کے پچاس بھی حاصل نہ ہوئے۔ پھر اسے مدرسے سے اٹھالیا اور کہا کہ تو کبھی کامیاب نہیں ہوسکتا۔

بہترین بیمار پرسی:

حامد بن عباس[9] کا ایک دوست بیمار ہو گیا تو اس نے اس کی عیادت کیلئے اپنے بیٹے کو بھیجنے کا ارادہ کیا۔ بھیجتے وقت اپنے بیٹے کو یہ نصیحت کی کہ بیٹا! جب وہاں داخل ہو جاؤ تو اونچی جگہ پر بیٹھنا اور مریض سے پوچھنا کہ آپ کو کیا تکلیف ہے؟ جب وہ کہے کہ فلاں فلاں تکلیف ہے تو جواب میں کہنا۔ انشاء اللہ! ٹھیک ہو جاؤ گے۔ پھر پوچھنا کہ کون سے حکیم سے

marfat.com

اس کیلئے نعم البدل کی دعا کرنے لگے کہ اتنے میں اس کا بیٹا آیا اور لوگوں کو دیکھ کر پوچھنے لگا کہ کیا ہوا تو لوگوں نے پورا واقعہ بتا دیا۔ یہ سن کر اس نے زور سے قہقہہ لگایا اور پھر کہنے لگا کہ ہمارا کچھ بھی نقصان نہیں ہوا۔ لوگوں نے گمان کیا کہ شاید اس کے متعلق اسے کچھ معلوم ہو یا خود اسی نے چھپایا ہو۔ تو انہوں نے جلدی سے جا کر اس کے والد کو خوشخبری دی کہ آپ کے بیٹے نے یوں کہا ہے۔ باپ نے کہا کہ اس معاملے میں آپ کو کیا معلوم ہے؟ تو کہنے لگا کہ صندوق کی چابی تو میرے پاس ہے؟ چور اسے نہیں کھول سکیں گے۔ تو باپ نے کہا: قسم بخدا! مجھے تمہاری اس خوشی سے بہت حیرانگی ہے۔

حضرت علی ہاشمی یا علوی:

ایک آدمی بیان کرتا ہے کہ وہ نصر صفی کے پاس اس کے گھر گیا۔ تو وہاں اس کے اور اس کے بیٹے کے درمیان بہت زبردست بحث مباحثہ چل رہا تھا اور چیخ چیخ کر بولنے کی آوازیں آرہی تھیں۔ میں نے پوچھا کہ ماجرا کیا ہے؟ باپ نے کہا کہ یہ کہتا ہے حضرت علی بن ابی طالب رضی اللہ عنہ ہاشمی ہیں اور میں کہتا ہوں کہ وہ علوی ہیں آپ ہی ہمارے درمیان فیصلہ کیجئے۔ میں نے کہا کہ وہ علوی ہیں کیا تم ان کے نام کو نہیں دیکھتے کہ علی ہے۔ یہ فیصلہ سن کر اس نے کہا کہ میرے اس بیٹے کے منہ پر تھوک دو۔ تو میں نے کہا کہ تم دونوں اس کے مستحق ہو۔

شیخ النخو کی توبہ:

سجستان میں ایک شیخ النخو تھا۔ اس نے اپنے بیٹے کو نصیحت کی کہ جب بھی تم کوئی بات کرنے کا ارادہ کرو تو پہلے اسے عقل سے پرکھو اور خوب اس میں سوچو حتّی کہ خوب درست ہو جائے پھر اسے ٹھیک طرح سے بیان کر دو۔ ایک دفعہ سردی کے موسم میں باپ بیٹا آگ کے پاس بیٹھ کر گرمی حاصل کر رہے تھے کہ بے خبری میں ایک چنگاری باپ کے ریشمی جبّے میں جا گری۔ بیٹا دیکھ رہا تھا۔ تو ایک گھڑی خوب سوچنے کے بعد کہنے لگا کہ ابا جان میں کچھ کہنا چاہ رہا تھا کیا آپ کی اجازت ہے۔ باپ نے کہا کہ آپ کو حق ہے۔ کہئے۔ تو بیٹے نے کہا کہ مجھے کوئی سرخ چیز نظر آرہی ہے۔ باپ نے پوچھا کیا؟ کہنے لگا کہ آپ کے جبّے میں

marfat.com

معاویہ بن ابو سفیان رضی اللہ عنہما کو گالی بکتا ہے جو کہ رسول نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے صدیق ہیں اور وہ شخص ہیں جنہوں نے چالیس سال ایک ہی وضو سے نماز پڑھی ہے وہ مہاجرین اور ان انصار میں سے تھے جنہوں نے احسان کے ساتھ ان کی پیروی کی وہ تمام مومنین کے ماموں لگتے ہیں اس لئے کہ حضرت حواء علیہا السلام کے سگے بھائی تھے۔

آدھا قرآن مخلوق:

بیان کرتے ہیں کہ میں ایک قوم کے پاس سے گزرا۔ وہ ایک آدمی کو مار رہے تھے۔ میں اس کی طرف بڑھا جو کہ اس آدمی کی خوب پٹائی کر رہا تھا۔ میں نے پوچھا؟ اے شیخ! اس کا ماجرا کیا ہے؟ تو کہنے لگا کہ "لا تکونین منھم "تم ان میں سے نہیں ہو۔ یہ رافضی ہے اور کہتا ہے کہ آدھا قرآن مخلوق ہے اور آدھا نہیں ہے۔ حالانکہ لوگوں میں سے رسول نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد کوئی بہتر نہیں اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد حضرت خضر علیہ السلام ہیں۔ یہ سن کر مجھے بہت ہنسی آئی اور میں ڈر کے مارے اور پیچھے ہٹ گیا اور کہا: اے شیخ! اسے اور زیادہ مارو بہت زیادہ ثواب ملے گا۔

ثواب کی امید:

ایک آدمی بیان کرتا ہے کہ میں ایک قوم کے پاس سے گزرا تو وہ جمع ہو کر ایک آدمی کو مار رہے تھے۔ ایک آدمی جو خوب پٹائی کر رہا تھا میں نے اس سے پوچھا کہ بات کیا ہے؟ کہنے لگا کہ مجھے کچھ معلوم نہیں لیکن میں نے دیکھا کہ اسے لوگ مار رہے ہیں تو میں بھی اللہ تعالیٰ سے ثواب حاصل کرنے کیلئے اسے مارنے میں شریک ہو گیا۔

حضرت مریم علیہا السلام کون؟:

بیان کرتے ہیں کہ میں نے ایک آدمی کو دیکھا کہ بازار میں انار بیچ رہا ہے اور بازار والوں کو کھلا رہا ہے اور لوگ اس سے فقہی مسائل پوچھ رہے ہیں۔ اس کی کنیت ''ابو جعفر'' تھی۔ ایک عورت آئی اور مسئلہ پوچھنے لگی۔ اے ابو جعفر! بتایئے کہ حضرت مریم بنت عمران علیہا السلام نبیہ تھی یا نہیں؟ تو اس نے کہا: نہیں۔ تو عورت نے پوچھا اے بیوقوف کہیں کے پھر وہ کیا

marfat.com

انتقال ہوا تو حضرت ابو بکر رضی اللہ عنہ جنازے میں شریک نہیں ہوئے۔

پیشاب کی حفاظت:

ایک بے وقوف آدمی بیمار ہوا اور کسی حکیم کے پاس گیا۔ حکیم نے کہا کہ کل پیشاب محفوظ کر لینا تاکہ میں آ کر دیکھ لوں۔ جب وہ بیوقوف آدمی حکیم کے ہاں سے نکلا تو کل تک پیشاب کو روک کر رکھا۔ جب حکیم اس کے پاس آیا تو کہنے لگا۔ اللہ کے بندے! تم دیر سے کیوں آئے کل سے پیشاب روک روک کر میرا مثانہ بالکل پھٹنے کے قریب ہے۔ تو حکیم نے کہا: بھائی! میں نے تو آپ سے یہ کہا تھا کہ پیشاب کسی برتن میں محفوظ کر لینا۔ پھر اگلے دن حکیم آیا تو وہ سبز برتن ہاتھ میں لئے کھڑا تھا۔ حکیم نے دیکھ کر کہا: یہ کیا ہے؟ تو نے غلطی کی ہے کیا دنیا میں شیشہ ختم ہو چکا ہے۔ تم کسی بوتل یا پیالے میں پیشاب کر لیتے۔ پھر اگلے دن جب حکیم آیا تو اس نے لکڑی کے پیالے میں پیشاب کر کے حکیم کے سامنے حاضر کیا۔ اور اس سے کہا کہ تم خوامخواہ شک میں پڑے ہوئے ہو۔ آپ کو یہ پانی نظر نہیں آ رہا۔ اسی میں میرا معاملہ حل کر دیجئے کہ یہ خطرناک ہے یا نہیں؟ حکیم نے کہا کہ جب تم نے مجھے قسم دی ہے تو اب میں ضرور کہوں گا کہ مجھے یہ خطرہ ضرور ہے کہ تم اپنی اس عقلِ کُل کی وجہ سے ضرور مر جاؤ گے اس بیماری سے کبھی نہیں مرو گے۔

بہترین نسخہ:

ایک احمق حکیم کسی مریض کو دیکھنے گیا۔ مریض نے اپنی بیماری بتائی تو حکیم نے یہ نسخہ بتایا کہ چوہے کے سر کے برابر کلونجی لے کر اس پر اس کی کھوپڑی کے برابر پانی ڈال کر کوٹ لو یہاں تک کہ وہ بلغم کی طرح لیسدار ہو جائے تو اسے پی لو۔ یہ سن کر مریض نے کہا کہ یہاں سے دفع ہو جا۔ تم پر خدا کی لعنت ہو اب تو مجھے روئے زمین پر موجود ہر دوائی سے گھن آنے لگی ہے۔

مقوّی شربت:

ایک بیوقوف حکیم نے اپنے پڑوسی کو شربت دیا۔ اس شربت نے اس پڑوسی کی

marfat.com

تم نے میرے سب حقوق ادا کر دیئے لیکن میں نے اس کا بدلہ نہیں دیا۔ لوگو! گواہ رہو کہ یہ آزاد ہے۔

نیک ارادہ:

ایک بھکاری عورت ایک دروازے پر کھڑی ہو کر مانگنے لگی۔ گھر میں سے ایک آدمی نے کہا: اے کنجری عورت! چلی جا۔ تو اس عورت نے کہا کہ جب آپ مجھے کچھ دیتے نہیں تو پھر گالی کیوں دیتے ہیں؟ تو کہنے لگا کہ میرا ارادہ نیک تھا میں نے چاہا کہ تجھے ثواب ملے اور میں گنہگار ہو جاؤں۔

اس طرف بھی ہے:

ایک آدمی نے پیالے میں تلوں کا تیل خریدا۔ پیالہ بھر گیا تو تیل فروش نے کہا: تیل ابھی باقی ہے۔ کس چیز میں لے جاؤ گے۔ تو اس نے پیالے کو الٹا کر کے اس کے پیندے کی طرف اشارہ کرتے ہوئے کہا: اس میں تیل ڈال دو۔ تو تیل فروش نے باقی تیل اس میں ڈال دیا۔ وہ آدمی تیل لے کر چل پڑا۔ راستے میں ایک آدمی ملا۔ اس نے پوچھا۔ یہ تیل کتنے کا خریدا ہے؟ تو کہنے لگا ایک چاندی کے ٹکڑے سے۔ اس نے کہا اتنا تھوڑا تیل۔ تو اس نے پیالہ پلٹ کر دکھایا اور کہا: یہ بھی ہے۔ (اس طرح) سارا تیل ضائع کر دیا۔

قرض کا مطالبہ:

ایک آدمی کے دوسرے آدمی پر چار درہم قرض تھے۔ ایک دن وہ آکر تقاضہ کرنے لگا۔ اس آدمی نے کہا کہ میں کل آپ کو دوں گا۔ تو قرض خواہ نے کہا کہ میں اس وقت تک نہں جاؤں گا جب تک آپ قسم نہ کھالیں کہ کل آپ ضرور دیں گے۔ اس نے قسم کھالی اگر آپ آئیں تو اس وقت تک نہ جائیں کہ وہ آپ کے ساتھ ہو اور اس پر گواہ قائم کر کے چلا گیا۔ کل پھر آکر تقاضہ کیا تو قرض دار نے کہا کہ میرے پاس کچھ نہیں ہے میں نے تو یہ قسم کھائی تھی کہ آپ نہ لوٹیں مگر اس طرح کہ وہ آپ کے ساتھ ہو یعنی آپ کی داڑھی۔ اس نے اس کی اس بات پر گواہ قائم کیا اور سیدھا حجام کے پاس پہنچ گیا اور داڑھی صاف کروا کے آیا

marfat.com

ہی نہیں۔اس نے کہا: کیوں نہیں ہے۔جب میں بیس سال کا بچہ تھا تو اس وقت مجھ سے کہا گیا تھا کہ تیرا ستارہ جدّی بکری کا بچہ ہے۔تو اس میں کوئی شک نہیں کہ وہ اب بکرا بن چکا ہوگا۔

کاتب کا غلام:

ایک کاتب کا غلام تھا۔کاتب نے شام کے وقت دوستوں کے پاس جانے کا ارادہ کیا تو غلام سے کہا کہ گھر جا کر چراغ لے آؤ۔تو غلام کہنے لگا۔میرے آقا! میں اس وقت اکیلا جانے کی جرأت نہیں کرسکتا۔مجھے یہ پسند ہے کہ آپ اٹھ کر میرے ساتھ تشریف لے چلیں تاکہ میں چراغ اٹھا کر آپ ہی کے ساتھ واپس آؤں۔

حلوا بنانا:

ایک آدمی نے غلام سے کہا کہ آگ لے کر آؤ اور اسے سلگاؤ۔غلام نے پوچھا میرے آقا! آگ کا کیا کرو گے؟ اس نے کہا کہ میں حلوا بنانا چاہتا ہوں۔یہ سن کر غلام نے کہا کہ جلدی سے مجھے ایک لقمہ کھلا دیجئے تاکہ میں جلدی آگ لے کر آؤں۔

اندر نکسیر:

ایک آدمی نے دوسرے آدمی کو مکا مارا تو وہ چیخ کر بولا۔تو نے مجھے خون آلود کیا ہے۔اس نے دیکھا تو خون نہیں نکلا تھا۔تو پوچھا کہ خون کہاں ہے؟ تو وہ کہنے لگا کہ مجھے اندر ہی اندر نکسیر پھوٹ پڑی ہے۔

ایک نے گھیر لیا:

دو آدمیوں نے ساٹھ آدمیوں کے ایک قافلے پر حملہ کرکے ان کا مال و اسباب اور کپڑے چھین لئے۔قافلے والوں سے کسی نے پوچھا کہ دو آدمی تم سب پر کیسے غالب آ گئے؟ تو قافلے والوں نے کہا کہ ایک نے ہمیں گھیر لیا اور دوسرے نے ہمیں لوٹا۔ہم کیا کرسکتے تھے۔

انصار میں سے:

ایک آدمی نے دوسرے آدمی سے ایسی بات کہی جس سے اسے غصہ آ گیا۔تو اس نے

marfat.com

اسے مجھ سے دور رکھیں گی۔

غصب اور صدقہ:

ایک آدمی نے ایک شخص کی کوئی چیز غصب کر کے صدقہ کر دی۔ کسی نے وجہ پوچھی تو کہنے لگا۔ میرا اس کی چیز غصب کرنا ایک برائی ہے اور اسے صدقہ کرنا دس نیکیاں ہیں تو ایک نیکی اس برائی کے عوض گئی باقی نو نیکیاں میرے لئے رہ گئیں۔

خاوند کا پیشہ:

ایک عورت سے اس کے خاوند کے پیشے کے متعلق سوال کیا گیا۔ کہنے لگی میرا خاوند مسجد سے مساکین نکالنے کا متولی ہے میں نے اس کا کمرہ سامان وغیرہ بھی وہاں بھیج دیا ہے۔

کھاؤ!!:

ایک آدمی سے کہا گیا کھاؤ! کہنے لگا مجھے کھانے کی کیا ضرورت ہے میں نے تھوڑے سے چاول کھا کر انہیں بہت زیادہ کر لیا ہے یعنی وہ پھول کر بہت بڑھ گئے ہیں۔

نمک لگانا:

ایک گروہ ایک سردار کے پاس لونڈی کیلئے کفن مانگنے آیا جو مر گئی تھی۔ سردار نے کہا کہ میرے پاس کچھ نہیں واپس چلے جاؤ۔ تو گروہ نے کہا کہ ہم اس پر نمک لگا دیتے ہیں یہ یوں ہی پڑی رہے گی یہاں تک کہ آپ مالدار ہو جائیں۔

دو بار یا تین بار:

ایک بیوقوف شیخ سے پوچھا گیا کہ یاد پڑتا ہے کہ آپ نے رمضان المبارک میں حج کیا تھا۔ تھوڑی دیر سوچ کر بولا۔ کیوں نہیں۔ میرے خیال سے دو بار اس طرح ہوا ہے یا تین بار۔

ماں سے پوچھو:

ایک بیوقوف سے پوچھا گیا کہ تمہارا پھوڑا کیسا ہے تکلیف کچھ کم ہوئی ہے یا نہیں؟

marfat.com

لی اور اس سے پیٹ چاک کرنے لگا۔ا۔، میں زندگی کی محبت نے اسے مجبور کیا اور وہ پیٹ چاک نہ کر سکا اور چھری ہاتھ سے گر گئی۔ پھر یہ کیا کہ چھت پر چڑھ کر اپنے آپ کو نیچے گرا دیا۔ پھر بھی نہیں مرا۔ لیکن اس کی ہڈیاں ٹوٹ گئیں۔ اتنے میں پولیس والے آئے اور اسے پکڑ لیا اور وہ رات کے آخری حصے میں فوت ہو گیا۔

مسخ شدہ جانور:

ابوالحسن علی بن نظیف متکلم بیان کرتے ہیں کہ ہمارے ہاں بغداد میں ایک شیخ آتے ہیں۔ انہوں نے بیان کیا کہ میں ایک آدمی کے پاس جاتا تھا اس پر شیعہ ہونے کی تہمت تھی۔ ایک دن میں نے دیکھا کہ اس کے سامنے بلی ہے اور وہ اس پر ہاتھ پھیر رہا ہے۔ وہ اس کی آنکھوں اور کانوں کے درمیان ہاتھ پھیر رہا تھا اور بلی کے آنسو بہہ رہے تھے جیسا کہ بلیوں کی فطرت ہوتی ہے۔ وہ خود بھی شدت سے رو رہا تھا۔ میں نے اس سے پوچھا کہ تم کیوں روتے ہو؟ کہنے لگا: بدبخت! دیکھتے نہیں کہ جب میں ہاتھ پھیرتا ہوں تو یہ بلی روتی ہے۔ یہ میری ماں ہے اس میں کوئی شک نہیں۔ یہ مجھے دیکھ کر حسرت سے رو رہی ہے۔ پھر اس نے بلی کو مخاطب کر کے کچھ کہنا شروع کیا۔ اس کا گمان یہ تھا کہ یہ اس کی بات سمجھ رہی ہے۔ جبکہ بلی آہستہ آہستہ غرا رہی تھی۔ میں نے اس سے پوچھا کہ یہ بلی تمہاری بات سمجھ رہی ہے؟ کہنے لگا۔ ہاں میں نے کہا۔ پھر تم مسخ شدہ جانور ہو اور یہ انسان ہے۔

موٹی قمیض:

جاحظ بیان کرتے ہیں کہ میں کرخ میں ایک نانبائی کے پاس سے گزرا جو اپنی دکان میں بیٹھا ہوا تھا۔ اس کی لمبی داڑھی تھی اور بہت موٹی نئی قمیض پہنے ہوئے تھا حالانکہ اس وقت سخت گرمی پڑ رہی تھی۔ مجھے اس سے بہت تعجب ہوا۔ اس نے مجھے دیکھ کر کہا۔ اللہ تعالیٰ آپ کو عزت دے کس چیز نے آپ کو یہاں کھڑے ہونے پر مجبور کیا؟ میں نے کہا میں اس سخت گرمی میں آپ کی نئی موٹی قمیض پر صبر سے تعجب میں مبتلا ہوں۔ اس نے کہا: کہ اللہ تعالیٰ تجھے عزت سے رکھے۔ تو نے سچ کہا: بات اصل میں یہ ہے کہ میرے پاس روئی زیادہ ہے۔ میں نے ارادہ کیا کہ میں یہ پرانی قمیض جولاہے کے حوالے کروں تاکہ اس کے ذریعے اس

marfat.com

موت کالعاب:

ابن قتیبہ کہتے ہیں کہ ابوحیہ نمیری کے پڑوسی نے بیان کیا کہ ابوحیہ نمیری کے پاس ایک تلوار تھی جس کے پھل اور دستے میں کوئی فرق نہیں تھا۔ ابوحیہ نے اس کا نام "لعاب المنیّۃ" یعنی ''موت کالعاب'' رکھا ہوا تھا۔ ایک رات میں نے جھانک کر دیکھا کہ وہ یہی تلوار سونت کر گھر کے دروازے پر کھڑا ہے اس نے کوئی آہٹ سنی تھی۔ وہ کہہ رہا تھا۔ اے ہم پر دھوکا کھانے والے۔ ہم پر جرأت کرنے والے۔ خدا کی قسم! تم نے اپنے لئے برا انتخاب کیا ہے۔ جس سے بھلائی کم ہے۔ چمکتی تلوار "لعاب المنیّہ" جس کی شہرت تم نے سن رکھی ہے۔ اس کی ضرب مشہور ہے یہ کُند نہیں ہوتی۔ یہاں سے نکل جا۔ میں تجھے معاف کرتا ہوں تجھے سزا دینے نہیں آؤں گا۔ خدا کی قسم! اگر میں قیس کو بلاؤں تو میدان آدمیوں اور گھوڑوں سے بھر جائے گا۔ سبحان اللہ! کیا ہی کثیر تعداد اور بہترین لشکر ہے۔ پھر جب دروازہ کھول کر دیکھا تو وہ کتا تھا۔ وہ نکل کر چلا گیا۔ اس نے دیکھ کر کہا شکر ہے اللہ کا۔ جس نے تجھے مسخ کر کے کتا بنا دیا اور میری جنگ اپنے سر لے لی۔

نام رکھا محمد:

فضل بن مرزوق نے لوگوں سے کہا: تمہیں معلوم ہے کہ میرا مال کیسے زیادہ ہوا؟ لوگوں نے کہا: ہمیں نہیں معلوم۔ تو کہنے لگا۔ اس لئے زیادہ ہوا کہ میں نے اپنے اور اللہ تعالیٰ کے درمیان اپنا نام محمد رکھا ہے۔ جب اللہ تعالیٰ کے ہاں میرا نام محمد ہوا تو پھر مجھے کچھ پرواہ نہیں کہ لوگ کچھ بھی کہیں۔

طبری چادر:

مزرودی بیان کرتے ہیں کہ احمد جوہری نے چار سو درہم کی ایک سفید طبری چادر خریدی ۔لیکن لوگوں کے ہاں وہ تو ہی تھی طبری نہیں تھی جس کی قیمت سو درہم تھی۔ جوہری نے کہا کہ جب اللہ تعالیٰ کو معلوم ہے کہ یہ طبری چادر ہے تو مجھے لوگوں کے کہنے کی کوئی پرواہ نہیں۔

marfat.com

کہ ایک زرد رنگ والا آدمی ہے گویا کہ وہ ٹڈی ہے یا زنگی ہے۔ وہ پچھنے لگوار ہا تھا اور خون چوس رہا تھا۔ قریب تھا کہ اس کو قے ہو جاتی۔ میں نے کہا: اے شیخ! کیوں پچھنے لگوار ہے ہو۔ کہنے لگا: اپنے اوپر سے اس زردی کو ہٹانے کیلئے۔

ٹکڑا خرچ کیا:

ہمارے دوستوں میں سے ایک آدمی کا غلام تھا اس نے اسے کوئی چیز خریدنے کیلئے چاندی کے ٹکڑے دیئے۔ ان میں ایک ٹکڑا ناقص تھا۔ غلام نے کہا: اے میرے آقا! یہ ٹکڑا ایسا ہے جسے کوئی بھی نہیں لے گا۔ آقا نے کہا کہ کوشش کرلو اور جیسے بھی ہو اسے خرچ کر ڈالو جب وہ خریداری کر کے واپس آیا تو کہنے لگا کہ میں نے اسے خرچ کر دیا۔ ہے۔ آقا نے کہا: کیسے کیا؟ تو کہنے لگا کہ میں نے دوکاندار کو پرکھنے کے وقت بے خبری میں رکھا اور ٹکڑے کو اس کے ترازو میں پھینک دیا۔

خواب کی تعبیر:

ہمارے ایک بھائی نے مجھ سے بیان کیا کہ ایک آدمی معبر کے پاس خواب کی تعبیر پوچھنے گیا اور کہنے لگا کہ میں نے خواب دیکھا۔ گویا میرے ساتھ دو آدمی ہیں اور ہم فلاں آدمی کے پاس کسی کام سے جا رہے ہیں۔ معبر نے کہا کہ کیا آپ ان دونوں آدمیوں کو جانتے ہیں؟ اس نے کہا کہ میں ان میں سے ایک کو جانتا ہوں اس کا گھر باب بصرہ میں ہے اب میں یہ چاہتا ہوں کہ اپنے اسی ساتھی سے دوسرے آدمی کے متعلق پوچھوں کہ وہ کون تھا۔

قرآن قدیم ہے:

ہمارے زمانے میں ایک شخص نے سنا کہ کچھ لوگ قرآن کریم کے متعلق بحث کر رہے ہیں۔ بعض کہہ رہے تھے کہ قرآنِ کریم قدیم نہیں ہے۔ یہ سن کر اس شخص نے کہا کہ یہ لوگ کتنے بیوقوف ہیں اللہ تعالیٰ تو پانچ سو سال سے قرآنِ کریم سے تکلم فرماتے ہیں تو پھر کیسے یہ قدیم نہیں ہے۔

marfat.com

ایک سو بیس رطل نہیں ہیں اور میرے آپ کے پاس ایک سو بیس رطل نہیں ہیں؟ کہنے لگا کہ ایک سو بیس کو ایک سو بیس کے بدلے میں چھوڑ دو اور مجھے ایک دینار دے دو۔ تو لوگ جمع ہو گئے اور پھر ان کا معاملہ امیر کے سپرد کر دیا گیا۔

سر کے بال:

ایک قریشی اپنی بیوی کے پاس واپس آیا تو دیکھا کہ اس کی بیوی نے سر کے بال منڈوائے ہوئے ہیں جبکہ اس کے بال عورتوں میں سے سب سے خوبصورت تھے۔ شوہر نے کہا کہ ایسا کیوں کیا؟ کہنے لگی کہ دروازہ بند کرنے لگی تھی کہ اچانک ایک آدمی کی مجھ پر ہلکی سی نگاہ پڑی۔ میں اس وقت ننگے سر تھی۔ تو میں نے سر کے بال منڈوا دیئے۔ میں وہ بال کیسے چھوڑ دیتی جن پر غیر محرم کی نگاہ پڑی ہو۔

داڑھیاں صاف کرو:

اسی طرح کا ایک واقعہ ہمیں یہ بھی پہنچا ہے کہ ایک خطیب نے اپنے ساتھیوں سے کہا کہ داڑھیاں صاف کرو یہ شیطان کی جگہوں میں اگتی ہیں۔

قرآن میں غلطی:

ایک عالم نے مجھ سے بیان کیا کہ ایک احمق نے قرآن کریم کا نسخہ دیکھ کر کہا کہ اس میں دو غلطیاں ہیں انہیں ٹھیک کر لو۔ پوچھا گیا کہ وہ غلطیاں کونسی ہیں؟ تو کہنے لگا کہ ایک تو "کلّ بنّاء و غواص" ہے یہ غلط ہے۔ یہ "کلّ بنّاء و جصاص" ہونا چاہئے اور دوسری غلطی "و التّین و الزّیتون" میں ہے۔ یہ "و الجبن و الزّیتون" ہونا چاہئے۔

جمعہ میں عدم شرکت:

ایک دوست نے مجھ سے بیان کیا کہ ایک آدمی جمعہ کے دن اپنے گھر کے دروازے پر کھڑا تھا اور بارش کی وجہ سے سیلاب آ رہا تھا۔ اس نے ایک راہگیر سے پوچھا اے بھائی! یہ پانی بارش کی وجہ سے ہے؟ اس نے کہا: کیا تمہیں نظر نہیں آتا؟ تو کہنے لگا کہ میں چاہتا تھا کہ

marfat.com

نافرمانی کرتا تھا تو میں مسخ ہو کر گدھا بن گیا اور اتنی مدت تمہاری خدمت کرتا رہا۔ اب میری ماں مجھ سے راضی ہوئی تو میں پھر انسان بن گیا۔ بیوقوف نے کہا: لاحول ولا قوۃ الاّ باللہ میں نے کیسے آپ سے خدمت لی حالانکہ آپ انسان تھے۔ اب جائیے اللہ کے حوالے۔ تب وہ آدمی چلا گیا۔ اور بیوقوف نے واپس گھر جا کر اپنی بیوی سے کہا کہ تمہیں پتہ ہے اس طرح کا معاملہ ہوا۔ ہم انسان کو خدمت کیلئے استعمال کرتے رہے اور ہمیں پتہ بھی نہ چلا۔ اب ہم کیسے اس کا کفارہ ادا کریں اور کیسے توبہ کریں۔ بیوی نے کہا کہ جتنا ممکن ہو صدقہ کرو۔ بیان کرتے ہیں کہ چند دن تو وہ بیوقوف بغیر گدھے کے ہی رہا۔ پھر بیوی نے کہا کہ آپ کو ہل وغیرہ چلانے کیلئے گدھا چاہئے جا کر کام کیلئے گدھا خرید لو۔ وہ بازار گیا تو وہی گدھا بک رہا تھا بیوقوف آگے بڑھا اور منہ اس گدھے کے کان کے قریب کر کے کہنے لگا۔ اے کم بخت! پھر تو نے ماں کی نافرمانی کی ہے۔

نیزے کی چوڑائی:

ایک دن موسیٰ بن عبدالملک کے پاس اسلحہ خانے کا انچارج آیا اور کہا: امیر المؤمنین یعنی خلیفہ متوکل نے پیغام بھیجا ہے کہ ایک ہزار نیزے خریدو اور ہر نیزے کی لمبائی چودہ گز ہونی چاہئے۔ موسیٰ نے کہا کہ یہ تو لمبائی ہوئی اور چوڑائی کتنی ہو؟ یہ سن کر لوگ اس پر بہت ہنسے لیکن اسے احساس تک نہ ہوا۔

کتاب الصدقات:

مبرّد بیان کرتے ہیں کہ منتصر کی موجودگی میں ابن رباح ''کتاب الصدقات پڑھ رہے تھے کہ ''فی کل ثلاثین بقرۃ تبیع'' کہ ہر تیس گائیوں میں ایک تبیعہ یعنی بچھڑا زکوٰۃ دینا واجب ہے۔ تو منتصر نے پوچھا کہ تبیع کیا ہے؟ تو احمد بن خصیب نے کہا: تبیع گائے اور اس کے شوہر کو کہتے ہیں۔

میرے باپ کا شعر:

احمد بن خصیب نے ایک گلوکارہ کو یہ گاتے ہوئے سنا۔

marfat.com

اس میں نقصان معلوم کرو۔ یہ دیکھ کر انجینئر نے کہا کہ میں کل آپ کے پاس آؤں گا اور ہنس کر واپس چل دیا۔

شیخ کشفیلی کی حماقت:

بیان کرتے ہیں کہ ہمارے پڑوس میں ایک شافعی فقیہہ تھا جو کہ کشفیلی کے نام سے مشہور تھا۔ اس نے علم میں اتنی ترقی کی کہ ابو حامد اسفرائینی کے مرتبہ تک جا پہنچا۔ اور اس کی موت کے بعد اس کا جانشین ہوا۔ بیان کرتے ہیں کہ اس کو خراسان میں بہت چھوٹا اور چوڑا عمامہ ہدیہ کیا گیا۔ میں نے کہا: اے شیخ! اسے کاٹ کر سی لو (تا کہ یہ لمبا ہو جائے) اور اس سے پگڑی باندھنا آسان ہو جائے۔ جب میں نے اگلے دن اس کے سر پر پگڑی دیکھی تو انتہائی بری لگ رہی تھی۔ جب میں نے غور کیا تو اس نے چوڑائی میں کاٹ کر سیا تھا جس سے اس کی چوڑائی ایک بالشت جتنی ہو گئی تھی اور لمبائی اس کی آدھی سے بھی کم ہو چکی تھی۔ میں اس سے بہت حیران ہوا اور دوبارہ اس سے کچھ بھی نہیں کہا۔

لا ستّ الا اللہ:

ابو منصور الفرج کی قریبی رشتہ دار عورت وفات پا گئی۔ ابو منصور سردار تھا۔ تو لوگ اس کے پاس اس کی تعزیت کیلئے جمع ہونے لگے۔ جب جنازہ نکلا تو عورتیں پیٹنے لگیں اور کہنے لگیں۔ "واستّاہ واستّاہ" جیسا کہ عورتوں کی عادت ہوتی ہے۔ تو یہ بات اس عورت کے خاوند کو بہت ناپسندیدہ لگی تو اس نے کہا: "لاستّ الا اللہ" کہ چھ اللہ تعالیٰ ہی ہے۔ اور ان پر چیخنے لگا۔ یہ سن کر تمام لوگ ہنسنے لگے۔ اس طرح غم کا مقام ہنسی کا مقام بن گیا۔

دنبے کی چکتی:

ابو عیسیٰ قصاب نے مجھ سے بیان کیا کہ میرے پاس دنبے کی چکتی خریدنے کیلئے ایک ہیبتناک شخص آیا۔ میں نے اسے چھوٹی سی چکتی دکھائی تو کہنے لگا کہ آپ میرا مذاق اڑا رہے ہیں۔ یہ تو گائے کی چکتی ہے مجھے دنبے کی چکتی چاہئے۔ تو میں نے کہا کہ گائے کی چکتی تو ہوتی ہی نہیں۔ کہنے لگا کہ یہ بات کسی اور سے کہنا مجھے بیوقوف مت بناؤ۔ تو میں نے اسے

marfat.com

7- امام مسلم نے ''باب الطہارۃ'' میں نقل کیا۔ حدیث نمبر ۵۲ ہے۔ امام بخاری نے اسی باب میں حدیث نمبر ۵۸۹۲ کے تحت نقل کیا۔ امام احمد نے ۱۶/۲ کے تحت اور امام ترمذی نے حدیث نمبر ۲۷۶۳ کے تحت جبکہ امام نسائی نے ۱۱۶/۱ اور ۱۲۹/۸ کے تحت نقل کیا۔

8- ابو اسود: ان کا نام ظالم بن عمرو ہے اور ابو اسود ان کی کنیت ہے۔ تابعین، فقہاء شعراء، محدثین، اشراف، شہسوار، امراء اور نحویوں میں مشہور ترین ہیں۔ لوگوں میں سے حضرت علی بن ابی طالب رضی اللہ عنہ کے ساتھ زیادہ رہنے والوں میں سے ہیں اور آپ رضی اللہ عنہ ہی سے علم نحو حاصل کیا۔ تاریخ وفات ۹۹ھ ہے۔

9- حامد بن عباس: نام ابو محمد حامد بن عباس ہے۔ عباسی عمال میں سے وزیر ہیں۔ خلیفہ مقتدر باللہ کے ۳۰۶ھ میں وزیر ہوئے پھر ۳۱۱ھ میں معزول ہوئے۔ خلیفہ نے انہیں قید کر لیا اور واسط بھیج دیا۔ وہاں زہر سے وفات پائی۔

10- ابن رومی: نام ابو الحسن علی بن عباس رومی ہے۔ بغداد میں پیدا ہوئے اور وہیں زندگی گزاری۔ یونانی ادب اور عربی ثقافت سے متاثر تھے۔ ان کے اشعار عربی ادب میں جدت، تنسیق منطقی اور عمدہ اسلوب کی بنا پر نمایاں حیثیت رکھتے ہیں۔ تاریخ وفات ۲۸۳ھ ہے۔

الحمد للّٰہ وحدہٗ۔ آج بروز سوموار بتاریخ ۳۰ اکتوبر ۲۰۰۶ء بمطابق ۶ شوال ۱۴۲۷ھ ترجمۂ اخبار الحمقٰی والمغفلین اپنے اختتام کو پہنچا۔

فقط

والسلام

مترجم محمد عابد عمران انجم مدنی

فاضل بھیرہ شریف

و صلّی اللّٰہ علی سیّدنا و مولٰنا محمد و علی آلہ

و اصحابہ و اولیاء امّتہ اجمعین

marfat.com

بسم اللہ الرحمن الرحیم

الصلوٰۃ والسلام علیک یا رسول اللہ

کرمانوالہ بک شاپ

دوکان نمبر ۲ - دربار مارکیٹ لاہور

Voice 042-7249515

بدترین مال وہ ہے کہ جس سے اللہ تعالیٰ کی راہ میں خرچ نہ ہو اور نہ اُسکی زکوٰۃ نکالی جائے

بسم اللہ الرحمن الرحیم

بلغ العلیٰ بکمالہ کشف الدجیٰ بجمالہ

پہنچے بلندیوں پر وہ محمد ﷺ اپنے کمال سے ان کے جمال سے اندھیرا روشن ہو گیا

marfat.com

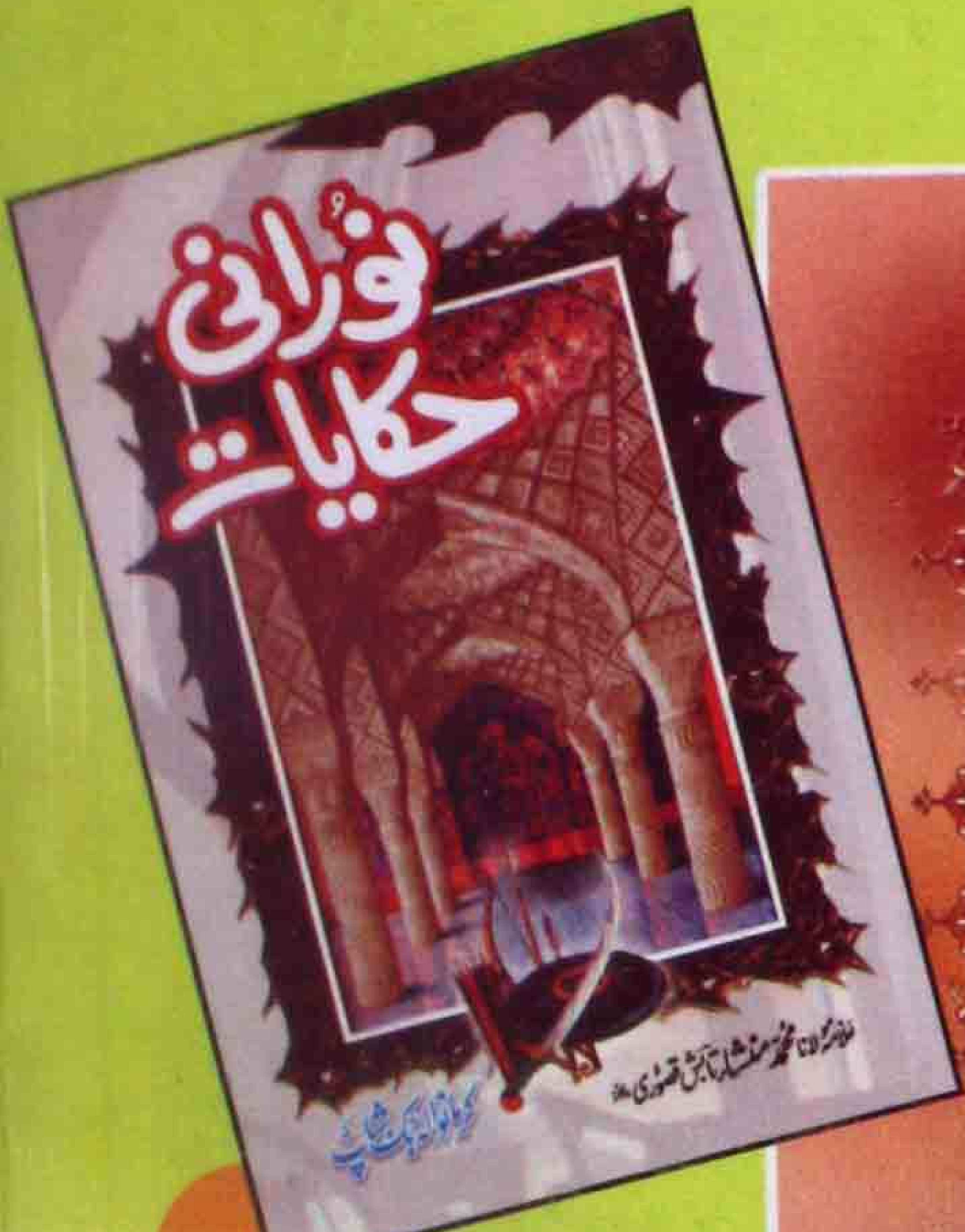

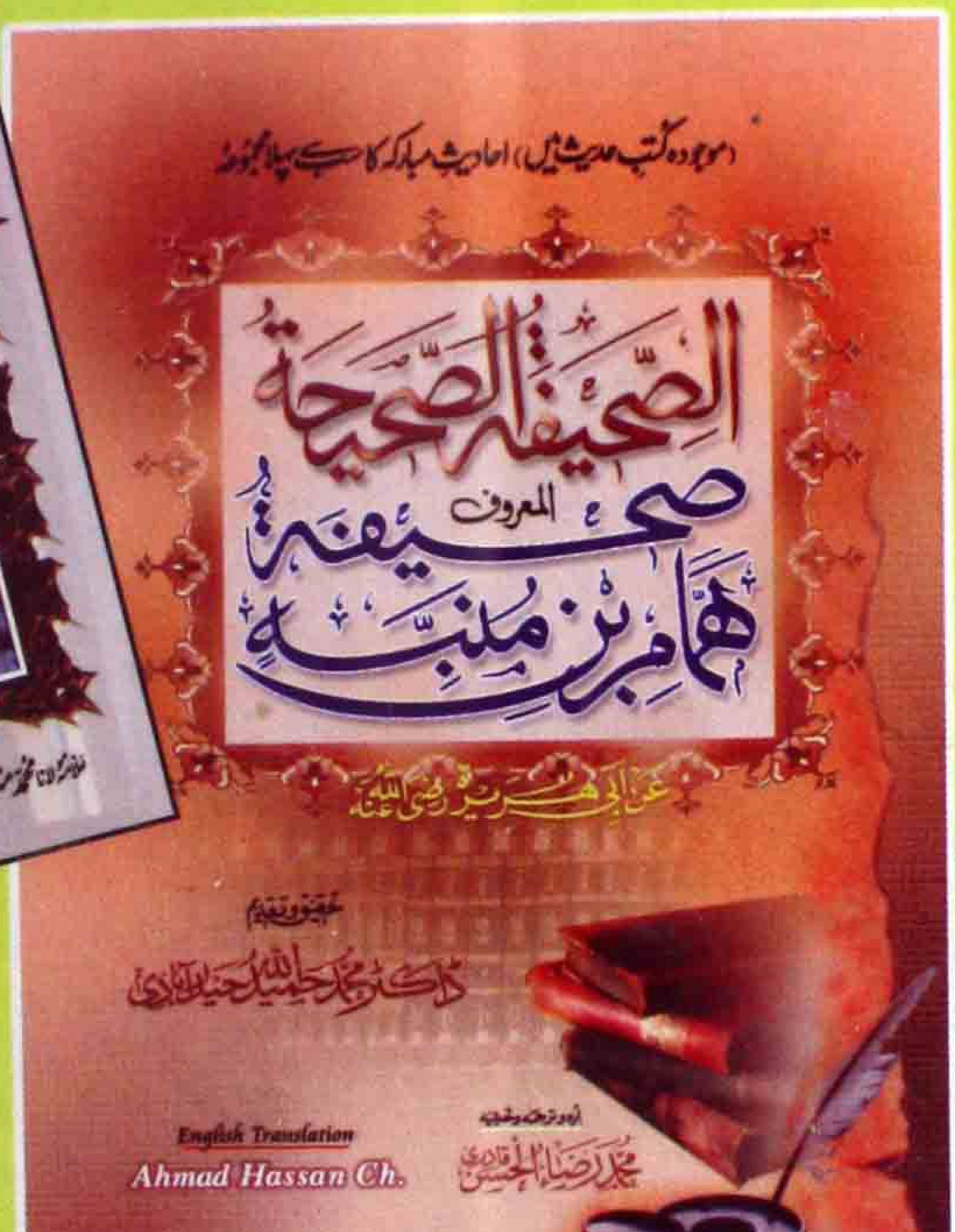

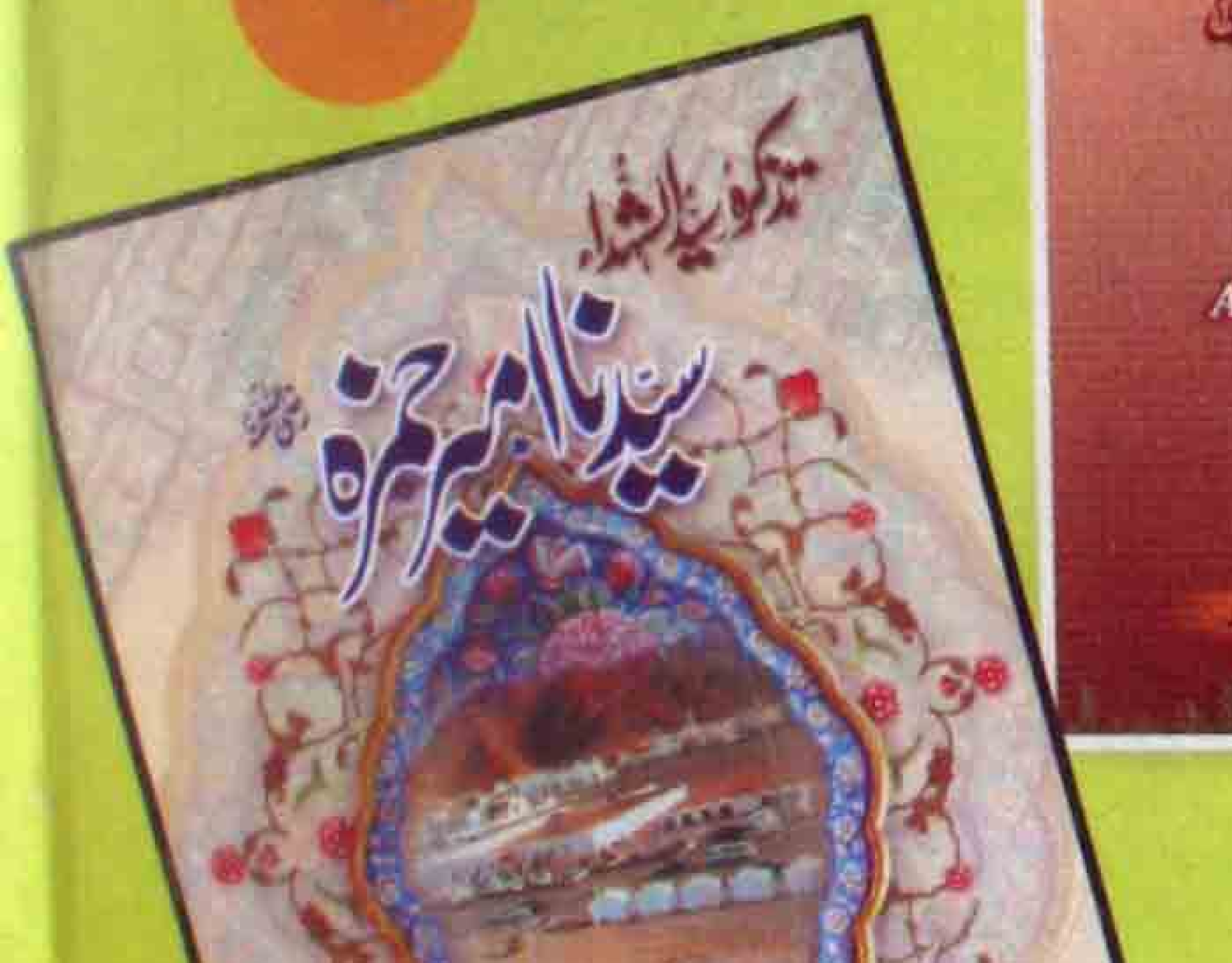

کشف المحجوب

حضرت سید مخدوم علی ہجویری حضرت داتا گنج بخش

مترجم
الحاج بشیر حسین ناظم

کرمانوالہ بک شاپ

دوکان نمبر ۲- دربار مارکیٹ لاہور

Voice:+92-42-7249515